الزاد المطلوب

بتخریجِ احادیثِ کشف المحجوب

ڈاکٹر خالق داد ملک
ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

محکمہ مذہبی امور و اوقاف
حکومتِ پنجاب

الزاد المطلوب

بتخریج احادیث کشف المحجوب

ڈاکٹر خالد داد ملک
ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

محکمہ مذہبی امور و اوقاف
حکومت پنجاب

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر : ڈاکٹر طاہر رضا بخاری
ڈائریکٹر مذہبی امور و اوقاف پنجاب

مؤلف : ڈاکٹر خالق داد ملک، چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور
ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ڈائریکٹر مذہبی امور و اوقاف پنجاب

باہتمام : مشتاق احمد، شیخ محمد جمیل، اختر، طاہر، منصور

طبع : ۲۰ جون ۲۰۰۶ء / ۳ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت :

پتہ : مرکز معارف و تحقیق امور دینیہ پنجاب
محکمہ مذہبی امور و اوقاف، حکومت پنجاب

042-7113464

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترتیب

نمبر شمار	عنوان		صفحہ
۱۔	پیش لفظ	سید رئیس عباس زیدی	۵
۲۔	دیباچہ	ڈاکٹر طاہر رضا بخاری	۷
۳۔	تقدیم	ڈاکٹر خالق داد ملک	۱۷
۴۔	تاثر	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	۲۳
۵۔	کشف المحجوب (زیرِ تحقیق فارسی نسخہ)		۲۵
۶۔	ا	(احادیث بحروف تہجی)	۲۹
۷۔	ب		۶۱
۸۔	ت		۶۴
۹۔	ج		۶۹
۱۰۔	ح		۷۲
۱۱۔	خ		۷۵
۱۲۔	ذ		۸۰
۱۳۔	ر		۸۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۴۔ ز ۸۵
۱۵۔ س ۸۶
۱۶۔ ش ۸۸
۱۷۔ ص ۹۴
۱۸۔ ط ۹۵
۱۹۔ ع ۹۷
۲۰۔ ف ۱۰۰
۲۱۔ ق ۱۰۰
۲۲۔ ک ۱۰۲
۲۳۔ ل ۱۱۰
۲۴۔ م ۱۲۱
۲۵۔ ن ۱۴۰
۲۶۔ و ۱۴۴
۲۷۔ ہ ۱۴۵
۲۸۔ فہرست مصادر ومراجع ۱۴۷
۲۹۔ فہرست احادیث ۱۵۹

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ!

سید رئیس عباس زیدی
سیکریٹری محکمہ ہذا امور اوقاف پنجاب

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں اولیائے کرام نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے مخلوق خدا کی سچی خدمت کی۔ زندگی کی صعوبتیں خود برداشت کر کے راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھا راستہ دکھایا۔ نفرت، عداوت، لالچ و طمع اور خود غرضی کی جگہ محبت، ہمدردی، ایثار، قناعت اور تقویٰ سے سیرت و کردار کو مزین کیا اور دکھی انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کی ذات گرامی ان برگزیدہ ہستیوں میں نہایت نمایاں ہے، جنہوں نے برصغیر کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ ظلم و جہالت اور شرک و معصیت کی تاریکیوں میں محبت، علم، رشد و ہدایت، نیکی اور تقویٰ کے چراغ روشن کئے۔ آپ کے اخلاق و کردار اور قول و عمل سے متاثر ہو کر غیر مسلموں کی بڑی تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ آپ کے فیوض و برکات سمیٹنے والوں نے دین کی اشاعت کے لئے بے مثال مراکز قائم کئے اور اپنی زندگیاں اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے وقف کر دیں۔ بلاشبہ خاک پنجاب کو حضرت داتا گنج بخشؒ کی ذات بابرکات سے بڑی سعادت و سرفرازی حاصل ہوئی۔ بقول اقبال

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

حضرت داتا گنج بخشؒ کی تعلیمات کے مطالعہ کے لئے آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" ایک بے بہا خزانہ ہے۔ اہل علم اس سے علم و حکمت کے موتی چنتے ہیں۔ ہر دور میں یہ کتاب

WWW.NAFSEISLAM.COM

علماء وحکماء اور صوفیاء کی توجہ کا مرکز رہی اور اصحاب طریقت وشریعت اس سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ زیر نظر کتاب کی اشاعت کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ حضرت داتا صاحبؒ کی تعلیمات کو مختلف پہلوؤں سے اجاگر کیا جائے، تاکہ ہم ان بزرگان خدا کے نقوش پا سے رہنمائی حاصل کر سکیں جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام واکرام سے نوازے گئے۔

ماخذ ومنابع کی دریافت اور ان تک رسائی بنیادی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ بالخصوص دینی ادب کے حوالے سے مختلف تحقیقی اسلوب اپنانے کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ علم کلام بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ "انوار المطلوب بتخریج احادیث کشف المحجوب" علمی اور تحقیقی دنیا میں گراں قدر اضافے کے طور پر معروف ہو گی اور ریسرچ سکالرز اور علماء وطلباء یکساں اس سے استفادہ کریں گے۔ مقام مسرت ہے کہ یہ گراں قدر تحقیقی مقصود محکمہ اوقاف کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر طاہر رضا بخاری اور پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی کے فیسٹر مین، ڈاکٹر خالق داد ملک کی مساعی خاص سے پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ جس کی اشاعت محکمہ کے لئے باعث صد اعزاز وسعادت ہے۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

دیباچہ!

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری
ڈائریکٹر محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی وَعَلٰی صَحْبِہٖ وَ مَصَابِیْحِ الْھُدٰی فِیْ غَوَاشِ الدُّجٰی وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ مَا دَامَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتُ الْعُلٰی۔

قافلۂ تصوف، علم و حکمت اور طریقت و معرفت کے سرخیل الشیخ السید علی بن عثمان الھجویری المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ (م 1073ء/465ھ) نے لاہور میں تشریف فرما ہو کر ظلمت کدۂ ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کی۔ آپؒ نے اصول شریعت، معرفت حق، رموز تصوف اور علم و حکمت پر مبنی معرکۃ الآراء کتاب "کشف المحجوب" تصنیف فرمائی جو کہ ایک بیش بہا گنجینہ ہے۔ یہ معروف و معتبر تصنیف حضرت ابوسعید ہجویریؒ جو آپ کے رفیقِ خاص تھے، کے تصوف اور رموز تصوف کے حوالے سے استفسارات کے ضمن میں منصۂ شہود پر آئی۔ جس کی تفصیل آپ "کشف المحجوب" میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"قال السائل وھو ابو سعید الھجویری:

بیان کن مرا اندر تحقیق طریقت تصوّف، و کیفیت مقامات ایشان، وبیان مذاھب ومقالات ایشان، واظھار کن مرا رموز واشارات ایشان، وچگونگی محبت خداوند عزوجل. و کیفیت اظھار آن بر دلھا، وسبب حجاب عقول از کنہ و ماھیت آن، ونفرت نفس از حققیقت آن، و آرام روح با صفوت آن، وآن چہ بدین تعلق دارد از معاملات آن"

WWW.NAFSEISLAM.COM

یعنی محمد (ابوسعید ہجویری) سے بیان فرمایئے

الف۔ طریق تصوف کی حقیقت

ب ۔ مقامات صوفیاء کی کیفیت

ج ۔ صوفیاء کے عقائد و مقالات کی تشریح

د ۔ ان کے رموز و اشارات

ہ ۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کی نوعیت اور دلوں میں اس کے ظہور کی کیفیت و ماہیت

و ۔ محبت الٰہی کی ماہیت کی معرفت میں حائل ہونے والے حجابات عقل و نفس

ز ۔ پھر کشف و حجابات کے طریقے، نفس کی حجابات سے بیزاری اور روح کی آسکین۔

یہ کتاب تصوف کے موضوع پر فارسی زبان میں پہلی تصنیف ثابت ہوئی۔ بلاشبہ اس کتاب سے جلیل القدر اولیاء، عظیم المرتبت اصفیاء، اولوالعزم اتقیا اور علماء و فضلا مستفید ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی اس بیش قیمت فیض سے تشنگان علوم طریقت و حقیقت مستفیض ہوتے رہیں گے۔ حضرت داتا گنج بخش اس تصنیف لطیف کو "کشف المحجوب" سے موسوم کرنے کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ مقربین بارگاہ الٰہی کے سوا عامۂ الناس حقیقت کو پہچاننے سے "محجوب" و محروم ہیں اور اس کتاب میں حقیقت کے چہرے سے حجاب اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔"

دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں زہد و تقویٰ اور طاعت کے طریق میں کمی آ گئی اور ان کی بجائے کردہ غلط فہمیوں کے ازالے کے لئے مستند اور مدلل کتابیں تصنیف کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ طاعدہ اور حلولیوں کے تصوف کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پیشتر علماء حلاج کے ہم خیال تھے کہ تصوف، اسلامی شریعت سے کوئی متصادم اور متضاد نظریہ و طریق ہے۔ چنانچہ ان ادوار میں کتاب اللمع فی التصوف از ابو النصر سراج"، قوت القلوب از ابو طالب مکی، رسالہ قشیریہ از ابو القاسم القشیری، التعرف لمذہب اہل التصوف از ابو بکر محمد الکلاباذی اور کشف المحجوب جیسے شاہکار سامنے آئے۔ حکیم الامت اقبال کے بقول حضرت داتا گنج بخش "در زمین ہند تخم سجدہ ریخت" کے امر پر مامور تھے، جس کی بحسن و خوبی انجام دہی کا سب سے خوبصورت مظہر کشف المحجوب کی صورت میں سامنے آیا، جس کے ذریعے نہ صرف ان راستوں کی نشاندہی کی گئی جس سے بدعت، الحاد اور زندقہ راہ پا سکتا ہے، بلکہ ان راستوں کو مسدود بھی کر دیا اور اس

WWW.NAFSEISLAM.COM

مساجی جیلہ سے کفرستان ہند میں ایک ایسی مضبوط روایت اور جماعت پیدا کر دی جو آنے والے دور کے مبلغین عظام اور صوفیاء کرام کی تعلیمات کو دل و جان سے قبول کرے، گویا آپ نے یہاں کی فضا اور آب و ہوا کو "گلم شریعت و طریقت" کی پرداخت کیلئے پوری طرح ہموار کر دیا۔

حضرت داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں واضح کیا ہے کہ اسلامی قانون و شریعت اور علوم و معارف میں قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ یعنی اسلام کے بنیادی اصول اور اساسی تعلیمات قرآن مجید میں محفوظ اور موجود ہیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت فقیہ اور آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو تشریحی اختیارات اور توضیحی مرجع کا اصول ہے جس کی الہامی حیثیت مسلمہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے:

"و کتاب اول از شریعت کتاب است، بقوله تعالی "مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ" دیگر سنت است: بقوله تعالی "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" وسدیگر اجماع امت است. لقوله صلی اللہ علیه وسلم: لا تجتمع امتی علی الضلالة علیکم بالسواد الاعظم"

"شریعت کا پہلا رکن کتاب اللہ ہے، جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اس میں آیات محکمات ہیں" جو اصل کتاب ہیں۔ دوسرا رکن سنت رسول ﷺ ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے "جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ" اور تیسرا رکن اجماع امت ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، تم جماعت کا ساتھ اختیار کرو"

قرآن مجید میں مجمل احکام بھی ہیں، حضرت ہجویری کا یہ اقتباس اس امر کی بھی صراحت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ان مجمل احکام کی تفسیر و توضیح کا فریضہ نبی ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد حدیث رسول ﷺ کی اہمیت اور قدر و منزلت مسلمانوں کے ہاں ابتدائی زمانہ ہی سے چلی آ رہی ہے، اسی وجہ سے اس کے لئے تحقیق و تفحص اور حزم و احتیاط بھی ابتدائی دور ہی میں شروع ہو گئی

WWW.NAFSEISLAM.COM

تھی۔ جس نے بعد میں باقاعدہ ایک علم کی صورت اختیار کر لی اور محدثین نے اس کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ انہوں نے سفری صعوبتیں برداشت کیں، حالات کی نامساعدت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا، ان کی، ان کاوشوں سے اسماء الرجال، اصول الحدیث اور الجرح والتعدیل جیسے علوم وجود میں آئے۔

تدوین حدیث کے اوائل میں متقدمین حضور ﷺ کی استشہاد کردہ احادیث کو مع اسناد ذکر کرتے تھے۔ یہ ہستیاں حفظ وضبط کی بے پایہ قوت اور حافظہ و یاداشت کی غیر معمولی صلاحیت سے مالا مال تھیں، جیسے ابوداؤد الطیالسی۔۔۔ جن کو چالیس ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ امام اسحاقؒ بن راھویہ حیرت انگیز یاداشت کے حامل تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی محدث سے کوئی حدیث دوبارہ بیان کرنے کو نہیں کہا، بلکہ جو چیز ایک مرتبہ سن لیتا ہوں وہ مجھے یاد ہو جاتی ہے، ستر ہزار سے زائد حدیثیں ہر وقت میری نگاہ کے سامنے رہتی ہیں اور میں ان کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ وہ کس کتاب میں کس جگہ پر ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ مختلف علوم اپنی اپنی جگہ مستقل حیثیت کے حامل ہوتے گئے۔ ان علوم کے ماہرین، احادیث سے استدلال اور استفادہ تو کرتے رہے مگر اپنی کتب میں پوری حدیث نقل کرنے کی بجائے محض حدیث کا کوئی جملہ، کوئی خاص حصہ یا بعض اوقات حدیث بغیر سند کے تحریر کر دیتے۔ یہ طریقہ تفسیر، حدیث، عقائد اور فقہ وغیرہ کی کتب میں بکثرت ملتا ہے۔ لامحالہ متاخرین کی کتب میں اس کی کثرت ہونا تھی، اب اگر کوئی آدمی کسی کتاب میں درج حدیث کا درجہ رصحت یا اس کا مکمل متن اور حوالہ دیکھنا چاہے تو یقیناً یہ مرحلہ مشکل طلب ہے۔ چنانچہ اس مشکل کا احساس کرتے ہوئے مختلف کتب میں درج شدہ احادیث کی تخریج اور اگر کہیں ضرورت محسوس ہوتی تو ان احادیث کا، اُن کی صحت وسقم کے اعتبار سے درجہ کا تعین کر دیا جاتا۔ معروف اور اکابر صوفیاء ومشائخ کی تصنیف اور کتب کے حوالے سے یہ کام عمل میں آچکا ہے جس میں شیخ عبدالقادر جیلانی " کی "غنیۃ الطالبین" جن کی تخریج "البغیۃ بتخریج الاحادیث الغنیۃ" اور برصغیر میں "تسہید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الربانی" بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

تخریج کیا ہے۔۔۔؟

عام فہم لغوی مفہوم کے مطابق "تخریج" کا مادہ "خرج" یخرج ہے، جو کہ "اخراج" سے لیا گیا ہے، جس کے معنی خارج ہونے کے ہیں۔ ابن منظور لسان العرب میں اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خارج کل شیء" : یعنی ہر چیز کا ظاہر۔

" حصول التفریج باصول التخریج " کے مصنف احمد بن محمد الغماری لکھتے ہیں کہ "اخراج" کا مطلب۔۔۔حدیث کو اسناد کے ساتھ رسول ﷺ تک یوں روایت کرنا کہ مرفوع حدیث رسول ﷺ تک، موقوف ہو تو صحابی تک، اور اگر مقطوع ہو تو تابعی تک بیان ہو۔

المعجم الوسیط میں لفظ" تخریج " کی لغوی توضیحات کے ضمن میں، آٹھ مختلف معنی نقل کیے گئے ہیں جن میں حسب ذیل ہمارے موضوع سے زیادہ مطابقت کا حامل ہے۔

"اخرج الحدیث : نقله بالا سانید الصحیحة" یعنی اس نے احادیث کو صحیح اسانید سے نقل کیا۔

محمود الطحان نے "اصول التخریج ودراسات الاسانید " کے صفحات ۱۲۔۱۳ پر "فن تخریج" پر بحث کرتے ہوئے اس کے حسب ذیل معنی بیان کیے ہیں۔

"تخریج" سے مراد:۔

i۔ اصلی مصادر میں حدیث کے مقام کی دلالت ہے جس میں اس کو سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ پھر ضرورت کے وقت اس کا مرتبہ بیان کرنا ہے۔

ii۔ کسی چیز کو باضابطہ انداز سے لکھنا اور اس کا پورا حوالہ دینا تخریج کہلاتا ہے۔

iii۔ کتب فقہ و تفسیر وغیرہ کی احادیث کو جدا گانہ مجموعوں میں جمع کرنا۔

iv۔ حدیث کی کسی کتاب سے خاص قسم کی احادیث مثلاً مرفوع، متصل، مرسل وغیرہ کو الگ کرنا۔

v۔ حدیث کا حوالہ دینے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا کہ یہ حدیث ہمیں کہاں سے ملے گی، درست نشاندہی کے اس عمل کو "تخریج حدیث" کہتے ہیں۔

احمد بن محمد الغماری نے "حصول التفریج باصول التخریج" میں لکھا ہے کہ:

"" تخریج" احادیث کو ان کتب کی طرف منسوب کرنا ہے، جن میں وہ بیان ہوئی ہیں۔ ان پر صحت اور ضعف کے لحاظ سے کلام کیا جائے یا محض اصل کتب کی طرف منسوب کر دیا جائے۔"

الغرض" تخریج حدیث" سے مراد حدیث کو اس کتاب کی طرف منسوب کرنا جس میں ابتداءً وہ بیان ہوئی ہوں، وہ کتاب مسند، جامع، سنن اور معجم ہو سکتی ہے۔ گویا حدیث کی تخریج سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ

اس حدیث کو کن آئمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں کن مقامات پر بیان کیا ہے۔ حدیث کے اصلی مصادر تک رسائی کے لئے "فن تخریج حدیث" باقاعدہ حیثیت اختیار کرتے ہوئے حدیث کے اصلی مصادر اور ان کے آئمہ تک رسائی کو عام کیے ہوئے ہے۔

جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ اوائل دور میں حدیث کے متعلق وسیع معلومات کے سبب، احادیث کی تخریج کی ضرورت پیش نہ آئی۔ صاحبان علم، حدیث سنتے ہی ان کے ماخذ بیان کر دیتے۔ بعد کے ادوار میں علوم وفنون کا دائرہ وسعت اور کثرت کا حامل ہوتا گیا۔ ایسی صورت میں مختلف اور معتبر کتابوں میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ احازمی (م ۵۸۴ھ) نے ابواسحاق شیرازی کی کتاب" المهذب فی الفقه الشافعی" کی تخریج کی اور کتاب کا نام "تخریج المهذب" رکھا۔ برہان الدین مرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ) کی الهدایه کی تخریج "الکفایه فی المعرفة لحدیث الهدایه" کے نام سے علاؤالدین محمد بن عثمان المازنی المعروف التر کمانیؒ (م ۷۵۰ھ) نے کی۔ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م ۷۴۹ھ) نے امام بغویؒ (م ۵۱۶ھ) کی کتاب "مصابیح السنه" کی احادیث کی تخریج کے حوالے سے خدمات سرانجام دیں۔

امام غزالیؒ کی معرکۃ الاراء تصنیف "احیاء العلوم" کی احادیث کی تخریج زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین عراقیؒ (م ۸۰۶ھ) نے" اخبار الأحیاء بأخبار الإحیاء "کے نام سے کی۔ بعض نے اس کا نام "المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار" لکھا ہے۔ دسویں صدی میں حافظ محمد بن عبدالرحمٰن سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب "غنیة الطالبین" کی تخریج کی جو "البغیة بتخریج الاحادیث الغنیة" کے نام سے معروف ہوئی۔ اس طرح سے جلال الدین عبدالرحمان سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے "الشفاء" کی احادیث کی تخریج "مناهل الصفا" کے نام سے فرمائی۔ گیارھویں صدی میں ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے "شرح عقائد نسفیه" کی احادیث کی تخریج کی۔ اسی طرح عبدالرؤف المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) نے تفسیر بیضاوی کی احادیث کی تخریج "تحفة الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی" کے نام سے، جب کہ عبدالستار بن عبدالوہاب صدیقی ہندیؒ نزیل مکہ (م ۱۳۵۴ھ) نے شعرانیؒ کی کتاب "کشف الغمة" کی احادیث کی تخریج کی۔ شیخ محمد سعید صبغۃ اللہ مدراسی نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاتیب میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج: "نشید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الربانی" کے نام سے کی۔

اَلزَّادُ الْمَطْلُوب کی ضرورت:

مخصوص حلقوں میں مشائخ اور صوفیائے کرام کے بارے میں ایک عام تاثر یہ ہے کہ "اسناد حدیث" کو وہ بالعموم ملحوظ نہیں رکھتے۔ گو کہ وہ علمی اور روحانی اعتبار سے بصیرت اور بصارت کے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں جہاں ان کا کشف والہام شریعت کے مزاج کے برعکس کسی چیز کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ تاہم یہ منہاج محدثین کے وضع کردہ معیار سے مطابقت کا حامل نہیں، اس لئے وہ حلقہ اس پر معترض رہتا ہے اور یوں تفسیر کشاف، بیضاوی، تفسیر ثعلبی، احیاء العلوم، تنبیہ الغافلین سمیت کبار مفسرین، متکلمین، فقہا اور صوفیاء کی تالیفات پر بھی موضوع احادیث کی روایت کے ضمن میں بعض اعتراضات وارد کئے جاتے ہیں۔ جب کہ شریعت وطریقت کے آئمہ اور علوم ومعارف کے یہ مسند نشین اس رویئے کو ازخود ناپسند کرتے ہوئے اس میدان میں از حد حزم واحتیاط کے قائل رہے اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر جھوٹ بولنے پر اس وعید شدید کو علمی حلقوں کے علاوہ عامۃ الناس تک پہنچاتے رہے۔

(الف) عن أنس أنه ليمنعني أن أحدثكم حديثًا كثيرًا أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(مختصر بخاری، کتاب العلم ص ۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمہیں حدیث بیان کرنے سے مجھے یہ مانع ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قصداً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔

(ب) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ..... وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(مختصر بخاری، ص ۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔

(ج) عن عبد الله بن زبير قلت للزبير إني لا اسمعك تحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كما يحدث فلان و فلان

قال: إني لم افارقه و لكن سمعته يقول : " من كذب عليّ متعمدًا فليتبوأ مقعده من النّار .

(مختصر بخاری ص ۲۱)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ زبیر سے کہا میں نے آپ سے اس طرح حدیث بیان کرتے نہیں سنا جس طرح فلاں فلاں بیان کرتے ہیں، فرمایا معلوم ہے کہ میں آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوا، لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔

(۵) عن سلمة بن الاكوع قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ ما لم أقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

(مختصر بخاری ص ۲۱)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا جو مجھ پر ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔

کشف المحجوب کا مطالعہ اس کی علمی و لغوی اور زہد و عبادت پر کتاب کے فیضان کو عام کئے رکھنے کے ساتھ، اس امر پر بھی شاہد ہے گا کہ حضرت داتا گنج بخش عربی زبان و ادب، اسلامی علوم و معارف، تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، علم الکلام، تصوف، تاریخ، فلسفہ، دین و مذہب اور شریعت و طریقت کے اسرار و رموز پر کس قدر عمیق نگاہ اور مضبوط و مستحکم رکھتے تھے۔ آپ نے تصوف کی اس کتاب میں اپنی ہر بحث کو کتاب و سنت سے مضبوط کیا اور تقریباً 274 آیات قرآنیہ 135 احادیث نبویہ، 78 معروف عربی اشعار، تقریباً تین سو اقوال صوفیاء اور میں سے زائد کتابوں کی عبارتیں بطور اقتباس نقل فرمائی ہیں۔ وہ ہستی جس کی تعمیر شخصیت کبار مشائخ و صوفیاء کی صحبتوں کے فیضان سے مستفیض و مستنیر ہو، جس کی جلوت و خلوت اور سفر و حضر شریعت کی متابعت اور اتباع سلف کی آئینہ دار ہو، اس کا پایۂ روایت و تحقیق بھی یقیناً ارفع و اعلیٰ ہونا تھا۔ معروف محقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کی اس نورانی تصنیف کے مراجع و منابع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" (۱) فیض عالم قدس۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام۔۱۲۵)

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہدایت عطا کرے تو اس کا سینہ اسلام کے کھول دیتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔(الزمر۔۲۲)

یعنی جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا جو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (روشنی) پر ہوتا ہے۔ اور جسے حق تعالیٰ شرح صدر کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے تو اسے اپنے انوار تجلیات سے نوازتا ہے اور عالم قدس سے جو انوار اس کے قلب پر وارد ہوتے ہیں، ان کی برکات سے کشف حقائق ہوتا ہے اور رموز حقیقت واسرار معرفت منکشف ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مقدسہ کا صحیح فہم وادراک حاصل ہوتا ہے۔ غرض کہ حضرت داتا گنج بخش کی تصنیف لطیف کا شمع اول بھی فیض عالم قدس ہے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ب۔ القرآن ج۔ الحدیث

گویا کشف المحجوب میں جن رموز طریقت اور حقائق معرفت کو منکشف کیا گیا ہے ان کی بنیاد حضرت داتا گنج بخش نے قرآن مجید کے آیات بینات پر رکھی ہے۔ ان کا ماخذ قرآن وسنت کو قرار دیا ہے۔ آپؒ نے جس بھی مسئلہ پر قلم اٹھایا اس پر اولاً قرآن حکیم اور ارشاد نبوی ﷺ سے سند لائے اور پھر اس کا استدلال آثار واخبار سے کیا اور ازاں بعد اکابرین ارباب تصوف کے یہاں اس کی سند تلاش کرتے ہیں۔

مذکورہ تناظر میں کشف المحجوب جس میں 125 احادیث بطور استناد واستشہاد پیش کی گئی ہیں، کی تخریج وتحقیق (Extraction and authentication) اُن بیشمار اشکال کا جواب فراہم کرنے کے لئے کافی ہے جو مشائخ وصوفیاء پر ان کی کتب میں بے سند، موضوع اور ضعیف احادیث کے تواتر پر مبنی ہے۔ اس عظیم کام کا ابتدائی خاکہ اور بنیادی خیال اُستاذ کبیر جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (ستارہ امتیاز) کا عطا کردہ ہے۔

جنہوں نے 1995ء تا 1998ء اورینٹل فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ پنجاب یونیورسٹی کے طور پر اپنی علمی سرپرستی کو فراواں کئے رکھا۔ اس بابرکت کام کے لئے پنجاب یونیورسٹی اور محکمہ مذہبی امور واوقاف پنجاب کا مشترکہ فورم "ہجویری چیئر" یقیناً موزوں تھا، جس کی نگرانی بطور ڈین، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کے ذمہ تھی۔ لوے کی رہائی کے ان سالوں میں راقم، جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی نگرانی میں بطور پی ایچ ڈی سکالر، اپنے تحقیقی مقالے کی تکمیل کے سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی سے منسلک تھا۔ جس کے سبب اس اہم منصوبے کا تعارف بہتر آثار رہا۔ بلاشبہ اس منفرد تحقیقی سعر کے میں جناب ڈاکٹر خالق داد ملک، اپنی علمی استعداد اور شخصی اوصاف کے سبب کلیدی کردار کے حامل ہیں۔ جنہوں نے ذخیرۂ احادیث اور اسماء الرجال جیسے علوم وفنون کا احاطہ کئے رکھا۔ احادیث کی تخریج پر مشتمل یہ بابرکت علمی کام قبل ازیں نومبر 1997ء میں لاہور کی چیئر پنجاب یونیورسٹی سے "تخریج احادیث کشف المحجوب للھجویری" عربی زبان میں طبع ہو چکا ہے۔ ازاں بعد اس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کی تدوین اور اردو ترجمہ کا اہتمام کیا گیا جس کو مرکز معارف اولیاء، محکمہ مذہبی امور واوقاف کے تحقیقی مجلہ "معارف اولیاء" کے "کشف المحجوب نمبر" کی اشاعت خاص، جنوری 2006ء میں شائع کیا گیا۔ علمی، دینی، روحانی اور تحقیقی حلقوں سے تحسین اور تحریک کے ساتھ، الگ کتابی شکل میں اشاعت پر زور دیا گیا جو کہ یقیناً افادیت کا حامل تھا۔ چنانچہ محکمہ کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کرتے ہوئے جملہ وسائل بہم پہنچائے گئے۔ جس کے نتیجہ سے محترم سید ارشد عباس زیدی سیکرٹری محکمہ مذہبی امور واوقاف کی سرپرستی ہمارے لئے لائق تشکر واطمینان ہے۔۔۔ کہ سعادت کو ایسا علم پرور اور دین رساں ہونا چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل عاقبتنا خیرا من الاولیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وّعلیٰ آله وصحبه اجمعین!

۲۰ جون ۲۰۰۶ء ۲۳ جمادی الاوّل ۱۴۲۷ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقدیم !

ڈاکٹر خالق داد ملک
ڈین فیکلٹی شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی

تمام تعریفیں کارسازِ حقیقی جل شانہٗ کے لئے ہیں اور درود و سلام ہوں سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں آپ ﷺ کی آل رضی اللہ عنہم اجمعین پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے عظیم اولیائے کرام پر رحمت ہو۔

یہ تحقیق جس میں کشف المحجوب میں آنے والی احادیث طیبہ کی تخریج کی گئی ہے، برصغیر میں تصوف پڑھنے والوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ بابرکت علمی منصوبہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج کے علمی اشتراک سے روبہ عمل ہوا جس کی سرپرستی کی سعادت استاذ کبیر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کو اس وقت میسر آئی جب وہ فیکلٹی آف اسلامک ایڈ اور نیشنل رائٹنگ کے ڈین کے منصب پر فائز ہونے کے سبب "لاہوری چیئر" پنجاب یونیورسٹی سے الگ ہو چکے تھے۔

صوفیاء ادب کے ماہرین پر اس کتاب "کشف المحجوب" کی اہمیت مخفی نہیں ہے۔ یہی وجہ کہ اس کتاب کو علمی تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ کتاب برصغیر کے اسلامی آثار میں ایک عظیم اثر (سرمایہ) ہے۔ فارسی زبان میں لکھی گئی کتب میں سے یہ پہلی تالیف اور تصوف کے علمی نظری اصول پر جامع و مانع تصنیف ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب عربی اور فارسی زبان میں لکھی گئی متعدد کتب تصوف کے لئے انتظام اصل کا درجہ رکھتی ہے۔ اس عظیم کتاب کو نہ صرف مسلمان علماء نے خراج تحسین پیش کیا ہے بلکہ مستشرقین، جنہوں نے تصوف اسلامی کا مطالعہ کیا ہے یا صرف کتب تصوف کو نشر کیا ہے یا ان کا ترجمہ کیا ہے، نے بھی اس کی عظمت و مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ فارسی زبان میں کشف المحجوب کا وہی مقام ہے جو "کتاب اللمع" کا عربی زبان میں ہے۔ کتب تصوف میں یہ دونوں کتابیں اپنی اپنی زبان میں سب سے زیادہ مضبوط، قیمتی اور تصوف کے بارے وسیع معلومات کی حامل ہیں۔

حضرت ابوالحسن سید علی الہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتب تصنیف و تالیف کیں اور ان میں سے بعض کا ذکر کشف

WWW.NAFSEISLAM.COM

الحجوب میں بھی کیا ہے۔ آپ کی کچھ کتابیں تو آپ کی حیات مبارکہ ہی میں ناپید ہو گئیں اور کچھ آپ کی وفات کے بعد ضائع ہو گئیں۔ اب آپ کی صرف یہی ایک تالیف "کشف المحجوب" باقی ہے جو ہمیشہ اپنے مؤلف کی طرف منسوب رہے گی۔

مؤلف کشف المحجوب حضرت ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی الہجویری الغزنوی پانچویں صدی ہجری کے نامور صوفیاء وعلماء کرام میں سے ایک زبردست صوفی عالم ہیں اور آپ نے حکومت غزنویہ (۳۸۷-۵۸۲ھ) کے حاکم سلطان ابراہیم غزنوی (۴۵۱-۴۹۲ھ) کے دور حکومت میں اس دارفانی سے کوچ کیا۔ آپ ملک افغانستان کے شہر غزنی میں پیدا ہوئے، اسی وجہ سے آپ کا لقب غزنوی ہے، اسی طرح آپ کو "جلاب" اور "ہجویر" جو کہ غزنی کے مضافات میں دو محلوں کے نام ہیں، کی نسبت سے "جلابی" اور "ہجویری" کہا جاتا ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت کا تعین تو نہیں ہو سکا لیکن غالب گمان یہی ہے کہ آپ کی ولادت چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں ہوئی۔ اسی طرح آپ کی حیات مبارکہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، ماسوائے اس تعارف کے جو انہوں نے خود اپنے بارے میں اپنی تالیف "کشف المحجوب" میں تحریر فرمایا ہے۔

کشف المحجوب میں آپ کے اپنے بیان کے مطابق آپ نے ابوالعباس اشقانی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، جبکہ تصوف کے مدارج ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی کی راہنمائی میں طے کیے اور کچھ تعلیمات تصوف کے حصول کی خاطر آپ نے ابوالقاسم گرگانی (۴۵۰ھ) اور خواجہ عبدالکریم بن ہوازن قشیری سے استفادہ کیا اور آپ نے اپنے ہم عصر ابوالقاسم قشیری (۴۶۵ھ) سے بھی ملاقات کی۔

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف "غزنی" میں رہ کر حاصل کی۔ جب آپ سن بلوغ کو پہنچے تو دیگر علمائے کرام کی طرح حصول تعلیم کی خاطر دور دراز کے علاقوں کا سفر اختیار کیا اور ملاقاتوں کے لئے نکل گئے۔ اسی دوران عالم اسلام کے اطراف واکناف بحرقزوین سے لے کر سرزمین ہندتک اور شام سے لے کر ترکستان تک کے علاقوں کی سیر کی اور اپنے انہی سفروں کے دوران عراق، خراسان، ماوراءالنہر، جرجان، فارس، آذربائیجان اور ہندوستان کے علاقوں کے صوفیائے کرام علیہم الرحمۃ سے ملاقاتیں کیں اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ بھی تہہ کیا۔ چنانچہ آپ ان میں سے کچھ کی صحبت کو لازم اختیار کرتے اور ان کے سلسلۂ مریدین میں شامل ہوتے اور بعض سے صرف ملاقاتیں کرتے اور ان کی تعلیمات اور ارشادات حاصل کرتے۔

آپ کے اس سفر کا سلسلہ ۴۳۱ھ تک پھیلا ہوا ہے اور اسی سال آپ نے ہندوستان کے شہر لاہور (جو اب پاکستان میں شامل ہے) میں پہلی مرتبہ قدم رنجہ فرمایا اور اسی شہر میں جلوہ افروز رہے یہاں تک کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت (۳۹۷۔۴۲۱ھ) میں جب ۴۲۵ھ میں فسادات رونما ہوئے تو زیادہ راجح قول یہی ہے کہ آپ ۴۲۵ھ سے ۴۳۱ھ کے درمیانی عرصہ میں شہر لاہور کو خیرباد کہتے ہوئے واپس غزنی اور خراسان تشریف لے گئے۔ لیکن وہ بارہ واپس تشریف لائے اور تادم واپسیں لاہور ہی میں جلوہ فگن رہے۔ آپ برصغیر میں اسلام کے اولین مبلغین میں سے ہیں۔ آپؒ نے شہر لاہور میں دین اسلام کی تبلیغ اور اس کی روحانی تعلیمات کی اشاعت کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی، یہاں تک کہ آپ نے ۴۶۵ھ میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور لاہور میں ہی مدفون ہوئے۔

خلد رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

آپ کی قبر انور "حرا دادتا گنج بخش" کے نام سے ہمیشہ مرجع خلائق رہی ہے اور "داتا گنج بخش" کے مبارک نام سے ہی آپ پاک و ہند میں معروف و مشہور ہیں۔

کشف المحجوب چھتیس (۳۶) ابواب اور گیارہ (۱۱) کشف الحجاب پر مشتمل ہے جس میں حضرت سید علی ہجویریؒ نے اسلامی تصوف کے نظری اور علمی اصول بیان کئے ہیں اور تصوف کے ائمہ اور شیوخ کے حالات زندگی، ان کے اقوال اور اسرار و رموز کے علاوہ صوفیائے کرام کے گروہ، ان کے دینی عقائد، عبادات و معاملات اور صوفیاء کے مسلم اوراد بھی زیر بحث لائے ہیں۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا آغاز دس صفحات پر پھیلے ہوئے طویل مقدمہ سے کیا ہے جس کی ابتداء اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس نام، اس کی حمد اور اس کے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود و سلام سے ہوئی ہے اور اسی مقدمہ میں اپنی اس کتاب کی وجہ تسمیہ اور اپنا نام بھی رقم فرمایا ہے۔ پھر آٹھ مختصر فصلیں باندھی ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلی فصل: اس فصل میں آپ نے [illegible] کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

دوسری فصل: اس میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے استخارہ کے طریقہ پر عمل کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ استخارہ کے فضائل بھی ذکر فرمائے ہیں۔

تیسری فصل: اس میں یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی تصنیف کی ابتداء دل کو نفسانی خواہشات سے پاک کر کے کی ہے۔

چوتھی فصل: اس میں سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک قول "مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی

ہے" (کیونکہ عمل میں ریا آجاتا ہے) پر عمل کرتے ہوئے نیت کے بارے گفتگو کی ہے۔

پانچویں فصل: اس میں کتاب کی وجہ تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔

چھٹی فصل: اس میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے سائل کے مقصد کو سمجھ لیا ہے اور اپنے اندر اس کے سوال کا تفصیلی جواب دینے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔

ساتویں فصل: اس میں اپنے اس مبارک کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد کی درخواست کی ہے۔

آٹھویں فصل: اس میں بیان کیا ہے کہ یہ جہان اسرار الٰہیہ کا مرکز ہے اور جواہر، اعراض اور طبائع ان اسرار کے لئے حجاب ہیں اور انسان اپنے (مادی وظلمانی) وجود کے سبب اسرار ربانیہ سے حجاب میں ہے اور یہ (مادی) حجاب اس کے اندر رچ بس گیا ہے۔ بلاشبہ اس نے جہالت پر اکتفا کر لیا ہے اور اپنی روح کو معرفت حق کے حجاب کے بدلے فروخت کر ڈالا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ کشف کے جمال سے ناآشنا ہے۔

آپ نے اپنی کتاب "کشف المحجوب" کے پہلے باب میں علم کی فضیلت کے بارے میں گفتگو کی ہے، پھر اس کے بعد فقر و تصوف، خرقہ پوشی، مشائخ و صوفیاء کے حالات اور ان کے گروہ اور عقائد، عبادات، آداب، رموز اور معاملات کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اسی بنا پر کتاب کا موضوع اپنے مقصد تالیف کے اعتبار سے کامل دو امر ہے۔ اہم موضوع کے اعتبار سے کشف المحجوب کے ابواب کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ وہ ابواب جو صوفیانہ تعلیمات پر مشتمل ہیں اور وہ یہ ہیں:

باب الفقر، باب التصوف، فقر و صفوت میں صوفیاء کا اختلاف۔

۲۔ وہ ابواب جن میں مسائل فرعیہ کو زیر بحث لایا گیا ہے مثلاً خرقہ پوشی اور بیان ملامت کے ابواب

۳۔ یہ قسم شیوخ کے حالات کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ یہ قسم صوفیاء کے مختلف گروہوں کے ساتھ مختص ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۵۔ یہ عقائد دیلمیہ کے ساتھ خاص ہے اور اس میں معرفت الٰہیہ توحید اور ایمان جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

۶۔ اس میں عبادات مثلاً طہارت، نماز، زکوٰۃ روزہ اور حج کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔

۷۔ اس میں صوفیائے کرام کے آداب اور ان کے اسرار و رموز کو بیان کیا گیا ہے۔

آپ نے کشف المحجوب کی تالیف کے سلسلے میں متعدد مصادر و مراجع پر اعتماد کیا ہے اور اس کا مواد مختلف سرچشموں سے اخذ کیا ہے ان میں زبانی روایات بھی ہیں اور مدون کتب، رسائل اور ابوعبدالرحمن سلمی کے "طبقات الصوفیہ" پر انحصار کیا ہے۔ "رسالہ قشیریہ" کی چند فصلوں کا فارسی میں ترجمہ دیا ہے جبکہ "طبقات الصوفیہ" میں سے مشائخ صوفیاء کے حالات زندگی کے بارے میں استفادہ کیا ہے۔

کشف المحجوب پہلی مرتبہ ۱۹۲۶ء میں لنکر، میں طبع ہوئی اور دوسری مرتبہ ۱۹۵۷ء میں تہران میں شائع ہوئی اور اس کا انگریزی میں ترجمہ مشہور انگریز مستشرق ڈاکٹر نکلسن نے کیا اور یہ ترجمہ ۱۹۱۱ء میں لندن سے شائع ہوا۔

کشف المحجوب کے اندر مختلف موضوعات کے تحت جو احادیث حضرت سید علی ہجویریؒ بطور استشہاد لائے ہیں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق خاص سے ان احادیث نبویہ کی تخریج کے مبارک عمل کو انجام دیا ہے۔ ہم نے کشف المحجوب کے جس نسخہ کو سامنے رکھ کر تخریج کا کام کیا ہے وہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (اسلام آباد) شائع کردہ اور اسلامک پبلیکیشن لاہور کا مطبوعہ ہے۔ ہم نے سب سے پہلے اس میں وارد ہونے والی احادیث کو جمع کیا ہے پھر حروف تہجی کے لحاظ سے ان کو ترتیب دی ہے۔ ہر حدیث مقصود کو آسان بنانے کے لیے دو مرتبہ احادیث کے نمبر لگائے ہیں۔ پہلے حروف تہجی کے اعتبار سے حدیث پاک کے شروع میں نمبر دیا ہے۔ جو اصل نمبر ہے اس کے بعد حدیث پاک وارد ہوئی ہے، اس کا مسلسل نمبر حدیث پاک کے آخر میں دیا ہے۔

تخریج احادیث کے سلسلہ میں ہمارا زیادہ تر انحصار صحاح ستہ اور احادیث طیبہ کے دوسرے مجموعوں پر رہا ہے اور جہاں مصادر اصلیہ تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی ہم نے مصادر ثانویہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مزید جن احادیث مبارکہ کی قرأت میں التباس کا اندیشہ تھا ان پر اعراب لگا دیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ روایات و الفاظ کے اختلاف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک ہی موضوع سے تعلق رکھنے

WWW.NAFSEISLAM.COM

والی احادیث طیبہ جو مختلف کتب حدیث میں آئی ہیں، ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور اگر کہیں اختلاف آیا تو اس کی بھی وضاحت کر دی ہے اور اس کے علاوہ محدثین کرام کی خوبصورت توجیحات اور لطیف نکات بھی ذکر کر دیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ احادیث کی تخریج وتحویل پر مشتمل ایسے علمی اور تحقیقی سلسلے صبر آزما اور محنت طلب ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق وعطا ہی سے پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں محکمہ مذہبی امور واوقاف اور اس کے جواں سال ڈائریکٹر اور عزیز ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے جس عزم، ہمت اور دلچسپی سے اس سارے کام میں اپنی رفاقت اور معاونت فراہم کی اس پر اس کے لئے دعا گو ہیں۔ مجلہ "معارف اولیاء" کے "کشف المحجوب نمبر" اور ازاں بعد "الدُّرُّ المَطلوب بتخریج أحادیث کشف المَحجوب" کی صورت میں مستقل حیثیت میں یہ اشاعت یقیناً علمی، دینی اور تحقیقی حلقوں کے لئے اطمینان کا باعث ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس پناہ میں رہا ہے کہ اپنے فضل وکرم کے ساتھ اس مبارک کام کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین.

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

تأثر!

ڈاکٹر فخر راحما انجم (ستارۂ امتیاز)
سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، پنجاب یونیورسٹی

بلاشبہ صوفی باصفا حضرت سید علی ہجویری ان اولین صوفیائے کرام میں سے ہیں جو اسلام کا علم لہراتے ہوئے برصغیر میں داخل ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا دور اسلامی تصوف کا زریں دور تھا۔ اس کی وجہ صاحب طریقت صوفیاء کی وہ مساعی جمیلہ تھیں جو انہوں نے ملت اسلامیہ کی اصلاح اور پیغام حق کو مخلوق خدا تک پہنچانے کے لئے فرمائیں۔ شہر لاہور کو بجا طور پر حضرت سید علی الہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مسعود پر فخر کرنا چاہیے اور اہل لاہور پر بالخصوص آپ کا احسان ہے، کیونکہ اگر آپ تشریف نہ لاتے تو لاہور ایک اسلامی مرکز نہ بنتا۔ اہل لاہور پر حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ کا قرض ہے کیونکہ برصغیر میں آپ ہی کی ذات نے علم اسلام بویا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور اسی وجہ سے لاہور بڑے بڑے اسلامی مراکز میں سے ایک مرکز ہو گیا۔ یہ سارا اعزاز آپ کی تشریف آوری اور لوگوں تک اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر اس کا پیغام پہنچانے کی برکت سے حاصل ہوا۔

کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی وہ لازوال تصنیف ہے جو تا قیامت ہدایت کا مینار رہے گی۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ ایک انسائیکلوپیڈیا کی تصنیف ہے اور تصوف پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے انتہائی فہمی اور مستند معلومات کے ذریعے تصوف اور اہل تصوف کا تعارف کرایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صوفیائے کرام کے نصائح اور اقوال زریں بھی ذکر فرمائے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو یہ کتاب اس کے لئے مرشد کا درجہ رکھتی ہے جو اپنے قاری کو حق کی ہدایت دیتی ہے۔

کشف المحجوب اگرچہ فارسی زبان میں ہے لیکن اس کا اسلوب اس فصیح و بلیغ فارسی میں ہے جو

غیر عرب عالم اسلام میں عربی کے قائم مقام تھی۔ اس کتاب کا کئی زبانوں میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک اردو بھی ہے جس میں کشف المحجوب کی کئی طباعتیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ کشف المحجوب کے فارسی نسخہ کی فنی تحقیق بے شمار جلیل علم نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق کی لیکن وہ خاطر خواہ نہ تھی کیونکہ وہ کشف المحجوب میں آنے والی بے شمار احادیث طیبہ کی تخریج کا صحیح طریقہ سے اہتمام نہ کر پائے۔ لائبریری منیجر پنجاب یونیورسٹی لاہور کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ اس نے ڈاکٹر خالق داد ملک صاحب کو یاد نہ کیا کہ وہ کشف المحجوب میں وارد احادیث طیبہ کی تخریج کریں جس کو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے مختلف ابواب میں بطور استشہاد ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا قیمتی وقت کو اس جلیل اور شریف کام کے لئے وقف کر دیا۔ یہ عظیم اور مبارک مقصد اس وقت تکمیل آشنا ہوا جب محکمہ اوقاف کے اشتراک سے یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ عربی زبان کے حسب کتاب کی افادیت کا دائرہ محدود تھا چنانچہ اس کے اردو ترجمہ و تدوین کا کام ڈاکٹر طاہر رضا بخاری صاحب نے پایہ تکمیل تک پہنچایا جو کہ محکمہ مذہبی امور و اوقاف کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی کے لئے بھی اہم اور سعادت کی بات ہے۔ یقیناً "الدرّ اذ المطلوب "بتخریج أحادیث کشف المحجوب" کی صورت میں یہ جامع اور خوبصورت اشاعت لائق تحسین و قابل ادراک ہے۔ میں یقین [illegible] کام تحقیقین اور سیرت نگار [illegible] ہو۔

اللہ تعالیٰ اس [illegible] بخاری صاحب کو ہم تمام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ [illegible] ڈاکٹر طاہر رضا

WWW.NAFSEISLAM.COM

کشف المحجوب

(نسخہ تہران)

عکسی نسخہ کی طباعت رہین منت ہے

تصنیف

ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و تشبیہ
علی قوم

پیشکش و اہتمام
ارشد قریشی

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ○ اسلام آباد

اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۶۹ ایبن سینا روڈ ○ لاہور

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

(تخریج احادیث کے لیے کشف المحجوب کے مندرجہ بالا فارسی نسخہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔)

مختصات این کتاب

نام کتاب : کشف المحجوب (نسخهٔ قدیمی)

مصنف : ابوالحسن علی بن عثمان الهجویری الغزنوی المعروف بداتا گنج بخش

ناشر : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (مقیم اسلام آباد)

اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور

تعداد : ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

جسامت : ۲۳ × ۱۸/۸ ۵۰۰ صفحات

خوشنویس : حافظ نور محمد سعیدی

تاریخ چاپ : ۲۵ فروری ۱۹۷۸ء

چاپخانه : [illegible]

بها : [illegible]

حق انتشار : اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۴۹ - این سی آر، لاہور، پاکستان

حق طبع : [illegible]

WWW.NAFSEISLAM.COM

که اگر در معصیت وی باد، با ایشان مواخذت نکنی دشمن تو گردند، فعوذ باللہ من الجهل و الضلالة

اما القصّارية : صاریان توابی باو صالح حمدون بن احمد بن عمارة القصّار رحمه الله که گفت . وی از علماء مشایخ بوده است وسادات این طریقت ، و طریق عمار اظهار و نشر ملاقات بود . و اصل وی معاملات کرده است . وی گفتی باید که علم من تمامی تو را بیان باشد که علم حلال ، حرام ، و شبهت تمیز حلال حاصل تمامی سلامت نیکی تو گردی انجه حلال با خلق که حساب آنرا حق تعالی از دل تست با خلق . و انچه حرام است میان تو و خلق که حساب آنرا حق تعالی از جوارح تو خواهد ستد . و از تواضع سکایات این سکی آنست که گوید : روزی احمد حویبار جبة پشمینه پوشیده ، نوح نام غلام وی دلوی پر از آب بر دوش گرفته ، و بدان دلو آب میداد بر درختان وی بود خلق او را احمد زاهد گفتند ، یا نوح ! جوانمردی چه چیز است ؟ گفت . جوانمردی من جوانمردی با این تو گفتم ! هرود بگوی، گفت : جوانمردی من آنست که این پشمینه چون کنم و مرقعه پوشم و سلطان آن پوزد تا صوفی شوم و از شر خلق احتراز جامه از معصیت پوشم ، و جوانمردی تو آنست مرقعه چون کنی تا تو بخلق و خلق بتو فتنه نگردد ! پس جوانمردی من حفظ شریعت بود در اظهار و از آن تو حفظ حقیقت بود در اسرار . و این اخلاق قوی است . والله اعلم بالصواب والتوفیق

اما الطیفوریان : گروه توابی باو یزید طیفور بن عیسی السلمانی رحمة الله علیه که . وی از [illegible] و علیا اصول می گرفت و مسکر [illegible] جنس کسب آنرا حرام دانستی و از دائرة اکتساب بیرون نهادی و دعوت کردن باطن بود و تقلید بر آن معنی ، و لاجرم حالها صاحی را سکر صحت پیاپید ، و آدمی را در جمله سکر بحود مشغول ، و از سکر خود مطلوب ماند . و [illegible] بر آن [illegible] و [illegible] و [illegible] بر آن [illegible] و [illegible] و [illegible] و

مشغول بوده ، من اندر وی نگاه کردم ناچه‌میکند و گیست ، گفت « یار خدایا ! همه‌خلق خرد با چیا مشغولند و من نیز بدیشان ! تا نفس خود را فربان کنم اندر حضرت تو ، ازمن بپذیر » این بگفت و بانگشت سبابه بگلوی خود اشارت کرد و بیفتاد ، چون نیکو نگاه کردم مرده بود .

پس جمع بر دو گونه بود یکی اندر غیبت و دیگر اندر حضور . آنکه اندرغیبت بود هست باشد ، چنان بود که اندر غیبت خود را نبیند از هیبتی که او را در یابد ، و آنکه اندر غیبت خود حاضر بود به چنان بود که بدیگ حاضر باشد ، و آنکه حضرتی از حضرتی او را در نیابد . پس جمع محمدیست اندر کشف مشاهدت و آنچه مختص بدان مشاهدت بود پنهان سبب آنست ، و سیوم را اندر حقیقت سایر تاثیری پیدا نیاید . این مختصر و جمع ، و دیدن خانه بود که مقصود گفت مشاهدت بود . اکنون من آندو مشاهدت یابی که مختصر این معنی باشد بیاری تا بحصول مقصود مقرب بود ، و بالله التوفیق .

باب العشا هدات

قال النبی ﷺ « امیطوا عنکم دعوا العرس و اعروا اجسادکم تصر و ا الباس و اعفوا اکیادکم دعوا الدنیا لصالحکم ترون الله بقلوبکم » و نیز گفت ﷺ « جبرئیل از احسان گفت : احسن الله کالک زاد بآن تو نکرد زاده باد ﷺ . و وحی فرستاد بداود ﷺ « یا داود ! آنچه ی ما بعرفتی ؟ قال : لا ، قال : یا الله القلب فی مشاهدتی

مراد این حالت از عبارت مشاهدت دیدار دل است ، که جمله حق تعالی را بی‌پرده اندر بلا و بلاء ... ابوالعباس عطا رحمة الله گوید از قول خدای عزوجل . ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا علی الله یتشهدون ، یعنی مشاهدت . زید گوید باشد یکی از صحابه ... و سیوم را اندر حقیقت سایر تاثیری پیدا نیاید ... و رسید که گفت وی همه بحدیث دوست تیمور حر اورا نبینه ، پیغامبر صلی الله علیه و سلم گوید « ما رأیت شیئا قط الا و رأیت الله فیه » ... کی هیچ‌الیقین (؟) ندیدم هیچ چیز الا که حق تعالی را اندران بدیدم) . یعنی : رحمة الله گوید : ما رأیت شیئا قط الا رأیت الله قبله ... و یکی را محبوب فاضل از کل بر پایه تا همه فاضل بیند . پس طریق این استدلالی بود و ازان آن چنین . و معنی ، این آن بود که یکی مستدل بود تا اثبات دلیل حقایق آن بر وی عیان گردد ، و یکی محبوب و ربوبیة الهوی حق باشد ، یعنی دلائل و حقائق او را حجاب

WWW.NAFSEISLAM.COM

(ل)

۱۔ اِبْكُوْا فَاِنْ لَمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكُوْا۔ (۱۶۳)

ترجمہ: (قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے رویا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے والی شکل بنالیا کرو۔)

یہ عبداللہ بن سائب بن ابی نہیک کی روایت کردہ حدیث کا ایک حصہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت سعد کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا اے بھتیجے آپ کون ہیں؟ میں نے اپنے بارے بتایا تو فرمانے لگے خوش آمدید آپ تجارت پیشہ ہیں سنائیں آپ قرآن کریم کی تلاوت کس کیفیت میں کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی حمد و طریقہ سے۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "قرآن کو پڑھتے ہوئے رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والی شکل بنالیا کرو اور قرآن کی تلاوت مترنم انداز میں کیا کرو۔ بلاشبہ جو قرآن کریم کی تلاوت مترنم انداز (خوبصورت لحن) میں نہیں کرتا یا اس کی کوشش نہیں کرتا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔

(مسند شہاب ۲/۲۰۸ حدیث نمبر ۱۱۹۸)

۲۔ أَجِيْعُوْا بُطُوْنَكُمْ وَأَظْمِئُوْا أَكْبَادَكُمْ وَاعْرُوْا أَجْسَادَكُمْ لَعَلَّ قُلُوْبَكُمْ تَرَى اللّٰهَ عِيَانًا فِي الدُّنْيَا۔ (۳۸۳، ۳۸۸)

ترجمہ: اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو۔ اور اپنے جگروں کو پیاسا رکھو۔ اور اپنے جسموں کو عریاں رکھو تاکہ تمہارے دل اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کو واضح دیدار کریں۔

اس حدیث پاک کو مرتضیٰ زبیدی نے اپنی تالیف "إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين" کی جلد نمبر ۷، ص ۳۸۸ پر نقل کیا ہے۔

۳۔ أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ، اِتِّبَاعُ الْهَوٰى وَطُوْلُ الْأَمَلِ۔

(۱۸۵)

ترجمہ: اپنی امت کے بارے مجھے جس چیز کی بابت زیادہ خطرہ ہے وہ خواہشات کی پیروی اور لمبی

أمید ہیں باندھنا ہے۔

اس حدیث کو بطریق علی بن ابی علی اللہبی عن محمد بن المنکدر سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

"إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي، اَلْهَوَى وَطُوْلُ الْأَمَلِ، فَأَمَّا الْهَوَى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَأَمَّا طُوْلُ الْأَمَلِ فَيُنْسِي الْآخِرَةَ، وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ، وَهٰذِهِ الْآخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الْآخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا، فَإِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِي دَارِ عَمَلٍ وَلَا حِسَابَ، وَأَنْتُمْ غَدًا فِي دَارِ حِسَابٍ وَلَا عَمَلَ"

ترجمہ: "بلاشبہ اپنی اُمت کے بارے مجھے جس چیز کا سب سے زیادہ خطرہ ہے وہ خواہش اور لمبی اُمید ہے۔ پس خواہش حق سے روکتی ہے اور جہاں تک لمبی اُمید کا تعلق ہے تو وہ آخرت کو بھلا دیتی ہے، اور یہ دنیا کوچ کرنے والی اور جانے والی ہے اور یہ آخرت بہت جلد آنے والی ہے، ان دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں اگر تم طاقت رکھتے ہو تو آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ کیونکہ بلاشبہ آج تم عمل کے گھر میں ہو نہ کہ حساب کے گھر میں اور کل تم حساب کے گھر میں ہو گے نہ کہ عمل کے گھر میں۔"

اس حدیث کو ابن جوزی نے "العلل المتناهية" میں، امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں نقل کیا ہے۔ امام بخاری نے اس روایت کا کچھ حصہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ذکر کیا ہے۔ امام عراقی نے "تخریج إحیاء علوم الدین" میں کہا ہے کہ اس حدیث پاک کو "قصر الأمل" میں ابن ابی الدنیا نے نقل کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اور امام الکدیری نے اسے "سراج الطالبین" میں اور شریف موسوی نے مکمل حدیث پاک "نهج البلاغة" میں نقل کی ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

العلل المتناهية ۳۲۸/۲، فتح الباری للعسقلانی ۲۳۶/۱۱، صحیح البخاری ۱۱۰/۸

(باب الرقاق)، مشکاۃ المصابیح ص ۴۳۳، تخریج إحیاء العلوم للعراقی ۴/۳۵۳، سراج الطالبین للکدیری ۱/۴۲۷، نهج البلاغة ۱/۷۱ (شرح محمد عبدہ).

۴. أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي اللِّسَانُ. (۳۰۹)

ترجمہ: اپنی امت کے بارے میں مجھے جس چیز کا زیادہ اندیشہ ہے وہ زبان ہے۔

یہ حدیث امام احمد بن حنبل کی روایت کردہ حدیث پاک کا ہے جسے انہوں نے مختلف الفاظ کے ساتھ، جو معنی و مفہوم کے اعتبار سے ایک ہیں، سفیان بن عبداللہ الثقفی کے واسطے سے روایت کیا ہے۔

"عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ. قَالَ: قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ. قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: هٰذَا. وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَكَذَالِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَيْضًا."

ترجمہ: "سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کسی ایسے کام کا حکم دیجیے جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہو۔ عرض کیا: آپ کو میرے بارے میں زیادہ خوف کس چیز کا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا پھر فرمایا "یہ"۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے اسے سفیان بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔"

حوالہ کے لئے دیکھئے:

مسند احمد بن حنبل ۳/۴۱۳، سنن ابن ماجہ ۲/۳۱۴ (حدیث نمبر ۳۹۷۲)، مشکوٰۃ المصابیح (ص ۴۱۳ باب حفظ اللسان).

۵. أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي. (۲۹۱)

ترجمہ: میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور خوب ادب سکھایا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عسکری نے السدی کے طریق سے "جمھرۃ الامثال" میں نقل کیا ہے اور السدی نے اسے ابو عمارۃ سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسی روایت میں ہے:

"فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! إِنَّكَ تُكَلِّمُ الْوُفُوْدَ بِكَلَامٍ لَا نَفْهَمُ أَكْثَرَهُ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَدَّبَنِي فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبِي، وَنَشَأْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّنَا مِنَ الْعَرَبِ، فَمَا بَالُكَ أَفْصَحُنَا؟ فَقَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ بِلُغَةِ إِسْمَاعِيْلَ وَخَيْرِهَا مِنَ اللُّغَاتِ فَعَلَّمَنِيْ إِيَّاهَا."

ترجمہ: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مختلف وفود سے گفتگو فرماتے ہیں جس کے اکثر حصے کو ہم نہیں سمجھ پاتے، فرمایا بلاشبہ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور ادب سکھانے میں کمال کر دیا ہے۔ اور میں بنو سعد بن بکر میں پروان چڑھا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم سب عرب ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کی فصاحت و بلاغت ہم سے اعلیٰ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان اور دوسری زبانیں لے کر آئے اور ان کی مجھے تعلیم دی۔"

امام سیوطی "المدرج المنیفۃ" میں فرماتے ہیں: ابن عساکر نے محمد بن عبد الرحمٰن الزہری کے واسطے سے روایت کیا ہے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ طُفْتُ فِي الْعَرَبِ، وَسَمِعْتُ فُصَحَاءَهُمْ، فَمَا سَمِعْتُ أَفْصَحَ مِنْكَ، فَمَنْ أَدَّبَكَ؟ قَالَ: أَدَّبَنِيْ رَبِّيْ، وَنَشَأْتُ فِي بَنِي سَعْدٍ."

یعنی "بلاشبہ میں عرب میں گھوما ہوں اور عرب کے فصحاء کے کلام کو سنا ہے لیکن آپ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے زیادہ فصیح و بلیغ گفتگو کسی کی نہیں سنی، آپ کو کس نے یہ ادب سکھایا ہے؟ فرمایا مجھے میرے رب نے ادب سکھایا ہے اور میں بنو سعد میں پروان چڑھا ہوں۔"

امام زرکشی "التذکرۃ" میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام ابو سعید سمعانی نے "ادب الإملاء" میں سلیمان بن مفلس حنبلی بن محمد بن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا ہے، انہوں نے سفیان ثوری سے اور انہوں نے اعمش سے روایت کیا ہے۔ اعمش کہتے ہیں:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ أَدَّبَنِيْ فَأَحْسَنَ أَدَبِيْ ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ فَقَالَ: خُذِ الْعَفْوَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، الْآيَةَ"

ترجمہ: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور ادب سکھانے میں کمال کر دیا ہے پھر مجھے مکارم اخلاق کا حکم دیا اور فرمایا: عفو و درگذر کو اپنا اور نیکی کا حکم دو۔ الآیۃ"

امام زرکشی فرماتے ہیں: یہ روایت معنوی طور پر صحیح ہے لیکن صحیح سند کے ساتھ وارد نہیں ہوئی۔ امام ابن جوزی نے کتاب "الأحاديث الواهية" میں وندی نبہ کی حدیث کے ذیل میں اسے ذکر کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں اس کی سند میں ضعیف اور مجہول الحال راوی ہیں۔ امام سخاوی "المقاصد الحسنة" میں فرماتے ہیں کہ اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔ اگرچہ ہمارے شیخ ابن حجر نے اپنے بعض فتاوی میں اس پر عدم کا حکم لگایا ہے لیکن معنوی اعتبار سے یہ روایت صحیح ہے [illegible] نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ ابو نعیم نے "تاریخ اصفہان" میں بطریق ابن عمر ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس کی پختہ سند نہیں ملی جب کہ امام سیوطی اسے "جامع صغیر" میں لائے ہیں اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور اسے امام سمعانی کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے "ادب الإملاء" میں ابن مسعود کے طریق سے روایت کیا ہے۔

مزید حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

المقاصد الحسنة (۳۵)، تمييز الطيب من الخبيث (۵۰)، كشف الخفاء (۱۶۳)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

الجامع الصغير (۳۱۰)، الدرر المنتثرة للسيوطي (۸)، فيض القدير للمناوي (۲۲۳/۱)، أسنى المطالب (۸۲)، الفوائد المجموعة للشوكاني (۳۲۷)، التذكرة للزركشي (۱۳۱)، النهاية لابن الأثير (۲/۱)، سبل الهدى والرشاد (۱۳۹/۲)، الوفاء لابن الجوزي (۳۵۶/۲)، شرح المواهب (۱۰۱/۴)۔

۶۔ أَدْنُوا مِنِّي أَحِبَّائِي، فَيَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ : مَنْ أَحِبَّاؤُكَ؟ فَيَقُوْلُ: فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ. (۱۹)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ) میرے محبوب بندے میرے قریب کرو، فرشتے عرض کریں گے: تیرے محبوب کون ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مسلمان فقراء۔

اس روایت کو انہی الفاظ کے ساتھ امام زبیدی نے "إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين" ۲۷۸/۹ میں نقل کیا ہے۔

۷۔ إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ. (۲۷۷)

ترجمہ: جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی معزز فرد آئے تو اس کی عزت و تکریم کرو۔

مذکورہ بالا حدیث شریف کو ابن ماجہ نے محمد بن سباع سے انہوں نے سعید بن مسلمہ سے، انہوں نے محمد بن عجلان سے، انہوں نے نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اسے بزار نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں، امام طبرانی نے "المعجم الكبير والصغير" میں، ابن عدی نے "الکامل" میں روایت کیا ہے۔ امام طبرانی نے "المعجم الكبير" میں جریری کے طریق سے روایت کیا ہے۔ جریری نے ابن بریدہ سے، انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے جریر سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

" لَقِيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، فَبَسَطَ لِيْ رِدَائَهُ وَقَالَ : إِجْلِسْ عَلٰى هٰذَا ، فَقُلْتُ : أَكْرَمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَمَا أَكْرَمْتَنِيْ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ."

یعنی "میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے گیا آپ نے میرے لیے

اپنی چادر بچھائی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت و تکریم سے نوازے جس طرح آپ نے مجھے عزت بخشی ہے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی تعظیم کیا کرو۔"

اس حدیث شریف کی اور بھی کثیر اسناد ہیں۔ اسے امام ابن عدی نے حضرت سہل سے، انہوں نے معاذ بن جبل اور ابوتمیم داؤ انصاری سے روایت کیا ہے، امام حاکم نے "المستدرک" میں جابر بن عبداللہ مالک الکلبی سے روایت کیا ہے، ابن عساکر نے تاریخ ابن عساکر میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابو راشد سے ان الفاظ کے ساتھ بھی بیان کیا ہے۔

"إذا أتاكم شريف قومه فأكرموه"

ترجمہ: "جب تمہارے پاس اپنی قوم کا معزز و صاحب شرف آئے تو اس سے عزت و تکریم کے ساتھ پیش آؤ۔"

امام مناوی کہتے ہیں کہ امام ذہبی نے "مختصر المدخل" میں کہا ہے کہ اس کی ساری سندیں ضعیف ہیں لیکن اس کا شاہد ایک مرسل روایت موجود ہے۔

امام ابن جوزی نے اسے موضوعات قرار دیا ہے لیکن امام عراقی نے ابن جوزی پر گرفت کی ہے پھر ان کے شاگرد ابن حجر نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے لیکن موضوع نہیں۔ امام سخاوی نے کہا ہے کہ اس روایت کو عسکری نے "جمهرة الأمثال" میں، ابن شاہین، ابن سکن، ابونعیم اور ابن مندہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے اپنی اپنی کتب میں، ابوسعد نے "شرف المصطفیٰ" میں اور حکیم ترمذی اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔ ابن قانع نے اسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعید بن سلمہ عن ابیہ عن عبداللہ بن علقمہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے اسے مراسیل میں ذکر کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے ۔۔۔ طارق کے طریق سے انہوں نے اسے امام شعبی سے مرفوعاً مرسلاً یوں دریافت کیا ہے: إذا أتاكم ۔۔۔ الخ

اور امام ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ سند متصلاً روایت کی گئی ہے لیکن اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ حکیم ترمذی نے "نوادر الأصول" میں سعید بن سلمہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ شیخ البانی نے "سلسلة الاحاديث الصحيحة" میں کہا ہے کہ اس روایت کے رجال سعید بن سلمہ کے علاوہ سارے ثقہ ہیں، جب کہ سعید بن سلمہ ضعیف ہیں لیکن ابن عدی نے کہا ہے کہ سعید بن سلمہ ان راویوں میں سے ہے جن کی

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث کو ترک نہیں کیا جاتا اور ان کی روایات میں احتمال ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ قریب الصحة روایات ہیں۔ حوالہ کے لئے دیکھیں :

سنن ابن ماجه (حدیث نمبر ۳۷۱۲)، کتاب الأدب ، سنن البیهقی ۱۲۸/۸، المستدرک للحاکم ۲۹۲/۳، حلیة الأولیاء ۲۰۵/۶، میزان الاعتدال (حدیث نمبر ۳۲۷۳)، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۷۰/۲، مجمع الزوائد للهیثمی ۱۵/۸، ۱۶، العلل المتناهیة لابن الجوزی ۲۵۸/۲، تاریخ بغداد ۱۸۸/۱، مسند الشهاب للقضاعی (۱۳۷)، المقاصد الحسنة للسخاوی (ص ۵۰)، کشف الخفاء للعجلونی (ص ۳۳۵)، تمییز الطیب من الخبیث (ص ۵۷)، الجامع الصغیر (ص ۳۳۵)، المعجم الصغیر للطبرانی ۱۴/۲، أسنی المطالب (ص ۹۶)، الأسرار المرفوعة (ص ۳۵۶)، التذکرة للزرکشی (ص ۹۷)، تذکرة الموضوعات (ص ۲۶)، الموضوعات لابن الجوزی ۹۱/۳، الجامع الأزهر للمناوی ۲۳/۱، فیض القدیر للمناوی ۳۳۱/۱، اللآلی المصنوعة للسیوطی ۲۹۹/۲، النثر المنثره للسیوطی (ص ۹)، سلسلة الأحادیث الصحیحة للألبانی ۲۰۳/۳، الکامل فی الضعفاء ۲۸/۱، تخریج الإحیاء للعراقی ۳۱۹/۲۔

۸ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ يَضُرَّهُ ذَنْبٌ، ثُمَّ تَلَا : إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ. (۲۵۸)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

امام دیلمی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(إتحاف السادة المتقین ۲۸۴/۲/۸، ۵۰۶، إحیاء علوم الدین ۴۲۰/۵)

۹ . إِذَا أَحَبَّ الْعَبْدَ، قَالَ لِجِبْرِيلَ : يَا جِبْرِيلُ! إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا، فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يَقُولُ جِبْرِيلُ لِأَهْلِ السَّمَاءِ : إِنَّ اللّٰهَ

قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا ، فَأَحِبُّوْهُ ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ الْأَرْضِ وَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذٰلِكَ . (۲۶۶)

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبریل بلاشبہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان والوں سے کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فلاں کو اپنا محبوب بنالیا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے پس زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی طرح ناراضگی میں ہوتا ہے۔''

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حضور اکرم ﷺ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

" إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ : إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ "

(ترجمہ گذر چکا ہے)

حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو:

صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، حدیث نمبر ۳۲۰۹، صحیح مسلم (حدیث نمبر ۲۶۳۷ کتاب البر والصلۃ والآداب : باب: إذا أحب الله عبداحبه إلى عباده)

۱۰. إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا، بَصَّرَهُ بِعُيُوْبِ نَفْسِهِ وَعُيُوْبِ الدُّنْيَا .

(۲۸)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اپنے نفس کے عیوب اور دنیا

کے محبوب پر آگاہ فرما دیتا ہے۔

اس حدیث پاک کو امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

(کتاب اللمع ص ۱۳۹، إحیاء علوم الدین ۵/ ۲۳)

۱۱۔ إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصَرُكَ وَلِسَانُكَ. (۲۸۰)

ترجمہ: جب تو روزہ رکھے تو تیری سماعت، بصارت اور زبان کا بھی روزہ ہونا چاہیے۔

کتاب اللمع (ص ۱۹۲)

۱۲۔ أَرِحْنَا يَا بِلَالُ بِالصَّلٰوةِ. (ص: ۲۹۳)

ترجمہ: اے بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں حضرت علی المرتضیٰ اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" میں ذکر کیا ہے۔ ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

قُمْ يَا بِلَالُ فَأَرِحْنَا بِالصَّلٰوةِ.

(اے بلال! اٹھ اور نماز کے ساتھ ہمیں راحت پہنچا)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَا بِلَالُ أَرِحْنَا

(حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے بلال ہمیں راحت پہنچا)

حوالہ کے لئے دیکھیں:

مسند الإمام احمد ۵/ ۳۶۳، سنن ابی داؤد ۴/ ۳۵۴، (کتاب الأدب: باب فی صلوۃ العتمۃ)، العلل المتناهية للدارقطنی ۴/ ۱۲۰ (حدیث نمبر ۴۹۱)، کنوز الحقائق (ص: ۱۶۹)

۱۳۔ اَلْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا إِئْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ. (۲۳۱)

ترجمہ: روحیں مجتمع لشکروں کی مانند رہتی تھیں پس جو ان میں سے آپس میں متعارف ہو گئیں وہ ایک

دوسرے سے مانوس ہوگئیں اور جو آپس میں متعارف نہ ہوسکیں تو وہ باہم مانوس نہ ہوسکیں۔

اسے امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں سلیمان بن بلال سے، انہوں نے سہیل سے روایت کیا ہے، جب کہ ''بدء الخلق'' میں امام بخاری نے اسے ابو بکر اور یحییٰ بن ایوب سے اور ان دونوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے عمرۃ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے اور ''الادب المفرد'' میں امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصولاً بھی روایت کیا ہے۔ امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' میں عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کے طریق سے، انہوں نے سہیل سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ امام مسلم نے جعفر بن برقان کے طریق سے، انہوں نے یزید بن الاصم سے روایت کیا اور ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

امام ابو یعلی نے یحییٰ بن ایوب اور زہیر بن بکار کے طریق سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے حضرت عمرۃ سے روایت کیا ہے، امام عسکری نے ابراہیم الہجری کی سند سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

''الأرواح جنود مجندة، تلتقي فتشاءم كما تشاءم الخيل، فما تعارف منها ائتلف، وما تناكر منها اختلف، فلو أن رجلاً مؤمناً جاء إلى مجلس فيه مئة منافق، وليس فيهم إلا مؤمن واحد لجاء حتى يجلس إليه، ولو أن منافقاً جاء إلى مجلس فيه مئة مؤمن وليس فيه إلا منافق لجاء حتى يجلس إليه''

ترجمہ: ''روحیں مجتمع لشکروں کی صورت میں رہتی تھیں اور باہم ملاقات کرتی تھیں۔ پس جو ان میں سے آپس میں متعارف ہوگئیں وہ مانوس ہوگئیں اور جن کے درمیان باہمی تعارف پیدا نہ ہو سکا وہ غیر مانوس ہوگئیں، پس اگر ایک مومن کسی ایسی مجلس میں آئے جس میں سو منافق ہوں اور صرف ایک مومن ہو تو وہ مومن کے پاس آکر بیٹھے گا اور اگر منافق کسی ایک ایسی مجلس میں آئے گا جس میں سو مومن ہوں اور ایک منافق تو

WWW.NAFSEISLAM.COM

یقیناً وہ منافق کے پاس آکر بیٹھے گا۔"

اسی طرح امام دیلمی نے بغیر کسی سند کے حضرت معاذ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"لَوْ أَنَّ رَجُلاً مُؤْمِناً دَخَلَ مَدِيْنَةً فِيْهَا أَلْفُ مُنَافِقٍ وَمُؤْمِنٌ وَاحِدٌ لَشَمَّ رُوْحَهُ رُوْحَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِ وَعَكْسُهُ"

ترجمہ: "اگر کوئی آدمی کسی شہر میں داخل ہو جس میں ہزار منافق ہوں اور ایک مومن تو اس کی روح اس مومن کی روح کو سونگھ (کر پہچان) لے گی اور اسی طرح منافق کی کیفیت ہے۔"

امام دیلمی نے اس روایت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت دیکھی تو آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا: مکہ کی مزاحیہ عورت پوچھا: کس کے پاس آئی ہے؟ عرض کی: مدینہ کی مزاحیہ عورت کے پاس، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ"۔

امام سخاوی کہتے ہیں کہ اس مضمون کی روایات حضرت سلمان، ابن عباس، ابن عمر، ابن مسعود، علی المرتضیٰ، عمر فاروق اور ابو طفیل رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ اس حدیث شریف کو امام سیوطی "الجامع الصغیر" میں لائے ہیں اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ امام احمد بن حنبل، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

صحيح مسلم، كتاب الأدب و كتاب البر (ص ۱۵۹)، صحيح بخاري، كتاب الأنبياء ۳/۱۶۲، الأدب المفرد للبخاري (ص ۹۰۰)، سنن أبي داؤد كتاب الأدب (ص ۱۹)، المقاصد الحسنة للسخاوي (ص ۹۵)، مسند الإمام أحمد ۲/۲۹۵، ۵۳۷، ۵۳۹، حلية الأولياء لأبي نعيم ۱/۱۹۸، ۴/۱۱۰، ۵/۶۷، تاريخ بغداد ۳/۳۲۹، ۴/۳۵۲، تمييز الطيب من الخبيث (ص ۱۱۷)، الجامع الصغير

(حدیث نمبر ۳۰۵۰)، کشف الخفاء للعجلونی (ص ۳۱۵)، فیض القدیر للمناوی ۳/۱۸۳، الجامع الأزهر للمناوی ۱/۱۹۳، الدرر المنتثرة للسیوطی (ص ۱۵)، مسند الشهاب ۱/۱۸۵، أمثال أبی الشیخ (ص ۱۰۰)، مسند أبی یعلی ۱/۳۰۲، تاریخ أصبهان لأبی نعیم ۱/۲۳۸، ۲/۹۴، إحیاء علوم الدین ۴/۱۱۱۔

۱۴. أَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ. (۱۵۹)

ترجمہ: (اے باری تعالیٰ) میں تجھ سے قضا (تقدیر) کے بعد تیری رضا مانگتا ہوں۔

اسے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے اپنی مسند میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ" (۱۹۱/۵)

۱۵. اِسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا. (۱۸۳)

ترجمہ: استقامت اختیار کرو اور تم ہرگز تمام اعمال کا شمار و احاطہ نہ کر پاؤ گے۔

یہ امام احمد بن حنبل اور امام حاکم کی روایت کا ایک حصہ ہے مکمل حدیث یوں ہے:

"اِسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا وَ اعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ".

ترجمہ: استقامت اختیار کرو اور تم ہرگز تمام اعمال کا شمار و احاطہ نہ کر پاؤ گے اور جان لو کہ بلاشبہ تمہارے اعمال سے افضل عمل نماز (کی ادائیگی) ہے اور وضو کی محافظت صرف مومن ہی کرتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حوالہ کے لئے دیکھیں:

مسند الإمام احمد بن حنبل ۵/۲۷۷، ۲۸۲، المستدرک للحاکم ۱/۳۰۲، کنز العمال ۳/۵۹ (حدیث نمبر ۵۴۷۴)، شعب الإیمان للبیهقی (۲۸)

۱۶. أَشَدُّ الْبَلَاءِ بِالْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْأَوْلِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، نَحْنُ مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً. (۳۳۵)

ترجمہ: سب سے زیادہ جتلائے بلا انبیائے کرام علیہم السلام ہوتے ہیں پھر اولیاء، پھر جو زیادہ بزرگ ہوتے ہیں پھر جو زیادہ بزرگ ہوتے ہیں، ہم گروہ انبیاء سب سے زیادہ جتلائے بلا ہوتے ہیں۔

امام ترمذی نے اپنی "جامع" کی کتاب الزھد میں حضرت عاصم بن بھدلہ سے، انہوں نے مصعب بن سعد سے، انہوں نے اپنے والد سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: اَلْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسْبِ دِيْنِهٖ فَإِنْ كَانَ دِيْنُهٗ صُلْبًا، اشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ، وَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ اُبْتُلِيَ عَلٰى حَسْبِ دِيْنِهٖ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰى يَتْرُكَهٗ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ"

ترجمہ" راوی کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ جتلائے بلاء کون ہوتے ہیں؟ فرمایا انبیائے کرام علیہم السلام، پھر جو زیادہ بزرگ ہوں، پھر جو زیادہ بزرگ ہوں، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ پس اگر اس کا دین مضبوط ہوتو اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہوتو اسے اپنے دین کے مطابق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ پس آزمائش (مصیبت) بندے سے زائل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اسے اس طرح کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔"

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی "صحیح" میں "کتاب الطب" میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ"

"کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ جتلائے بلا انبیائے کرام علیہم السلام ہوتے ہیں پھر (دین میں) جنہیں اوّلیت حاصل ہو، پھر دین میں جنہیں اوّلیت حاصل ہو۔"

امام حاکم نے "المستدرک" میں ابوسعید سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً ؟ قَالَ : اَلْاَنْبِيَاءُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ.

ترجمہ" راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول علیک الصلوٰۃ والسلام لوگوں میں سب سے زیادہ مبتلائے بلا کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: انبیائے کرام علیہم السلام۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا: پھر نیکوکار"

امام حاکم نے اسے مسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں حضرت سعد کے طریق کو ان الفاظ کے ساتھ صحیح قرار دیا ہے:

أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ،اَلْاَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ.

اسی طرح اسے امام نسائی نے "السنن الکبریٰ" میں، امام ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کی "کتاب الفتن" میں، امام دارمی نے اپنی "مسند" کی "کتاب الرقاق" میں، اسی طرح امام احمد بن حنبل، ابن حمید، ابو یعلی اور ابن ابی عمر نے اپنی اپنی مسانید میں ذکر کیا ہے اور ان تمام نے حضرت عاصم سے روایت کیا ہے اسی طرح امام مالک نے "موطا" میں روایت کیا ہے۔ اور امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں:

اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِيَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ.

یعنی آزمائش انبیائے کرام علیہم السلام پر مسلط کر دی گئی ہے، پھر اولیاء، پھر بزرگ لوگ پھر بزرگ لوگ۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

صحیح بخاری ۲/ ۱۴۱ (کتاب المطب)، سنن ابن ماجۃ ۲/ ۱۳۳۴ (کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء من حدیث سعد رقم ۴۰۲۳، ومن حدیث ابی سعید رقم ۴۰۲۴)، مسند الإمام أحمد ۱/ ۱۷۲، ۱۸۰، ۱۸۵، ۶/ ۳۶۹، مستدرک الحاکم ۴/ ۳۰۷، مسند الدارمی ص ۳۲۰ (باب الرقاق)، الجامع الصغیر للسیوطی ۱/ ۱۳۲ حدیث نمبر ۱۰۵۶، کتاب اللمع (ص ۹۹)، کنوز الحقائق (ص ۱۳)، حلیۃ الأولیاء لابی نعیم ۱/ ۳۶۸، المقاصد الحسنۃ للسخاوی (۱۱۶)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۷. أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَتْهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيْدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَامُحَالَةَ زَائِلٌ. (۳۴۵)

ترجمہ: عربوں کی باتوں میں سے سب سے سچی بات لبید نے کہی ہے:

"خبردار! سوائے ذات الٰہی جل شانہ کے ہر شے باطل ہے اور ہر نعمت بالآخر زوال آشنا ہونے والی ہے۔"

اسے امام مسلم نے اپنی "صحیح" کی کتاب الشعر ۴۹/۷ میں، امام بخاری نے اپنی "صحیح" ۴۳۸/۵، ۵۳/۵ میں، امام ترمذی نے "الشمائل المحمدیہ" (۲۲۳) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (۳۷۵۷) میں نقل کیا ہے۔ شعر کے حوالہ کے لئے دیکھیے: دیوان طرفة بن العبد (ص ۲۸)

۱۸. أُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ. (۳۱۳)

ترجمہ: اپنی ضروریات حسین لوگوں سے طلب کرو۔

امام طبرانی نے اسے "المعجم الکبیر" میں یزید بن خصیفہ کے طریق سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے مرفوعاً روایت کیا ہے، ابن ابی الدنیا نے اسے "قضاء الحوائج" میں، ابوالشیخ نے "امثال ابی الشیخ" میں، خطیب نے "تاریخ" میں، ابن جوزی نے "الموضوعات" میں اور ابن حبان نے "کتاب المجروحین" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام قضاعی نے "مسند الشہاب" میں ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

"أُطْلُبُوا حَوَائِجَكُمْ عِنْدَ صِبَاحِ الْوُجُوْهِ"

ترجمہ: "اپنی ضروریات روشن چہرے والوں سے طلب کرو۔"

امام بخاری نے اپنی "تاریخ" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، امام بیہقی نے ابن عباس اور ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں حضرت جابر سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

"أُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ"

ترجمہ: "خوبصورت چہرے والوں کے پاس خیر و بھلائی طلب کرو۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں اور ملا علی قاری نے "الموضوعات" میں اسے ذکر کیا ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس حدیث پاک کا کم از کم مرتبہ حسن ہونا یا ضعیف ہونا ہے۔ رہا اس کا موضوع ہونا تو ایسا ہرگز نہیں، امام سیوطی نے "اللآلی المصنوعہ" میں اسے ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ میرے خیال میں یہ حدیث درجہ حسن میں ہے مگر شیخ ناصر الدین البانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھیں:

إحیاء علوم الدین ۳/۱۰۳، إتحاف السادة المتقین ۹/۹۱، تاریخ بغداد ۳/۱۸۵، ۷/۱۱، ۱۱/۳۲، التاریخ الصغیر للبخاری ۲/۱۷۶، التاریخ الکبیر ۱/۵۱، مجمع الزوائد للهیثمی ۸/۱۹۲، اللآلی المصنوعة للسیوطی ۲/۳۱، کتاب المجروحین ۱/۲۲۸، ۲/۳۱۳، المطالب العالیه (۲۶۳۰)، المعجم الکبیر للطبرانی (حدیث نمبر ۱۱۱۱۰)، المعجم الأوسط (۲۵۹)، ضعفاء العقیلی (۱۶۳)، حلیة أبی نعیم ۳/۱۵۶، تاریخ اصبهان ۲/۱۵۶، مسند الشهاب للقضاعی ۱/۳۸۴ (حدیث نمبر ۴۳۱)، قضاء الحوائج لابن أبی الدنیا (۵۲)، أمثال أبی الشیخ (۷۱)، موضوعات ابن الجوزی ۲/۱۶۳، الفوائد المجموعة للشوکانی (ص ۲۲۰)۔

۱۹. أُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ (۱۳)

ترجمہ: علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں چین جانا پڑے۔

اسے امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں، امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" میں، خطیب نے "الرحلة" میں، ابن عبد البر نے "جامع العلم" میں اور دیلمی نے بھی روایت کیا ہے اور ان تمام نے ابوعاتکہ طریف بن سلمان کے طریق سے روایت کیا ہے اور تنہا ابن عبد البر نے اسے عبید بن محمد کے طریق سے، انہوں نے ابن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے اور ان دونوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، ابن جوزی نے اسے "الموضوعات" میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ روایت باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں جب کہ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے لیکن اسانید (سندیں) ضعیف ہیں۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

المقاصد الحسنة (۱۲۵)، الفوائد المجموعة (ص ۲۷۲)۔

احیاء علوم الدین ۱/۱۶، ۲۳۰

۲۰. أُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ.

(۲۸۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کیفیت میں (ڈوب کر) کر گویا کہ تو اس (ذات معبود برحق) کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ کیفیت تیرے اندر پیدا نہ ہو سکے تو (یہ ذہن میں رکھ کر عبادت کر کہ) بلاشبہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند (۱۶۵۶) میں، امام نسائی نے "السنن الکبری" میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء ۱۱۵/۸ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

"أُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَكُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ"

یعنی "اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اس کا دیدار کر رہا ہے اور دنیا میں اس طرح زندگی گزار گویا کہ تو اجنبی یا مسافر ہے۔"

امام تبریزی نے مشکوۃ المصابیح (کتاب الایمان) میں، امام بخاری نے اپنی "صحیح" (باب حدیث سوال جبریل النبی عن الایمان والاسلام) میں اور امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" (۸/۶) میں ذکر کیا ہے۔

۲۱. أَعْدَى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ. (۱۸۴)

ترجمہ: تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے پہلو میں موجود تیرا نفس ہے۔

اسے امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ کے طریق سے "کتاب الزھد" میں اور امام غزالی نے احیاء علوم الدین (۱۱۴/۳) میں روایت کیا ہے۔

۲۲. أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ. (۱۲)

ترجمہ: (اے اللہ) میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو۔

یہ حضرت حفص سے مروی روایت کا حصہ ہے جسے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(حضرت حفص، عمرو کے بیٹے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔) آپ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اس طرح ہوتی تھی۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ"

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع رساں نہ ہو، ایسے دل سے جو خشیت سے خالی ہو، ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو، میں ان چاروں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" (۳/۲۸۳) میں، امام نسائی نے "السنن الکبری" (۸/۲۶۳)، حاکم نے المستدرک (۱/۱۰۴) میں حفص کے طریق سے، ابن حبان نے اپنی "صحیح" (۸۳) میں ابو نضر کے طریق سے، ابن ابی شیبہ نے اپنی "مصنف" (۱۰/۱۸۷) میں، امام طیالسی نے اپنی "مسند" (۱۲۸۲) میں، امام بیہقی نے "الدعوات الکبیر" (ص ۵۵) میں، امام بغوی نے "شرح السنة" (۱۳۵۹) میں متعدد سندوں سے، امام مسلم نے اپنی "صحیح" (۴/۲۰۸۸) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (۲۵۰) میں، امام منذری نے "الترغیب والترھیب" (۱/۴۳۲، ۲/۵۳۱) میں اور امام قضاعی نے "مسند الشھاب" (۲/۳۳۲ حدیث نمبر ۱۴۶۶) میں روایت کیا ہے۔

۲۳. أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا (۸۹)

ترجمہ: کیا میں (اپنے رب جل شانہٗ) کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

اسے امام ترمذی نے "الشمائل المحمدیة" میں حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں:

"قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيْلَ لَهُ: أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا"

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے، تو (ایک مرتبہ) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور بعد کے تمام موجودہ گناہ معاف فرما دیئے ہیں، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ نہ بنوں!"

اسے امام مسلم نے اپنے "صحیح" کی "کتاب صفۃ القیامۃ" ۱۴۱/۸ (حدیث نمبر ۲۸۱۹) میں اور امام بخاری نے اپنی صحیح ۱۴۹/۱ کی "کتاب التهجد و کتاب التفسیر" میں روایت کیا ہے، امام قسطلانی نے اسے "فتح الباری" میں عطاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے، ابو الشیخ ابن حبان نے اسے "کتاب اخلاق رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ذکر کیا ہے اور انہی کے طریق سے ابن جوزی نے "الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" میں ذکر کیا ہے۔ اس روایت کی سند میں ابو جناب نامی ایک راوی ہے جسے جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اسی کو ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں عبدالملک کی سند سے روایت کیا ہے اور اسی طرح امام عراقی نے "تخریج احیاء علوم الدین" میں کہا ہے۔

۲۴. أَكْثِرُوا مِنَ الْإِخْوَانِ فَإِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي أَنْ يُعَذِّبَ عَبْدَهُ بَيْنَ إِخْوَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲۹۴)

ترجمہ: کثرت سے بھائی بنایا کرو کیونکہ تمہارا رب حیا والا اور صاحب کرم ہے، وہ ذات کریم اس بات سے حیاء کرتی ہے کہ اپنے بندے کو اس کے بھائیوں کے درمیان روز قیامت عذاب دے۔

الفوائد المجموعة للشوكانی (۵۱۱) میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

"أَكْثِرُوا مِنَ الْأَصْدِقَاءِ فَإِنَّكُمْ شُفَعَاءُ بَعْضِكُمْ فِي بَعْضٍ."

"زیادہ دوست بنایا کرو کیونکہ تم روز قیامت ایک دوسرے کی شفاعت کرو گے۔"

۲۵. اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ. (۴۹،۱۹)

ترجمہ: اے میرے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مسکینی کی حالت میں موت عطا فرما اور روزِ قیامت مجھے مسکینوں کے گروہ میں اٹھا۔

اسے امام ابن ماجہ نے ابو خالد الاحمر کے طریق سے، انہوں نے یزید بن سنان سے، انہوں نے ابن مبارک سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے، انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے، راوی کہتے ہیں:

"أَحْيُوا الْمَسَاكِيْنَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ، وَذَكَرَهُ"

ترجمہ "مسکینوں سے محبت کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی دعا میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے" (اس کے بعد راوی نے یہ حدیث بیان کی۔"

اسے امام طبرانی نے ابوزرعہ یزید بن محمد بن یزید بن سنان الرھاوی کے طریق سے روایت کیا ہے جس میں "کونی" کے لفظ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ اسی طرح امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَحْمِلَنَّكُمُ الْعُسْرُ عَلَى أَنْ تَطْلُبُوا الرِّزْقَ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ"

ترجمہ "اے لوگو! تنگدستی تمہیں حرام رزق طلب کرنے پر آمادہ نہ کرے بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے"

امام شوکانی نے "الفوائد المجموعة" میں کہتے ہیں کہ اسے دارقطنی نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں "یزید بن سنان اور ابوالمبارک" آتے ہیں۔ پہلا متروک الروایہ ہے اور دوسرا مجہول الحال ہے۔ امام سخاوی "المقاصد الحسنة" میں فرماتے ہیں کہ اس روایت پر موضوع کا حکم لگانا درست نہیں۔

حوالہ کے لئے دیکھئے:

سنن ابن ماجه (۳۰۴/۲)(ابواب الزهد، باب مجالسة الفقراء)، جامع ترمذی (۶۰/۲) ابواب الزهد، كتاب اللمع (ص ۹۶)، الفوائد المجموعة للشوكانی

(ص ۲۳۰)، المقاصد الحسنة للسخاوی (۱۶۶)، إحیاء العلوم ۵/۵۱

۲۶۔ اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْأَشْيَاءَ كَمَاهِيَ. (۱۶۶)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اشیاء ان کی حقیقت کے ساتھ دکھا۔

"إتحاف السادة المتقين" ۹/۳۲۱ میں یہ الفاظ آئے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ أَرِنِي الدُّنْيَا كَمَا تُرِيهَا صَالِحَ عِبَادِكَ."

(اے اللہ جل شانہ! مجھے دنیا اس طرح دکھا جس طرح اپنے نیک بندوں کو دکھاتا ہے)

۲۷۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. (۹۴)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔

اسے امام مسلم نے اپنی صحیح ۴/۲۰۱۸ کی "کتاب البر والصلة والآداب" میں، امام بخاری نے "الادب المفرد" (ص ۱۱۹) میں، قاضی عیاض نے "الشفا" (۱/۱۳۷) میں، ابن سید الناس نے "عیون الاثر" (۲/۳۱۱) میں، ابن جوزی نے "الوفاء" (۲/۴۳۹) میں، امام غزالی نے "إحیاء علوم الدین" (۲/۳۱۳، ۴/۷۳) میں اور امام زرقانی نے "شرح المواهب اللدنية" (۴/۲۵۱) میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَلٰكِنْ بُعِثْتُ دَاعِيًا وَرَحْمَةً، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي أَوِ اهْدِ قَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ."

ترجمہ: "مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والا اور سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اے میرے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما یا (یہ الفاظ ہیں) میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔"

۲۸۔ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ. (۲۵۵)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک فرما۔

اسے علی متقی ہندی نے کنز العمال ۲/۱۸۴ (حدیث نمبر ۳۶۶۰) میں، خطیب نے "تاریخ بغداد"

۲۶۸/۵ میں اور امام زبیدی نے "إتحاف السادة المتقين" ۵۱۴/۷ میں ذکر کیا ہے۔

۲۹. أَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي. (۳۴۳)

ترجمہ: میں پسند کرتا ہوں کہ (قرآن کریم کو) میں اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک کا حصہ ہے۔ راوی کہتے ہیں۔

"قَالَ لِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اِقْرَأْ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي، فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ" وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا" قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَهْمِلَانِ."

ترجمہ" راوی کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم مجھے پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے؟ فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اسے اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ پس میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی حتی کہ جب میں "وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا" (اور ہم آپ کو ان تمام پر بطور گواہ لائیں گے۔) پر پہنچا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں اشکبار تھیں۔"

اس حدیث کو ترمذی نے "الشمائل المحمدية" (حدیث نمبر ۳۰۸) میں، امام بخاری نے اپنی "صحیح" ۷۵/۴ کی "کتاب فضائل القرآن" کے "باب البكاء عند قراءة القرآن" میں اور امام مسلم نے اپنی "صحیح" ۱۹۲/۱ کی "کتاب الصلوٰۃ، باب فضل استماع القرآن" میں ذکر کیا ہے۔

صحیحین میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم فرمایا تو اس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف فرما تھے۔

۳۰. إِنَّ أَعْظَمَ النِّسَاءِ بَرَكَةً أَقَلُّهُنَّ مُؤْنَةً، أَحْسَنُهُنَّ وُجُوْهًا، وَأَرْخَصُهُنَّ

مُهُوْرًا. (۳۱۴)

ترجمہ: بلاشبہ برکت کے اعتبار سے صاحب عظمت عورتیں وہ ہیں، جو کم خرچ، خوبرو اور کم حق مہر والی ہوں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" ۶/۱۴۵ میں، امام نسائی نے اپنی "سنن" ۹۹/۱ کے "باب عشرة النساء" میں، امام حاکم نے "المستدرک" ۲/۱۷۸ میں، ابن ابی شیبہ نے "مصنف" ۱۸۹/۴ میں، ابونعیم نے "حلیة الاولیا" ۲/۱۸۹، ۹/۲۵۷ میں، امام بیہقی نے "السنن الکبری" ۲۳۵/۷ میں اور "شعب الایمان" (رقم ۱۳۱) میں عیسیٰ بن یونس سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جبکہ امام سخاوی "المقاصد الحسنة" (ص ۴۳۳) میں ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں۔

"إِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيْرَ خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيْرَ صَدَاقِهَا وَتَيْسِيْرَ رَحِمِهَا."

ترجمہ: "بابرکت عورت کی علامات میں سے یہ ہے کہ اسے نکاح کا پیغام بھیجنا آسان ہو، اس کا حق مہر ادا کرنا آسان ہو اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو۔"

۳۱. إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ. (۲۳۲)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جسموں سے پہلے روحوں کو پیدا فرمایا۔

یہ الفاظ اس حدیث شریف کا حصہ ہیں، جسے امام ازدی نے حضرت علی المرتضیٰ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور امام ابن جوزی نے "العلل متناہیہ" میں اور امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" (ص ۳۸۲) میں ذکر کیا ہے۔ مکمل حدیث شریف یوں ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ بِأَلْفَيْ عَامٍ، ثُمَّ جَعَلَهَا تَحْتَ الْعَرْشِ، ثُمَّ أَمَرَهَا بِالطَّاعَةِ لِيْ، فَأَوَّلُ رُوْحٍ سَلَّمَتْ عَلَيَّ رُوْحُ عَلِيٍّ."

ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جسموں سے دو ہزار سال پہلے روحوں کو پیدا فرمایا پھر انہیں عرش کے نیچے ٹھکانہ دیا پھر میری اطاعت کا حکم دیا تو سب سے پہلے جس روح نے میری خدمت میں سلام عرض کیا وہ (حضرت) علی کی روح تھی۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۲. إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ زَكَاةَ جَاهِكُمْ كَمَا فَرَضَ عَلَيْكُمْ زَكَاةَ مَالِكُمْ. (۲۷۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے جاہ ومرتبہ کی زکاۃ تم پر فرض کی ہے جس طرح اس نے تمہارے اوپر تمہارے مال کی زکاۃ فرض کی ہے۔

ابن حبان نے اسی مفہوم کی ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی ہے:

" إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَعَا اللّٰهُ عَبْدًا مِنْ عَبِيْدِهِ فَيَقِفُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيَسْأَلُهُ عَنْ جَاهِهِ كَمَا يَسْأَلُهُ عَنْ مَالِهِ "

ترجمہ: "جب یہ قیامت بپا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو بلائے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے اس کے جاہ ومرتبہ کے بارے میں بھی سوال کرے گا جس طرح اس کے مال کے بارے پوچھے گا۔"

امام سیوطی نے "اللؤلؤ المصنوع" میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ:

" زَكَاةُ الْجَاهِ إِغَاثَةُ اللَّهْفَانِ "

ترجمہ: "جاہ ومرتبہ کی زکاۃ مظلوم کی داد رسی کرنا ہے۔"

اسی طرح امام شوکانی نے "الفوائد المجموعة" میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

" مَنْ عَظُمَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيْهِ فَلَمْ يَحْتَمِلْ عُرْضَ تِلْكَ النِّعْمَةِ لِلزَّوَالِ "

ترجمہ: "جس (جاہ ومرتبہ کے مالک شخص) کے پاس لوگوں کی ضرورتیں کثرت سے آئیں اور وہ ان کو پورا نہ کرے یعنی ذمہ داری نہ اٹھائے تو اس نے اپنی اس (جاہ ومرتبہ کی) نعمت کو زوال آشنا کر دیا۔"

امام ابن حبان نے "کتاب المجروحین" میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

" مَا عَظُمَتْ نِعْمَةُ اللّٰهِ عَلَى عَبْدٍ إِلَّا عَظُمَتْ مَؤُوْنَةُ النَّاسِ عَلَيْهِ،

WWW.NAFSEISLAM.COM

فَمَنْ لَمْ يَحْتَمِلْ تِلْكَ الْمَؤُوْنَةَ فَقَدْ عَرَّضَ النِّعْمَةَ لِلزَّوَالِ."

ترجمہ: "کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیم نہیں ہوتی مگر یہ کہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی اس پر اتنی ہی بڑھ جاتی ہے، پس جس نے اس ذمہ داری کے بوجھ کو نہ اٹھایا تو اس نے نعمت (جاہ ومرتبہ) کو زوال آشنا کر دیا۔"

امام ذہبی نے اسے "میزان الاعتدال" میں ذکر کیا ہے۔

الفوائد المجموعة (ص: ۱۷۱، ۸۰)، اللؤلؤ المصنوع (ص: ۴۰)، العلل المتناهية لابن الجوزی ۲/ ۳۷، تاریخ بغداد للخطیب ۵/ ۱۸۱، کتاب المجروحین لابن حبان ۱/ ۱۳۲، لسان المیزان للحافظ العسقلانی ۱/ ۳۲۲

۳۳. إِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا. (۳۰۱)

ترجمہ: بلاشبہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے۔

اسے امام بخاری نے اپنی "صحیح" (۳۰/۷ باب لزوجک علیک حق) میں، امام مسلم نے اپنی "صحیح" (۸۱۲/۲ باب النهی عن صوم الدهر) میں اور امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" (۱۹۳/۲، ۱۹۸) میں روایت کیا ہے۔

۳۴. إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةً وَزَكَاةُ الدَّارِ بَيْتُ الضِّيَافَةِ (۲۷۴)

ترجمہ: بے شک ہر چیز کی زکاۃ ہے اور گھر کی زکاۃ مہمان خانہ ہے۔

اسے امام ابن جوزی نے "العلل المتناهية" (۸/۲) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے عبدالحمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جب کہ اس کی سند میں عبداللہ بن عبدالقدوس اور عبدالحمید مجہول الحال راوی ہیں۔ امام سیوطی نے اسے "الجامع الصغیر" (۱۲۴/۲) میں ذکر کیا ہے اور امام رافعی کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن ابی شریح کی روایت سے اسے موضوعات کے ذیل میں ذکر کیا ہے اور اس کے بارے کہا ہے کہ اسے احمد بن عثمان یا اس کے شیخ نے وضع کیا ہے اور اسی کی مثل امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" (۱۱۹/۱) میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے "لسان المیزان" میں احمد بن عثمان النہروانی کے تعارف میں کہا ہے، امام شوکانی نے اسے "الفوائد المجموعة" (ص: ۶۱) میں، ابن عراق نے "تنزیه الشریعة" (۱۴۱/۲،

امام مناوی نے "فیض القدیر" ۲۸۵/۵ میں اور شیخ البانی نے "سلسلة الاحادیث الضعیفه" (۳۱۸) میں ذکر کیا ہے لیکن حضرت ثابت سے اس کی ایک اور سند بھی ہے، ابن عساکر نے اسے (۱۳/۲) ابو طالب عیسیٰ بن محمد الباقلانی سے صحیح سند کے ساتھ، انہوں نے حماد بن سلمہ سے، انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۳۵. إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (۷۶)

ترجمہ: بلاشبہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

یہ "متفق علیہ" حدیث شریف کا ٹکڑا ہے، جسے امام بخاری و امام مسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، مکمل حدیث پاک یوں ہے۔

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ."

ترجمہ: "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت کرے۔ پس جس کی ہجرت اللہ جل شانہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہو پس اس کی ہجرت اللہ جل شانہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہوگی، اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو کہ وہ اسے پائے یا کسی عورت کی خاطر ہو کہ اس سے شادی کرے تو اس کی ہجرت اس کی طرف متصور ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہوگی۔"

امام مسلم نے اپنی "صحیح" ۳۸/۶ میں (کتاب الأمارة)، امام بخاری نے اپنی "صحیح" (۵۴، ۲۵۲۹، ۳۸۹۸) میں، اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح (۳۰۴/۱) میں، ابن خزیمہ نے اپنی "صحیح" (۱۴۳) میں، امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" (ص ۲۸) میں، امام قضاعی نے "مسند الشهاب" ۳۵/۱ میں اور انہی الفاظ کے ساتھ امام بیہقی نے "کتاب المعرفة" ۱۹۰/۱ میں، امام نووی نے "بستان العارفین" (ص ۲۴) میں، ابن الملقن نے "البدر المنیر" ۸۹/۱ میں اور امام عسقلانی نے "التلخیص الحبیر" ۵۵/۱ میں روایت کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: بلکہ صحیح بخاری میں

مالک کے طریق سے "الأعمال بالنیة" کے الفاظ آئے ہیں یعنی "إنما" نہیں ہے اور "النیة" مفرد ذکر کیا گیا ہے جب کہ ابن الجارود "المنتقی" میں یہ الفاظ لائے ہیں:

"إنَّ الْأعْمَالَ بِالنِّيَّةِ"

ترجمہ: "بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔"

۳۶. إنَّ مِنْ تَمَامِ التَّقْوَى تَعْلِيمٌ مَنْ لَمْ يَعْلَمْ. (۲۹۴)

ترجمہ: بے شک تقویٰ کا کمال بے علم کو تعلیم دینا ہے۔

مذکورہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن بطریق سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"إنَّ مِنْ مَعَادِنِ التَّقْوَى تَعَلُّمَكَ (إلَى مَا قَدْ عَلِمْتَ عِلْمَ) مَالَمْ تَعْلَمْ، وَالنَّقْصَ فِيمَا قَدْ عَلِمْتَ قِلَّةَ الزِّيَادَةِ فِيهِ، وَإنَّمَا يَزْهَدُ الرَّجُلُ فِي عِلْمِ مَا لَمْ يَعْلَمْ قِلَّةُ الِانْتِفَاعِ بِمَا قَدْ عَلِمَ"

ترجمہ: "بلاشبہ یہ بات تقویٰ کے ذخائر میں سے ہے کہ تو اس چیز کو سیکھے جس کو تو نہیں جانتا اور جو تو جانتا ہے اس میں اضافہ نہ ہونا نقصان و خسارہ کا باعث ہے۔ بلاشبہ انسان سیکھے ہوئے علم سے اس وقت روگردانی کرتا ہے جب سیکھا ہوا علم اسے خاطر خواہ فائدہ نہ دے۔"

اسے امام ابن جوزی نے "العلل المتناهية" (۸۲/۱) میں، خطیب نے "تاریخ بغداد" (۴۱۴/۱) میں، امام طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں، امام قضاعی نے "مسند الشهاب" میں، امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" (۹۹/۱) اور امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" (۲۵۸/۴) میں ذکر کیا ہے۔

۳۷. إنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً. (۳۴۵)

ترجمہ: بلاشبہ کچھ شاعری بھی حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

امام بخاری نے اسے اپنی "صحیح" (۹۰۸/۲ کتاب الادب) میں، امام عسقلانی نے "فتح الباری" (۳۱۰/۱۰) میں، عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث، ابی بن کعب کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، امام ترمذی نے اپنی "جامع" (حدیث نمبر: ۲۸۴۷) میں حضرت عاصم سے، انہوں نے حضرت زر سے، انہوں نے

عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام ابوداؤد نے سماک بن حرب کے طریق سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

"إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمًا"

"بلاشبہ شاعری میں بھی حکمت بھری ہوتی ہیں۔"

۳۸۔ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَعِبَادًا يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ، قِيلَ: مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ)؟ صِفْهُمْ لَنَا، لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ): قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ أَمْوَالٍ وَلَا إِكْتِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ نُوْرٌ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، لَايَخَافُوْنَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَايَحْزَنُوْنَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ، ثُمَّ تَلَا: أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

(۱۹۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرحمۃ بھی انہیں رشک بھری نظروں سے دیکھیں گے۔ عرض کیا گیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی رحمت خاص سے بغیر مال و منال کے باہم محبت کی۔ نور کے چہرے نور سے چمکتے ہوں اور نور کے منبروں پر جلوہ فگن ہوں گے، لوگ جب خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور جب لوگ حزن و ملال میں مبتلا ہوں گے تو انہیں کوئی حزن نہیں ہوگا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ مستقبل کا خوف ہے اور ماضی پر حزن و ملال"۔

یہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن خطیب تبریزی نے "مشکوۃ المصابیح" (ص: ۴۲۶ باب الحب فی اللہ) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَأُ

لَاسَا مَاهُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ."

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ انبیا ہوں گے نہ شہدا، (لیکن اس کے باوجود) انبیائے کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام ان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ دیکھ کر، قیامت کے دن رشک کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں خبر دیں وہ کون ہوں گے، فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی رحمت کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت کی۔"

۳۹. إِنِّيْ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ، إِنِّيْ أَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ فَيُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِيْ. (۲۴۹، ۲۸۱)

ترجمہ: بے شک میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں یقیناً میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں پس وہی مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔

امام بخاری نے اپنی "صحیح" (۱/۲۵۸، ۲۳۳، ۲۳۴) میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) عَنِ الْوِصَالِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: فَإِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) تُوَاصِلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): وَأَيُّكُمْ مِثْلِيْ، إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ."

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوم وصال رکھنے سے منع فرمایا تو ایک مسلمان نے عرض کی: بلاشبہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور تم میں سے کون میری مثل ہو سکتا ہے؟ یقیناً میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

حوالہ کے لئے دیکھیں:

مسند الإمام أحمد (۲/۲۱، ۱۰۲، ۲۳۱)، الجامع الصغیر ۱/۱۱۵، المؤطا للإمام مالک ۱/۱۳۰، سنن الدارمی ۱/۳۰۴، جامع الترمذی ۱/۱۶۳، سنن ابی داؤد ۲/۲۷۹، صحیح مسلم ۳/۱۳۴ (کتاب الصیام).

۴۰. إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ. (۲۳۷)

ترجمہ: میرے دل پر خفیف پردہ آجاتا ہے بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

امام مسلم نے اسے اپنی "صحیح" (۷/۷۱ (کتاب الذکر، باب استحباب الاستغفار) میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے:

"إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي فَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِئَةَ مَرَّةٍ."

ترجمہ: بے شک میرے دل پر بھی خفیف پردہ آجاتا ہے پس میں ہر روز ایک دن میں سو مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔"

قاضی عیاض نے "مشارق الانوار علی صحاح الآثار" (۲/۲۳۳ میں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری ۸/۲۳۱ میں سورۂ محمد کی آیت

"فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ"

کی تفسیر کے تحت، ابن اثیر نے "النہایۃ" (۳/۱۸۰ میں اور امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" ۲/۱۹۵ میں ذکر کیا ہے۔

۴۱. أَوْلِيَائِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي إِلَّا أَوْلِيَائِي. (۵۱)

ترجمہ: میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں انہیں میرے دوستوں کے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔

اسے امام غزالی نے احیاء العلوم ۴/۲۵۹ میں نقل کیا ہے۔

۴۲. أَيُّمَا امْرِئٍ يَشْتَهِي شَهْوَةً، فَرَدَّ شَهْوَتَهُ وَآثَرَ عَلَى نَفْسِهِ غُفِرَ لَهُ. (۱۷۱)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ: جس نے کسی چیز کی خواہش کی لیکن اس نے کسی دوسرے کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے کر اپنی خواہش کو رد کیا تو (یقیناً) اس کی بخشش کر دی گئی۔

امام دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے، امام ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام ابو عبداللہ نافع دیلمی تابعی کے تعارف میں "حلیۃ الاولیاء" میں لائے ہیں اور اسے امام شوکانی نے "الفوائد المجموعۃ" (ص: ۲۳۹، حدیث نمبر ۶۶) میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ موضوع ہے اور راوی عمرو بن خالد، ابو خالد الواسطی متہم ہے۔

۴۳. اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ. (۲۵۱)

ترجمہ: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتے، اس کی (نازل کردہ) کتابوں، اس کے رسولوں علیہم السلام اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔

یہ امام مسلم کی "صحیح" (۸) میں روایت کردہ طویل حدیث شریف کا ایک جز ہے۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

(ب)

۴۴. بَطْنٌ جَائِعٌ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ سَبْعِيْنَ عَابِدًا عَاقِلًا. (۲۸۳)

ترجمہ: ایک خالی پیٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستر عاقل عبادت گزاروں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اس روایت کے مذکورہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن اس معنی ومفہوم کی کئی روایات ہیں اور ان میں سے ایک وہ ہے جسے امام عراقی نے "تخریج احادیث الإحیاء" ۳/۷۳ میں اور امام تاج الدین سبکی نے "الطبقات الکبری" ۴/۳۳ میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

"أَحْيُوْا قُلُوْبَكُمْ بِقِلَّةِ الضَّحِكِ وَقِلَّةِ الشِّبَعِ وَطَهِّرُوْهَا بِالْجُوْعِ تَصْفُوْ وَتَرِقُّ."

ترجمہ: "اپنے دلوں کو کم ہنسنے اور کم کھانے کے ساتھ زندہ کیا کرو اور انہیں بھوک کے ساتھ پاک کیا کرو، یہ لطیف اور رقیق ہو جائیں گے۔"

امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" ۳/۹۶ میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

"أَفْضَلُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَطْوَلُكُمْ جُوْعًا وَتَفَكُّرًا فِي اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَأَبْغَضُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ نَؤُوْمٍ أَكُوْلٍ شَرُوْبٍ."

ترجمہ: "قیامت کے دن تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ والا وہی ہوگا جس نے تم میں سے زیادہ وقت بھوک اور تفکر فی اللہ سبحانہ میں گزارا ہوگا اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہر وہ شخص ہوگا جو زیادہ سونے، کھانے اور پینے والا ہوگا۔"

اور امام عراقی نے "تخریج الإحیاء" ۳/۶۹ میں ذکر کیا ہے، جب کہ امام تاج الدین سبکی نے اسے "الطبقات الکبری" ۴/۱۶۳ میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

"أَفْضَلُ النَّاسِ مَنْ قَلَّ مَطْعَمُهُ وَضِحْكُهُ وَيَرْضَى بِمَا يَسْتُرُ بِهِ

عَوْرَتَهُ" ۔ وَ" الْبَسُوْا وَاشْرَبُوْا فِیْ اَنْصَافِ الْبُطُوْنِ فَاِنَّهُ جُزْءٌ مِنَ النُّبُوَّةِ" ۔ وَ" جَاهِدُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ، فَاِنَّ الْاَجْرَ فِیْ ذٰلِكَ كَاَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَ اِنَّهُ لَیْسَ مِنْ عَمَلٍ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ جُوْعٍ وَعَطَشٍ" ۔" وَسَیِّدُ الْاَعْمَالِ الْجُوْعُ، وَذُلُّ النَّفْسِ لِبَاسُ الصُّوْفِ۔"

ترجمہ:" لوگوں میں سے افضل وہ شخص ہے جس کا کھانا اور پینا قلیل ہو اور وہ اچھے لباس سے راضی ہو جائے جس سے وہ ستر پوشی کر سکے" اور" بھوک اور پیاس کے ذریعہ سے اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کیا کرو اس (جہاد فی النفس) میں اتنا اجر ملتا ہے جتنا مجاہد فی سبیل اللہ کو اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوک اور پیاس سے اور کوئی عمل زیادہ محبوب نہیں ہے۔" اور اعمال میں سب سے اعلیٰ عمل بھوک ہے اور نفس کی ذلت صوف کا لباس ہے۔"

۴۵۔ بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ اِلَّا التَّوْحِیْدَ، فَقَالَ لِاَهْلِهٖ: اِذَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِیْ ثُمَّ اسْحَقُوْنِیْ، ثُمَّ ذَرُّوْنِیْ نِصْفِیْ فِی الْبَرِّ وَنِصْفِیْ فِی الْبَحْرِ فِیْ یَوْمٍ رَائِحٍ فَفَعَلُوْا، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلرِّیْحِ: اِجْمَعِیْ مَا اَخَذْتِ فَاِذَا هُوَ بَیْنَ یَدَیْهِ، فَقَالَ لَهٗ: مَا حَمَلَكَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ، فَقَالَ: اِسْتِحْیَاءٌ مِنْكَ، فَغَفَرَ لَهٗ. (۶۴۴)

ترجمہ: "تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس نے کوئی نیک کام نہیں کیا تھا مگر وہ توحید پر قائم تھا۔ جب اس کا وقت اجل آیا تو اس نے اپنے اہل وعیال سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا اور مجھے پیس کر ذرہ ذرہ کر کے تیز ہوا والے دن، میری آدھی خاک ہوا میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں ڈال دینا، پس اس کے اہل وعیال نے اسی طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم

دیا کہ جو راکھ تو نے بکھیری ہے اس کو جمع کر۔ پس اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا کہ تیری بارگاہ میں پیش ہونے سے شرم کی وجہ سے، پس اس کو بخش دیا گیا۔"

یہ شفاعت سے متعلق طویل حدیث شریف کا جز ہے جسے امام احمد، امام ہیثمی، امام منذری اور امام ابن جوزی نے ابوعبید، براء بن نوفل سے، انہوں نے والان عدوی سے، انہوں نے حضرت حذیفہ سے، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"ثُمَّ يُخْرِجُ جُثْوَانٌ مِنَ النَّارِ رَجُلاً، فَيَقُوْلُ لَهُ عَزَّوَجَلَّ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا غَيْرَ أَنِّي قَدْ أَمَرْتُ وَلَدِي إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِي بِالنَّارِ، ثُمَّ اطْحَنُوْنِي حَتّٰى إِذَا كُنْتُ مِثْلَ الْكُحْلِ فَاذْهَبُوْا بِي إِلَى الْبَحْرِ، فَذَرُّوْنِي فِي الرِّيْحِ، فَوَاللّٰهِ لَا يَقْدِرُ عَلَيَّ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ أَبَدًا، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ مِنْ مَخَافَتِكَ"

ترجمہ: "پھر وہ (فرشتے) آگ سے ایک آدمی نکال کر (اللہ تعالیٰ کے سامنے) لائیں گے پس اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا، کبھی تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں مگر میں نے اپنی اولاد کو حکم دیا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلانا، پھر پیسنا یہاں تک کہ جب میں سرمہ کی طرح باریک ہو جاؤں تو میری خاک لے کر سمندر کی طرف جانا اور ہوا کے دنوں میں کے مجھے بکھیر دینا، پس قسم بخدا! (اس کے بعد رب العالمین میرے اوپر کسی طرح بھی (حساب کتاب کی) قدرت نہیں رکھے گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اے میرے بندے!) تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: تیرے خوف کی وجہ سے۔"

امام ابو حاتم رازی اور ابن جوزی کہتے ہیں کہ والان مجہول الحال ہے لیکن امام بزار کہتے ہیں ابوعبید و اور والان نے ہمارے علم کے مطابق اس حدیث کے علاوہ کسی اور کو روایت نہیں کیا۔ لیکن ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے جیسا کہ امام عسقلانی نے "لسان المیزان" میں ذکر کیا ہے۔ امام ہیثمی

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں اور اسے کئی حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ جن میں حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود، حضرت ابو ہریرہ اور دیگر حضرات رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں۔

مسند الإمام احمد ۱/ ۴۰۱، مجمع الزوائد للهيثمي ۱۰/ ۲۰۵، (۱۷۴۶۶)، الترغيب والترهيب للمنذري ۴/ ۴۳۹، العلل المتناهية لابن الجوزي ۲/ ۴۳۸، ۴۴۰، لسان الميزان للعسقلاني ۶/ ۲۱۶۔

(ت)

۴۶. اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَاذَنْبَ لَهُ. (۲۵۸)

ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہیں۔

اسے ابن ماجہ، امام طبرانی نے "المعجم الكبير" میں اور امام بیہقی نے "شعب الايمان" میں ابو عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود کے طریق سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے، امام بیہقی نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کے رجال (راوی) ثقہ ہیں بلکہ امام عسقلانی نے کئی دیگر شواہد کی بنا پر اسے حسن کہا ہے، امام ابو نعیم نے "حلية الأولياء" میں اور امام طبرانی نے "المعجم الكبير" میں حضرت ابن ابی سعید انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

"اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ، وَالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَاذَنْبَ لَهُ."

ترجمہ: "ندامت و شرمندگی توبہ سے عبارت ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔"

امام مقاوی نے اسے "المقاصد الحسنة" میں اور امام سیوطی نے "الجامع الصغير" میں روایت کیا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھیں:

سنن ابن ماجه (۴۲۵۰)، المعجم الكبير للطبراني (۱۰۲۸۱)، حلية الأولياء لابي

نعیم ۳/۲۱۰، إحیاء العلوم للغزالی ۴/۵۰۳، ۲۲۰، الجامع الصغیر للسیوطی ۱/۱۳۳، المقاصد الحسنة للسخاوی (ص ۱۵۲)۔

۴۷۔ تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ وَالْقَطِيْفَةِ (۹۴)

ترجمہ: درہم و دینار رکھنے، کھانے پینے اور کپڑے پہننے (کو مقصد زیست بنانے) والا بندہ ہلاک ہو گیا۔

امام سخاوی اسے "المقاصد الحسنة" (ص ۱۵۲) میں لائے ہیں اور فرمایا ہے کہ اسے امام بخاری نے ابوبکر بن عیاش سے، انہوں نے ابوحصین سے، انہوں نے ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام عسکری نے اسے حضرت امام حسن سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن تعس عبد الدرهم ... الخ کی بجائے لعن عبد الدرهم ... الخ کے الفاظ ہیں۔

۴۸۔ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (۱۰۰)

ترجمہ: ایک لمحہ کا غور و فکر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اسے ابوالشیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جب کہ امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام دیلمی نے "اللآلئ المصنوعة" میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

"إِنَّ تَفَكُّرَ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ مِنَ الدَّهْرِ"

"بلاشبہ ایک لمحہ کا غور و فکر ... سے بہتر ہے"

امام دیلمی کی ایک روایت میں "ثمانين سنة" (اسی سال) اور دوسری روایت کے مطابق "الف سنة" (ہزار سال) ہے، ملا علی قاری نے "الاسرار المرفوعة" میں کہا ہے کہ اسے امام الفاکہانی نے "فكر ساعة" کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت سری سقطی کے کلام سے ماخوذ ہے، جب کہ امام ابن جوزی نے "الموضوعات الكبير" میں حضرت عثمان بن عبداللہ القرشی سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ عثمان اور اس کا شیخ دونوں جھوٹے ہیں

اور امام سیوطی نے "اللآلی المصنوعة" میں ان کی گرفت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: عراقی نے "تخریج الاحیاء" میں اس کو ضعیف قرار دینے پر اکتفا کیا ہے حالانکہ اس کی شاہد روایت موجود ہے، پھر امام دیلمی کی روایت کو سعید بن مسیرہ کی طرف اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ سنے ہیں:

"تَفَكُّرُ سَاعَةٍ فِيْ اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ"

"رات دن کے اختلاف میں ایک لمحہ کا غور و فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

الفوائد المجموعة للشوكاني (ص: ۲۴۲)، تنزيه الشريعة ۲/ ۳۰۵، كشف الخفاء للعجلوني ۱/ ۳۷۰، تذكرة الموضوعات لابن الجوزي (ص: ۱۸۸)، الأسرار المرفوعة لعلي القاري (حديث نمبر ۳۷۲)، اللآلي المصنوعة للسيوطي ۲/ ۲۲۷، سلسلة الأحاديث الضعيفة للألباني ۱/ ۲۰۹.

۴۹. تَنَاكَحُوْا تَكْثُرُوْا فَإِنِّيْ أُبَاهِيْ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ بِالسَّقْطِ. (۳۱۴)

ترجمہ: نکاح کرو، زیادہ اولاد پیدا کرو، بیشک میں تمہارے سبب قیامت کے دن (دوسری) امتوں پر فخر کروں گا اگرچہ بچے کے ساتھ ہو۔

یہ عبارت ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی لیکن اس کی ہم معنی روایت بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام بیہقی اور دیگر محدثین کرام نے حضرت معقل بن یسار کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

"تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ، فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ"

ترجمہ: "زیادہ بچے دینے اور محبت کرنے والی عورتوں کے ساتھ نکاح کیا کرو بلاشبہ میں روزِ قیامت تمہارے ساتھ دوسری امتوں پر اظہارِ کثرت کروں گا۔"

جبکہ امام احمد، سعید بن منصور، امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں، امام بیہقی اور دیگر محدثین کرام نے حفص بن عمر انی انس کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ:

" كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ وَيَنْهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيْدًا وَيَقُوْلُ : تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ، فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ."

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کرنے کا حکم دیا کرتے اور رہبانیت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ زیادہ محبت کرنے والی اور بچے دینے والی عورتوں سے نکاح کیا کرو بلاشبہ قیامت کے دن میں تمہارے ساتھ دوسری امتوں پر اظہار کثرت کروں گا۔"

اسے امام سخاوی "المقاصد الحسنة" میں لائے ہیں اور امام ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ نے اسے عطاء بن ابی رباح سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

" إِنْكِحُوْا فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمْ ."

ترجمہ: "نکاح کیا کرو بلاشبہ میں تمہارے سبب اظہار کثرت کروں گا۔"

حوالہ کے لئے دیکھئے:

مسند الإمام أحمد ٣/١٥٨، ٢٤٥، صحيح ابن حبان (حديث: ١٢٢٨)، سنن سعيد بن منصور (٥٤٩)، المعجم الأوسط للطبراني (١٩٩)، السنن الكبرى للبيهقي ٧/ ٨١، المقاصد الحسنة (ص ١٥)

٥٠. تُنْكَحُ النِّسَاءُ عَلٰى أَرْبَعَةٍ: عَلَى الْمَالِ وَالْحَسَبِ وَالْحُسْنِ وَالدِّيْنِ، فَعَلَيْكُمْ بِذَاتِ الدِّيْنِ، فَإِنَّهُ مَا اسْتَفَادَ امْرَءٌ بَعْدَ الْإِسْلَامِ خَيْرًا مِنْ زَوْجَةٍ مُؤْمِنَةٍ لِيَسُرَّهَا إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا فَوَائِدُ وَزَوَائِدُ . (٣١٤)

ترجمہ: عورتوں سے نکاح چار مقاصد کی بنا پر کیا جاتا ہے ۱۔ مال ۲۔ حسب و نسب۔ ۳۔ حسن۔ ۴۔ دین۔ پس تم دیندار عورتوں سے نکاح کرو، بے شک مسلمان آدمی کو اسلام کے بعد کسی خیر کی چیز سے اتنے فوائد و برکات حاصل نہیں ہوتے جتنے ایک ایماندر بیوی سے، کہ جسے دیکھ کر اسے

خوشی حاصل ہو۔

اسے امام بخاری نے اپنی "صحیح" میں، امام مسلم، امام احمد، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔

"تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ، لِمَالِهَا، وَجَمَالِهَا، وَحَسَبِهَا، وَدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ."

ترجمہ: "عورت سے نکاح چار وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، حسن و جمال کی وجہ سے، حسب و نسب کی وجہ سے، اس کے دین کی وجہ سے، پس (اے مخاطب!) تو صاحب دین عورت سے نکاح کر، اللہ تیرا بھلا کرے۔"

امام احمد، امام ابویعلی، امام بزار اور امام ابن حبان نے حضرت ابوسعید کی سند کے ساتھ ان الفاظ میں اسے روایت کیا ہے:

"عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ وَالْخُلُقِ، تَرِبَتْ يَمِينُكَ."

"صاحب دین اور صاحب اخلاق عورت کے ساتھ نکاح کر، اللہ تیرا بھلا کرے گا۔"

اور امام احمد، ابوداؤد اور امام مسلم نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

"فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ."

"پس تو صاحب دین عورت کو اختیار کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

صحيح بخاري (٥٠٩٠)، فتح الباري ٩/١٣٢، صحيح مسلم (١٤٦٦)، سنن أبي داؤد (٢٠٣٢)، سنن النسائي ٦/٦٨، سنن ابن ماجه (١٨٥٨)، مسند الإمام أحمد (٢/٤٢٨، ٣/٨٠، ٣٠٢، ٦/١٥٢)، مسند البزار (١٣٠٣)، صحيح ابن حبان (١٢٣١)، المقاصد الحسنة (ص ١٦٥).

WWW.NAFSEISLAM.COM

(ج)

۵۱۔ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا۔ (۱۳۰)

ترجمہ: دلوں کو اس انسان کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے جو ان پر احسان کرے

اسے امام ابونعیم، ابوالشیخ، ابن حبان اور خطیب نے اپنی "تاریخ" میں اسماعیل بن ابان الوَرّاق کے طریق سے روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ حسن بن عمارہ نے مجھے یہ بات پہنچائی کہ اعمش نے اس کے بارے برا بھلا کہا ہے پس اس نے اس کی طرف ایک پیغام بھیجا، جس پر اعمش نے اس کی تعریف کی، اعمش کو کہا گیا کہ (پہلے) تو نے اس کی مذمت کی پھر اس کی تعریف کی؟ (کہنے لگے کہ مجھے) ابن مسعود کے حوالہ سے بیان کیا کہ) انہوں نے کہا کہ:

"جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا۔"

"دلوں کو اس آدمی کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے جو ان پر احسان کرے اور اس آدمی کے لئے بغض و عداوت پر پیدا کیا گیا ہے جو ان سے زیادتی کرے۔"

اسے ابن عدی نے "الکامل" میں، امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں اور امام ابن جوزی نے "العلل المتناهية" میں اور قضاعی نے "مسند شهاب" میں مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اسماعیل الخباط مجروح راوی ہے۔ امام سیوطی نے ابن عدی کے حوالہ سے "الجامع الصغير" میں، ابونعیم نے "حلية الاولياء" اور امام بیہقی نے "شعب الايمان" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور اسے موقوفاً صحیح قرار دیا ہے، جب کہ امام سیوطی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" میں اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ موقوفاً اور مرفوعاً باطل ہے اور بیہقی کا ابن عدی کی طرح یہ کہنا کہ اعمش سے موقوف روایت معروف ہے، محتاج تاویل ہے کیونکہ امام ابن عدی اور امام بیہقی نے اسے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں ایک راوی متهم بالكذب والوضع ہے۔ امام مناوی نے "فیض القدیر" میں کہا ہے کہ میں نے ابن عبدالہادی کے تذکرہ میں ان کے خط کے ساتھ دیکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں احمد اور یحییٰ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس روایت کی کوئی اصل نہیں، یہ موضوع ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھیں:

الکامل لابن عدی ۱/۸۲، تاریخ بغداد للخطیب ۷/۳۴۶، مسند الشہاب (۱۰۳)، حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم ۴/۱۲۱، کشف الخفاء للعجلونی (۱۰۶۳)، المقاصد الحسنۃ للسخاوی (۳۶۵)، تمییز الطیب من الخبیث (۴۸۰)، فیض القدیر للمناوی ۳/۳۴۴، أسنی المطالب (۵۲۹)، الجامع الصغیر (۳۵۸۰)، الجامع الکبیر (حدیث: ۱۳۱۹۲)، الغماز علی اللماز للسمہودی (۸۱)، الدرر المنتثرۃ للسیوطی (۷۶)، أمثال أبی الشیخ (۱۲۰)، العلل المتناہیۃ لابن الجوزی ۲/۲۹، الفوائد المجموعۃ للشوکانی (۸۲)، میزان الإعتدال للذہبی ۱/۵۱۴۔

۵۲۔ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ.

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے۔

یہ اس حدیث شریف کا حصہ ہے جسے امام نسائی اور امام حاکم نے حضرت انس کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مکمل حدیث شریف یوں ہے:

"حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ: الطِّيبُ، وَالنِّسَاءُ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ."

ترجمہ: "تمہاری دنیا سے مجھے مندرجہ ذیل چیزوں کی محبت دی گئی ہے۔ خوشبو، عورتیں اور نماز سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی ہے۔"

امام حاکم کہتے ہیں کہ وہ روایت امام مسلم کی شرط کی مطابق صحیح ہے۔ امام سخاوی "المقاصد الحسنۃ" میں فرماتے ہیں کہ جہاں تک اس روایت میں لفظ "ثلاث" کے اضافے کا تعلق ہے مجھے اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا سوائے امام غزالی کی "احیاء العلوم" اور زمخشری کی "کشاف" کے اور مزید تفتیش کے بعد اس کے طرق میں، میں نے یہ لفظ نہیں دیکھا اور امام زرکشی "التذکرہ" میں اسی کی صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لفظ "ثلاث" اس میں وارد نہیں ہوا اور اس کا اضافہ معنی میں خلل ڈالتا ہے کیونکہ

نماز دنیا میں سے نہیں۔

امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" اور "المعجم الصغیر" میں اور ابن عدی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:۔

"حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ"

"دنیا میں میرے لئے عورتوں اور خوشبو کو محبوب بنا دیا گیا ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دی گئی ہے۔"

امام احمد اور امام ابو یعلی نے اپنی اپنی "مسند" میں، امام ابو نعیم نے اپنی "مستخرج" میں، خطیب نے "تاریخ بغداد" میں امام بیہقی نے اپنی "سنن" میں اسے روایت کیا ہے اور امام دیلمی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"حُبِّبَ إِلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ وَحُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ ....."

امام عراقی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ یہ حدیث شریف جسے امام سیوطی "الجامع الصغیر" میں لائے ہیں اور اسے "حسن" کہا ہے اور اسے امام احمد، امام نسائی، امام حاکم اور امام بیہقی کی طرف (جنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) منسوب کیا ہے اور امام مناوی نے "فیض القدیر" میں امام سیوطی کی اس روایت کو امام احمد کی "مسند" کی طرف منسوب پر گرفت کی ہے اور کہا ہے کہ امام سیوطی سے خطاء ہوئی ہے کیونکہ یہ حدیث شریف "مسند احمد" میں نہیں ہے، جب کہ کتاب جمع الجوامع کے محققین نے اسے امام مناوی کی واضح اور جلی غلطی قرار دیا ہے کیونکہ یہ روایت مسند احمد بن حنبل ۳/ ۱۲۸، ۲۸۵ میں موجود ہے اور اسی طرف الاستاذ محمد عبد القادر عطا نے "الدرر المنتثرة للسيوطي" کی تحقیق میں اشارہ کیا ہے۔ پس اس حدیث شریف کو امام سیوطی "الجامع الکبیر" میں لائے ہیں اور اسے امام احمد (المسند)، امام نسائی (السنن الکبری)، امام ابن سعد (الطبقات الکبری)، ابو یعلی (المسند)، امام حاکم (المستدرک)، امام بیہقی (سنن کبری) اور الضیاء فی المختارہ حضرت انس کی طرف منسوب کیا ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھیں:

سنن النسائي (كتاب عشرة النساء، باب: ١)، مسند الإمام أحمد ٣/ ١٢٨، ٢٨٥، المقاصد الحسنة (٣٨٠)، تمييز الطيب من الخبيث (٥٠٠)، كشف الخفا للعجلوني (١٠٨٩)، أسنى المطالب (٥٤٧)، الأسرار المرفوعة (١٦٠)،

WWW.NAFSEISLAM.COM

الجامع الصغير (۳۶۲۹)، الجامع الكبير (۱۳۲۷۳)، اللآلی المصنوعة للسيوطی (۱۰۳)، الدرر المنتثرة للسيوطی (۱۸۶)، فيض القدير للمناوی ۳/ ۳۷۰، الفوائد المجموعة للشوكانی (ص: ۱۲۵)، إحياء علوم الدين ۳/ ۱۴، ۴/ ۲۸۹، الطبقات لابن سعد ۱/ ۳۹۸، التذكرة للزركشی (۱۸۱)، المستدرک للحاكم ۲/ ۱۲۰۔

(ح)

۵۳۔ اَلْحَاجُّ وَفْدُ اللّٰهِ، يُعْطِيْهِمْ مَا سَأَلُوْا وَيَسْتَجِيْبُ لَهُمْ مَا دَعَوْا. (۲۸۵)

ترجمہ: حجاج کرام اللہ تعالیٰ کا وفد ہیں، وہ جو کچھ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے اور وہ جو دعا بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"إِذَا رَجَعَ يَعْنِيْ مِنَ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ رَجَعَ وَذُنُوْبُهُ مَغْفُوْرٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ"

"جب حاجی حج مبرور کرکے واپس لوٹتا ہے تو وہ اس حال میں لوٹتا ہے کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے ہوتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہو چکا ہوتا ہے۔"

امام حاکم نے اپنی "مستدرک" اور امام بیہقی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ."

ترجمہ: "اے اللہ! حجاج کرام کی اور جن کے لئے وہ استغفار کریں، ان کی بخشش فرما۔"

امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت امام مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔

۵۴ . حُسْنُ الْأَدَبِ مِنَ الْإِيْمَانِ . (۳۹۱)

ترجمہ: حسنِ ادب ایمان کا حصہ ہے۔

کتب میں یہ حدیث ان الفاظ سے بھی مذکور ہے:

"حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ" وعدہ وفائی ایمان کا حصہ ہے۔

"حُسْنُ الْخُلُقِ مِنَ الْإِيْمَانِ" حسن اخلاق ایمان کا حصہ ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

التاریخ الکبیر للبخاری ۵/۳۱۵، کشف الخفا للعجلونی ۱/۴۱۲، ۴۳۱۔

کنز العمال لعلی المتقی (۱۰۹۳۷)، مجمع الزوائد للہیثمی ۸/۲۴۲

۵۵ . اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ مِنْ حَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا. (۳۴۵)

ترجمہ: حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہوتی ہے جہاں بھی وہ اسے پائے اس کا زیادہ حقدار ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے (۲۸۲۷) اور کہا ہے: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی بھی ایک سند ہم کو معلوم ہے اور اس کی سند میں ابراہیم بن الفضل المخزومی ضعیف ہے۔ امام بیہقی نے اسے الدعوات (ص ۹۳) میں روایت کیا ہے اور کہا ہے ابراہیم الفضل متروک ہیں اور قوی نہیں ہیں، امام عسکری نے اسے "الامثال" میں اور ابن جوزی نے "العلل المتناهية" (۱۱۴) میں ابراہیم الفضل کے طریق سے ہی روایت کیا ہے، ابن حجر عسقلانی نے اسے "التقریب" میں متروک الروایہ قرار دیا ہے اسی طرح اسے امام دیلمی نے "مسند الفردوس" (۳۱۱۱) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے اور امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" ۲/۹۷ میں روایت کیا ہے۔

۵۶ . اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ). (۲۲۶،۵۸)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے۔

حدیث پاک کے مذکورہ الفاظ تو نہیں مل سکے مگر اس کی ہم معنی روایات موجود ہیں جنہیں امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ."

ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

"إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ."

بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر رکھ دیا ہے جس کے ساتھ وہ گفتگو کرتے ہیں۔

جب کہ امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ."

"ہم اسے بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکون واطمینان ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر گویا ہوتا ہے۔"

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (حدیث: ۶۰۳۳، ۶۰۳۴، ۶۰۳۵)، صحیح ابن حبان (حدیث: ۶۸۸۹)

مستدرک الحاکم (حدیث: ۴۵۰۱)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(خ)

۵۷ . خُذْ غَيْرَهَا فَإِنَّهُ لَاعَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ. (۱۸۱)

ترجمہ: (اے ابوہریرہ!) تو اور اینٹیں اٹھالے (اور مجھے یہ اٹھانے دے) کیونکہ زندگی تو آخرت کی ہے۔

امام طبرانی نے اسے "المقاصد الحسنة" (ص:۹۱، حدیث نمبر:۱۷۷) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان فرمایا ہے۔

۵۸ . خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فِي ظُلْمَةٍ ثُمَّ أَلْقَى عَلَيْهِ نُورًا. (۶۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا فرمایا پھر اس کے اوپر (اپنا) نور ڈالا۔

امام سیوطی نے اسے "الجامع الصغیر" (۹۶/۱ میں اور امام ابن عربی نے "الفتوحات المکیة" (۸۱/۲ میں ان الفاظ کیساتھ ذکر کیا ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهِ، فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى وَمَنْ أَخْطَاءَ ضَلَّ"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا فرمایا پھر اس کے اوپر اپنا نور ڈالا، پس جسے یہ نور ملا وہ ہدایت پاگیا اور جو اس سے محروم رہا وہ گمراہ ہوگیا۔"

۵۹ . خَيْرُ الصِّيَامِ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (۲۷۹، ۴۳)

ترجمہ: سب روزوں سے بہتر روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

"إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَأَحَبَّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا."

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ روزے سیدنا داؤد علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز سیدنا داؤد علیہ السلام کی ہے (وجہ فضیلت یہ ہے کہ) آپ آدھی رات آرام فرماتے اور رات کے تیسرے حصہ میں قیام فرماتے اور پھر رات کے چھٹے حصے میں آرام فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔"

حوالہ کے لئے دیکھئے:

صحیح مسلم ۲/۱۶۵ (کتاب الصوم، باب النهی عن صوم الدهر)

صحیح بخاری ۱/۳۸۰ (کتاب التهجد، باب من نام عند السحر)

۶۰. خَيْرُ النَّاسِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَفِيْفُ الْحَالِ. قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) مَاخَفِيْفُ الْحَالِ؟ قَالَ: الَّذِيْ لَا أَهْلَ لَهٗ وَلَا وَلَدَ لَهٗ. (۳۱۷)

ترجمہ: آخری زمانے میں لوگوں میں سے بہتر وہ ہوگا جو خفیف الحال ہوگا، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفیف الحال سے کیا مراد ہے؟ فرمایا (خفیف الحال) وہ ہے جس کی نہ بیوی ہو اور نہ ہی اولاد۔

اسے امام ابو یعلی نے زواد بن الجراح سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ربعی سے، انہوں نے حذیفہ بن الیمان سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"خَيْرُكُمْ فِي الْمِائَتَيْنِ كُلُّ خَفِيْفِ الْحَاذِ، قَالُوْا: وَمَا الْحَاذُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ)؟ قَالَ مَنْ لَا أَهْلَ لَهٗ وَلَا وَلَدَ لَهٗ."

ترجمہ: "آخری دو صدیوں میں لوگوں میں سے بہتر ہر وہ آدمی ہوگا جس کا حاذ خفیف ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ حاذ کیا ہے؟ فرمایا جس کی نہ بیوی ہو اور نہ ہی اولاد۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی نے اسے "شعب الایمان" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے اسے رواد، سفیان سے روایت کرنے میں متفرد ہے، امام ابن جوزی نے امام دارقطنی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ دارقطنی نے کہا ہے کہ اس روایت میں رواد متفرد ہیں اور ضعیف ہیں، امام بخاری نے اسے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کا حافظہ اختلاط کا شکار ہو گیا ان کی روایت کردہ حدیث پتہ نہیں ہو گی، امام احمد فرماتے ہیں: اس کی حدیث مناکیر میں شمار کی جاتی ہے، امام علیلی کہتے ہیں کہ رواد کو حفاظ نے ضعیف قرار دیا ہے اور اسے غلط کہا ہے اور اس معنی میں اس کی ساری روایات کمزور ہوں گی امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں "رواد" کو امام دارقطنی کے حوالہ سے ضعیف کہا ہے، جبکہ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سفیان سے روایت کردہ یہ حدیث منکر ہے۔

"خَيْرُكُمْ فِي الْمَنْسِمِ كُلُّ خَفِيفِ الْحَاذِ"

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ منکر ہے اس کی روایت کردہ حدیث ثقہ راویوں جیسی نہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات بھی پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی رواد کے پاس آیا تو رواد نے اس کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو اس نے اسے حسن قرار دیا اور لکھ دیا۔

ابن عدی نے رواد کے بارے میں کہا ہے کہ اکثر اوقات جس کا راوی رواد ہو لوگ اس کی متابعت نہیں کرتے، امام عراقی نے ان کے تمام طرق و اسانید کو ضعیف کہا ہے۔ صحیح روایت وہی ہے جسے امام ترمذی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

"إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ، ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ، أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ، لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، فَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ نَفَضَ بِيَدِهِ، فَقَالَ: عَجِلَتْ مَنِيَّتُهُ، قَلَّتْ بَوَاكِيهِ، قَلَّ تُرَاثُهُ"

ترجمہ: "میرے اولیاء میں سے سب سے زیادہ جو میرے نزدیک قابل رشک ہے وہ ایسا مومن ہے جو خفیف الحاذ ہو، نمازی ہو اور عمدہ طریقہ سے اپنے رب کی عبادت کی اور پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر اپنے رب تعالیٰ (کے احکام) کی اطاعت کی اور لوگوں میں

گمنام رہا، اس پر انگشت نمائی نہ کی گئی اور اس کا رزق ضرورت کے مطابق تھا پس اس نے اس پر صبر کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک جھٹک کر فرمایا اس کی موت جلدی آ گئی، اس کو رونے والے کم تھے، اس کی میراث کم تھی۔"

اسی طرح اسے امام احمد نے اور امام بیہقی نے کتاب الزھد میں اور حاکم نے "المستدرک" (باب الاطعمۃ) میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شامیوں کی یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے، لیکن امام بخاری اور امام مسلم نے اسے روایت نہیں کیا۔

امام ابن ماجہ نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

" أَغْبَطُ النَّاسِ عِنْدِيْ مُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ. "

ترجمہ "میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جس کی نہ بیوی ہو نہ اولاد۔"

اور اس حدیث کی شاہد روایت وہ ہے جسے خطیب وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

" إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ اِتَّخَذَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يَشْغَلْهُ بِزَوْجَةٍ وَلَا وَلَدٍ. "

ترجمہ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنے لئے خاص کر لیتا ہے اور اسے بیوی اور اولاد کے بندھن سے آزاد کر دیتا ہے۔"

امام دیلمی نے اسے زکریا بن یحییٰ صوفی سے، انہوں نے ابن حذیفۃ الیمان سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا حذیفہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

" خَيْرُ نِسَائِكُمْ بَعْدَ مِئَتَيْنِ وَمِئَةِ الْعَوَاقِرُ، وَخَيْرُ أَوْلَادِكُمْ بَعْدَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِيْنَ الْبَنَاتُ. "

"ایک سو ساٹھ کے بعد تمہاری بہترین عورتیں وہ ہیں جو بانجھ ہوں اور چون (۵۴) کے بعد تمہاری بہترین اولاد بیٹیاں ہیں۔"

امام دیلمی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے:

" يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لِأَنْ يُرَبِّيَ أَحَدُكُمْ جَرْوَ كَلْبٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ

يُرَبِّي وَلَدًا مِنْ صُلْبِهِ."

"لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں تم میں سے کسی کے لئے کتے کے پلے کی تربیت کرنا اپنی صلبی اولاد کی تربیت سے بہتر ہوگا۔"

اسی حدیث کو امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں روایت کیا ہے اور اسے امام ابو یعلی عن حلیفة کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور "الجامع الکبیر" میں اسے امام ابو یعلی، ابن حبان، خطیب اور ابن عساکر کی طرف سے منسوب کیا ہے۔

عاذ کا لغوی معنی حال ہے، اس کی اصل گھوڑے کی پیٹھ کا وہ حصہ ہے جس پر زین ڈالی جاتی ہے اور عاذ اور حال ایک ہی ہیں نبی اکرم ﷺ نے بندہ کے مال اور اہل وعیال کے کم ہونے کی وجہ سے بطور مثال بیان کیا ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھیں:

کشف الخفاء للعجلونی (۱۲۳۵)، المقاصد الحسنة للسخاوی (۴۵۱)، تاریخ بغداد للخطیب ۶/۱۹۸، ۱۱/۲۲۵، الجامع الصغیر (۴۱۰۷)، میزان الإعتدال للذهبی ۳/۵۵، مسند الإمام أحمد ۵/۲۵۲، سنن الترمذی ۳/۲۶۹، سنن ابن ماجة ۲/۱۳۰۳، فیض القدیر للمناوی ۳/۴۹۷، العلل المتناهیة لابن الجوزی ۲/۲۴۶، العلل لابن أبی حاتم ۲/۳۲۰، أسنی المطالب (۶۱۹)، تمییز الطیب من الخبیث (۵۸۳)، الغماز علی اللماز (۱۰۲)، الجامع الکبیر (۱۳۸۹۴)، الدر المنثور للسیوطی ۶/۳۲۶

۶۱. خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. (۷۳)

ترجمہ: سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ (کے لوگ) ہیں پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں، پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔

یہ متفق علیہ روایت ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم نے عبیدہ سلمانی سے، انہوں نے ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اسی طرح یہ روایت زھدم بن مضرب سے بھی مروی ہے، انہوں نے عمران بن

حصین سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

" خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ،ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ "

لیکن عمران کو آخری الفاظ

"ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" میں شک ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

المقاصد الحسنة للسخاوي(ص :٦٠٨)، صحيح البخاري ٢/٩٣٨ (كتاب الشهادات، باب : ٩)، صحيح مسلم (كتاب فضائل الصحابة ، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ،حديث :٢٥٣٥)

(ذ)

٦٢ . ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ قَدْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا (١٥٧)

ترجمہ: اس نے ایمان کی حلاوت کو چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: مسند امام احمد بن حنبل ۱/۲۰۸

٦٣ . ذَهَبَ صَفْوُ الدُّنْيَا ، وَبَقِيَ كَدَرُهَا (٢٨)

ترجمہ: دنیا (سے اس) کی صفائی چلی گئی اور اس کا میل کچیل باقی رہ گیا۔

یہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن امام بخاری نے "كتاب الجهاد "میں اور امام نسائی نے كتاب الاشربة (باب:٥٦) میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"ذَهَبَ صَفْوُ أُمَّتِيْ"

میری امت کی صفائی چلی گئی (ختم ہو گی)

امام عجلونی اسے كشف الخفاء ۱/۵۰۳ میں، ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (۴۰۳۵) میں، امام احمد

بن حنبل نے اپنی مسند (۹۴/۴) میں، امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۸۶۶/۱۰ میں، امام قضاعی نے "مسند الشہاب" ۱۹۷/۲ میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"إِنَّمَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ ، وَإِنَّمَا مِثْلُ عَمَلِ أَحَدِكُمْ كَمِثْلِ الْوِعَاءِ، إِذَا طَابَ أَعْلَاهُ طَابَ أَسْفَلُهُ، وَإِذَا خَبُثَ أَعْلَاهُ خَبُثَ أَسْفَلُهُ ."

ترجمہ: "اس دنیا میں سے فتنہ اور آزمائش باقی رہ گئے اور بلاشبہ تمہارے عمل کی مثال اس برتن کی مانند ہے جس کا اوپر والا حصہ صاف اور عمدہ ہو تو نچلا حصہ بھی صاف اور عمدہ ہوگا اور جب اس کا اوپر والا حصہ صاف اور عمدہ نہ ہو تو نچلا حصہ بھی غیر صاف اور غیر عمدہ ہوگا۔"

(ر)

٦٤۔ رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّ قَسَمَهُ. (۱۸۹)

ترجمہ: بہت سے پراگندہ حال اور غبار آلود ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ (کیونکہ ان کی ظاہری حالت اور ہیئت لوگوں کی نظروں میں اچھی نہیں ہوتی) اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

امام طوسی نے اسے کتاب اللمع (ص ۱۶۰) میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جب کہ امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" ۱۲۸/۳ میں، امام قضاعی نے "مسند الشہاب" ۱۱۶/۲ (۱۰۰۲) میں، امام بخاری نے اپنی "صحیح" (۲۷۰۳، ۲۸۰۶، ۳۳۹۹، ۴۵۰۰، ۴۹۱۱، ۶۸۹۳) میں، امام مسلم نے اپنی "صحیح" (۱۹۷۵) میں، امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" (۴۶۹۵) میں اور امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۷۶۸) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ."

"بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اگر (کسی کام کے لئے) اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔"

۶۵۔ رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صَوْمِهِ إِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ. (۲۸۰)

ترجمہ: بہت سے ایسے روزہ دار بھی ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ الفاظ اس حدیث کا حصہ ہیں جسے امام طبرانی (۱۳۴/۱۳) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے راوی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ، وَرُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ."

ترجمہ: "کئی ایسے رات کے وقت قیام کرنے والے ہیں جنہیں صرف جاگنے کے اور کچھ نہیں ملتا اور بہت سارے ایسے روزہ دار ہیں جنہیں بھوک اور پیاس کے علاوہ اور کچھ نصیب نہیں ہوتا۔"

امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" (۲۰۲/۳) میں کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"رُبَّ صَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَرُبَّ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ قِيَامِهِ السَّهَرُ."

ترجمہ: "کئی ایسے روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے صرف بھوک اور پیاس ملتی ہے اور بہت سے ایسے رات کے وقت قیام کرنے والے ہیں جنہیں ان کے قیام سے صرف جاگنا ہی ملتا ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل (۳۷۳/۲)

امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" ۴۳۱/۲ میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ذکر کیے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

"كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوْعُ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ."

ترجمہ: "کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک کے اور کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں جنہیں ان کے جاگنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا۔"

ابن ماجہ نے اسے اپنی "سنن" (۱/۵۳۹، حدیث ۱۶۹۰) میں، امام دارمی نے اپنی "سنن" (۲/۳۰) میں، امام نسائی نے "السنن" میں اور امام حاکم نے "المستدرک" (۱/۴۳۱) میں اور امام بیہقی نے "السنن الکبریٰ" (۴/۲۷۰) میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

"كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَأُ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ."

ترجمہ: "کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے پیاس کے اور کچھ نہیں ملتا الخ"

امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" (۱/۵۳۹) میں دونوں الفاظ روایتیں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے ذکر کی ہیں، امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں اور امام ذہبی نے بھی امام حاکم کی موافقت کی ہے۔

۲۲۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ، قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) مَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: أَ لَا، وَهِيَ مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ.

ترجمہ: ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں، عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا: خبردار! یہ مجاہدہ نفس ہے۔

امام سیوطی اسے "الجامع الصغیر" ۲/۸۵ میں اور امام غزالی احیاء علوم الدین ۳/۶ میں ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

"قَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ، مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ."

"تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے ہو اور جہاد اکبر بندے کا اپنی خواہش کے خلاف جہاد ہے۔" اور کنوز الحقائق میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

٦٧ . رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ ، عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَنْتَبِهَ ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ. (٣٠٦)

ترجمہ: تین آدمی مرفوع القلم ہیں۔ (یعنی ان کا حساب کتاب نہیں لکھا جاتا۔) ۱۔ سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ جائے ۲۔ بچہ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے ۳۔ مجنوں (پاگل) یہاں تک کہ اسے آفاقہ ہو جائے۔

حوالہ کے لئے رجوع کریں:

المستدرک للحاکم ۲/ ۵۹، ۴/ ۳۸۹، مسند الإمام أحمد ۶/ ۱۰۰

تلخیص الحبیر للعسقلانی ۱/ ۱۸۳۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

(ز)

۶۸. زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِ الْحَسَنِ. (۷۶)

ترجمہ: قرآن کریم (کی تلاوت) کو خوبصورت آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔

مذکورہ مفہوم ہی کی ایک حدیث کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور انہی کے طریق سے امام حاکم نے "المستدرک" میں معمر سے، اس نے اعمش سے، انہوں نے علقمہ بن مصرف سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوجہ سے، انہوں نے حضرت براء سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ"

"قرآن کریم (کی قرأت) کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو"

انہی الفاظ کے ساتھ امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام حاکم نے حضرت براء والی روایت کی مختلف اسناد لانے میں توسع کیا ہے اور "زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ" کے الفاظ پر اتفاق ہوا ہے۔

امام دارمی نے اسے اپنی "سنن" میں، ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے "التراجم" کے الفاظ کے ساتھ اپنی "صحیح" کے اواخر میں اقتداء و یقین کے ساتھ تعلیق کی ہے جیسا کہ اسے حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" میں کئی سندوں سے ذکر کیا ہے، اسی طرح اسے امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھئے:

المستدرک (کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الفرقان، حدیث رقم ۳۴۰۰) ۲/ ۳۴۰ (باب فضائل القرآن)، سنن أبي داود ۱/ ۵۴۸ (کتاب الصلاۃ)، سنن نسائی ۱/ ۱۵۷ (کتاب الافتتاح باب تزیین القرآن بالصوت)، مسند الإمام أحمد ۴/ ۲۸۳، ۲۸۵، ۳۰۴، سنن ابن ماجه (ص: ۹۰ أبواب قیام شهر رمضان)، إحیاء علوم الدین ۱/ ۳۷۰.

۶۹. زَيِّنُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ. (۳۴۷)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ: اپنی آوازوں کو قرآن کریم (کی قرأت) کے ساتھ مزین کرو۔

امام حاکم نے اسے "المستدرک" ۱/۵۷۴ (فی فضائل القرآن) میں، امام عبدالرزاق نے "المصنف" ۲/۴۸۵ (کتاب الصلاۃ: باب حسن الصوت) میں ذکر کیا ہے۔ جب کہ امام طبرانی نے "المعجم" میں ان الفاظ کی ساتھ ذکر کیا ہے۔

"اَحْسِنُوْا اَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ."

"اپنی آوازوں کو قرآن کریم (کی قرأت) کے ساتھ محمد و کرو"

(س)

۷۰. اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰهِ، قَرِیْبٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ، بَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ، وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِنَ اللّٰهِ، وَقَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ وَ بَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ (۲۸۶)

ترجمہ: سخی اللہ تعالیٰ، لوگوں اور جنت کے قریب ہوتا ہے جب کہ آگ سے دور ہوتا ہے اور بخیل اللہ سے دور اور آگ کے قریب ہوتا ہے اور جنت سے بھی دور ہوتا ہے۔

اسے امام ترمذی نے، امام عقیلی نے "کتاب الضعفاء" میں، امام ابن حبان نے "روضة العقلاء" اور ابن عدی نے "الکامل" میں سعید بن محمد الوراق کے طریق سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے، اسے ہم سعید بن محمد کی سند کے علاوہ نہیں جانتے اور اس میں بھی مخالفت کی گئی ہے کہ یہ حدیث سعید بن محمد کی روایت کردہ ہے جسے اس نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ لیکن بلاشبہ یحییٰ بن سعید عن عائشہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسے مرسلاً روایت کیا گیا ہے۔

امام عقیلی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں، نہ یحییٰ کی سند سے، نہ کسی

اور کی سند سے۔ ابن جوزی اسے "الموضوعات" میں لائے ہیں اور امام سیوطی نے "اللآلی المصنوعة" میں اس کے کچھ دوسرے طرق ذکر کر کے ابن جوزی کا تعاقب کیا ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

سنن الترمذی ۳/ ۱۴۳ ، ضعفاء العقیلی (۱۵۴) ، روضة العقلاء (ص: ۲۴۶) ، الکامل لابن عدی ۲/ ۱۸۳ ، المعجم الأوسط للطبرانی ۱/ ۹۱ ، العلل لابن أبی حاتم ۲/ ۲۸۳ ، ۱۸۴ ، اللآلی المصنوعة للسیوطی ۲/ ۹۲ ، ۹۳ ، الفوائد المجموعة للشوکانی (ص: ۵۵) ، المقاصد الحسنة للسخاوی (۵۵۷) .

۷۱۔ سِيْرُوْا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ. (۳۱۶)

ترجمہ: چلو، غیر شادی شدہ لوگ سبقت لے گئے۔

مذکورہ الفاظ تو نہیں ہے لیکن امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" (ص: ۴۳۷) میں عثمان بن ابی العاص کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

سِيْرُوْا عَلٰى سَيْرِ أَضْعَفِكُمْ.

ترجمہ: جو تم میں سب سے زیادہ کمزور ہے اس کی چال کے مطابق چلو۔

اور کہا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ اسے میں نہیں جانتا جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(ش)

۷۲. شَرُّ النَّاسِ مَنْ أَكَلَ وَحْدَهُ، وَضَرَبَ عَبْدَهُ، وَمَنَعَ رِفْدَهُ. (۳۰۴)

ترجمہ: لوگوں میں سے سب سے برا وہ ہے جس نے اکیلا کھایا، اپنے غلام کو مارا اور اپنا عطیہ وخیرات روک لیا۔

اسے ابن حبان نے ''کتاب المجروحین'' ۱/۱۳۹ میں، ابن جوزی نے ''العلل المتناهية'' ۲/۲۸ میں ذکر کیا ہے جب کہ امام ذہبی اسے ''میزان الاعتدال'' ۱/۲۰۳ میں ابن وہب عن نافع ابن عمر کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں:

شِرَارُ النَّاسِ مَنْ نَزَلَ وَحْدَهُ، وَجَلَدَ عَبْدَهُ، وَمَنَعَ رِفْدَهُ

ترجمہ: لوگوں میں سب سے زیادہ بُرا وہ ہے جو اکیلا رہے، اپنے غلام کو کوڑے مارے اور اپنی خیرات وعطیہ روکے رکھے۔

۷۳. شَيَّبَتْنِي سُوْرَةُ هُوْدٍ. (۳۴۳)

ترجمہ: سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

اسے امام بزار نے اپنی ''مسند'' میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول (علیہ الصلوۃ والسلام) میں آپ کو بوڑھا ہوتا دیکھ رہا ہوں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

شَيَّبَتْنِي هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ، وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ (النبا) ''مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات اور سورہ عم یتساءلون (النبا) نے بوڑھا کر دیا ہے''

ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں محمد بن سیرین کے طریق سے، انہوں نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے، راوی عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام! آپ پر بڑھاپا جلدی طاری ہو رہا ہے۔ فرمایا:

شَيَّبَتْنِي هُوْدٌ، وَالْوَاقِعَةُ، وَأَخَوَاتُهَا.

WWW.NAFSEISLAM.COM

"مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ اور ان جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔"

اسے امام ترمذی نے، ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں شیبان کے طریق سے انہوں نے اعمش سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے، امام ترمذی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے اور اسے ہم صرف اسی سند کے ساتھ جانتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں، ابویعلی نے ابوالاحوص کے طریق سے اسے ذکر کیا ہے، ابوالاحوص نے ابواسحاق سے، انہوں نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے، راوی کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رسول آپ کا بڑھاپا کیسے ہے؟ فرمایا:

شَيَّبَنِي هُودٌ، والواقعة، والمُرسَلاتُ، وعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وإذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

"مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ عم یتساءلون (النبا) اور سورۂ اذا الشمس کورت (التکویر) نے بوڑھا کر دیا ہے۔"

امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں عطیہ کے طریق سے، انہوں نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام آپ پر بڑھاپا جلدی طاری ہو گیا ہے؟ تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

شَيَّبَنِي هُودٌ، وأخواتها، الواقعة، وعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وإذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ.

(ترجمہ گزر چکا ہے۔)

ابن سعد نے اسے اپنی "طبقات" میں، ابن عدی نے "الکامل" میں، ابن بشران نے "امالی" میں، ابوالقاسم الرقاشی کے طریق سے اور انہوں نے حضرت [illegible] سے روایت کیا ہے [illegible] نے حضرت عبداللہ بن عامر کے طریق سے روایت کیا ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ کیجئے:

كشف الخفاء للعجلوني (١٥٧٣)، المقاصد الحسنة للسخاوي (٦٠٢)، الجامع الكبير ٢/ ٢٦٦٧، أسنى المطالب (٧٩٧)، حلية الأولياء لأبي نعيم، تاريخ بغداد للخطيب ٣/ ٣٥، الدرر المنتشرة للسيوطي (٢٥٦)، سنن الترمذي (في تفسير سورة نمبر ٥٦)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۷۴۔ اَلشَّيْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ . (۳۱۵،۲۹۶)

ترجمہ: شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔

یہ مسند امام احمد بن حنبل ۱/۱۸، ۲۶ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث شریف کا ایک حصہ ہے اور مکمل روایت یوں ہے:

اِسْتَوْصُوْا بِاَصْحَابِيْ خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكِذْبُ، حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَشْهَدُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ اَنْ يُسْاَلَهَا، فَمَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ بُحْبُحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ اَحَدُكُمْ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ .

ترجمہ "میرے صحابہ کے بارے بھلائی کی تاکید کیا کرو پھر ان کے بارے جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تابعین) پھر ان کے بارے جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ (تبع تابعین) پھر اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا یہاں تک کہ آدمی بغیر مطالبہ شہادت کے گواہی دے گا۔ پس تم میں جو (جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے) تو جماعت کو لازم پکڑے۔ بلاشبہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔ تم میں کوئی آدمی بھی کسی عورت کے ساتھ خلوت نہیں کرتا مگر ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ پس جسے ان کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی اس کے لئے باعث تکلیف ہو پس وہی مومن ہے۔"

اسے امام احمد بن حنبل نے عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے اپنے والد سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

مَنْ مَاتَ وَلَيْسَتْ عَلَيْهِ طَاعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً

"جو آدمی اس حال میں مرے کہ اس نے اطاعت کو لازم نہ پکڑا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اور اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

إِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ

مسند احمد (۴۳۶/۳) اور المستدرک للحاکم (۵۵۵/۴) میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

اِلْزَمُوْا هٰذِهِ الطَّاعَةَ وَالْجَمَاعَةَ ..... وَإِنْ مَا تُكْرَهُوْنَ فِي الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِمَّا تُحِبُّوْنَ فِي الْفُرْقَةِ .....

اس اطاعت اور جماعت کو لازم پکڑو ..... بلاشبہ جس چیز کو تم جماعت میں ناپسند کرتے ہو وہ اس سے بہتر ہے جسے تم کسی فرقہ (گروہ) میں پسند کرتے ہو ..... الخ)

امام حاکم نے اسے امام بخاری و امام مسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔

۷۵۔ اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ أُمَّتِهٖ. (۴۶)

ترجمہ: شیخ کا اپنی قوم میں وہی مقام ہوتا ہے جو کسی نبی کا اپنی امت میں ہوتا ہے۔

ابن حبان نے اسے کتاب الضعفاء میں، خلیلی نے اپنی "مشیخہ" میں، ابن نجار نے اپنی "تاریخ" میں ذکر کیا ہے اور ان تمام نے احمد بن یعقوب قرشی جرجانی اموی کے طریق سے، انہوں نے عبدالملک القناطری سے، انہوں نے اسماعیل سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے رافع سے، انہوں نے ابورافع سے روایت کیا ہے۔

ابن حبان نے اسے عبداللہ بن عمر بن غانم افریقی کے حالات میں ذکر کیا ہے۔ اور اس نے مالک سے، اس نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

امام شوکانی [illegible] میں کہتے ہیں کہ یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ کسی اہل علم کی کہی ہوئی بات ہے اور بعض حضرات نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

اَلشَّيْخُ فِيْ جَمَاعَةٍ كَالنَّبِيِّ فِيْ قَوْمِهٖ، يَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ عِلْمِهٖ وَيَتَأَدَّبُوْنَ مِنْ أَدَبِهٖ

ترجمہ "شیخ کامل اپنی جماعت میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی قوم میں۔ لوگ اس کے علم سے سیکھتے ہیں اور اس کے ادب سے ادب حاصل کرتے ہیں۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں، محمد بن عبدالملک القناطری کے تعارف میں اسے ذکر کیا ہے کہ اس نے اپنے باپ سے، اس نے رافع سے باطل حدیث روایت کی ہے۔

اَلشَّیْخُ فِیْ اَھْلِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔

ترجمہ: شیخ اپنے اہل وعیال میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی قوم میں۔

اسے (عبدالملک القناطری کو) قناطری اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ قناطیر یعنی اہار جھوٹ بولتا تھا۔

امام ابن حجر عسقلانی "لسان المیزان" میں فرماتے ہیں کہ امام عقیلی فرماتے ہیں۔ طبرانی کی حدیث کو صخر حاجب نامی شخص نے گھڑا ہے اور اس نے یہ حدیث گھڑی

اَلشَّیْخُ فِیْ اَھْلِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

"بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ فَاِنَّ تَبْجِیْلَ الْمَشَائِخِ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، فَمَنْ لَمْ یُبَجِّلْھُمْ فَلَیْسَ مِنَّا۔"

بزرگوں کی تعظیم کیا کرو، بلاشبہ مشائخ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے اجلال میں سے ہے پس جو ان کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں۔

امام سخاوی "المقاصد الحسنۃ" میں فرماتے ہیں کہ مذکورہ تمام روایات سے بھی زیادہ صحیح روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ فِیْ سِنِّہٖ مَنْ یُکْرِمُہٗ۔

"کسی نوجوان نے کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے تعظیم نہ کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں کسی کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس کی تعظیم کرتا ہے۔"

امام ترمذی نے اسے اپنی "سنن" میں ذکر کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔

امام شیرازی نے "الالقاب" میں، ابن حبان نے "کتاب الضعفاء" میں، امام دیلمی نے "مسند الفردوس" میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"اَلشَّیْخُ فِیْ بَیْتِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ قَوْمِہٖ۔"

"شیخ کامل اپنے گھر میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی قوم میں۔"

امام سیوطی اسے "الجامع الصغیر" میں لائے ہیں اور اسے ضعیف قرار دیا ہے، ملا علی قاری "الاسرار المرفوعة" میں رقمطراز ہیں: مذکورہ روایت کو معنی کے اعتبار سے صحیح حدیث تقویت دیتی ہے۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ.

"علماء انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (سورۃ النحل: ۴۳)

"اہل علم سے سوال کیا کرو اگر تم نہ جانتے ہو۔"

حوالہ کے لئے دیکھئے:

المقاصد الحسنة للسخاوی (۶۰۹)، تمییز الطیب من الخبیث (۷۶۲)، کشف الخفا للعجلونی (۱۵۷۶)، الأسرار المرفوعة لعلی القاری (۴۵۳)، أحادیث القصاص (۴۴)، تنزیه الشریعة ۲/ ۳۰۷، الفوائد المجموعة للشوکانی (۱۲)، أسنی المطالب (۸۰۸)، میزان الاعتدال للذهبی ۳/ ۲۳۲، الموضوعات لابن الجوزی ۱/ ۱۸۳، اللآلی المصنوعة للسیوطی ۱/ ۱۵۳، الجامع الصغیر للسیوطی (۴۹۶۹)، فیض القدیر للمناوی ۳/ ۱۸۵، الدرر المنتثرة للسیوطی (۲۶۶)، کنوز الحقائق (۷۶)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(ص)

۷۶. صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَخَدَمْتُهُ ، فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ أُفٍّ قَطُّ ، وَمَا قَالَ بِشَيْءٍ فَعَلْتُ ، لِمَ فَعَلْتَ كَذَا؟ وَلَا بِشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ ، لِمَ لَا فَعَلْتَ كَذَا؟

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس سال صحبت اختیار کی اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت کی۔ قسم بخدا! مجھے آج تک آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اُف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی چیز کے بارے جسے میں نے کیا آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ یہ تو نے کیوں کیا؟ اور نہ ہی وہ کام جسے میں نے نہیں کیا، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہیں کیا؟۔

اسے امام مسلم نے اپنی "صحیح" ۷/۷۵ (کتاب الفضائل : باب کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن الناس خلقا) میں اور امام ترمذی نے اپنی "جامع" ۳/۳۱ (ابواب البر والصلۃ : باب ماجاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اور الشمائل المحمدیہ (حدیث ۳۳۰) باب تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذکر کیا ہے۔

۷۷. اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (۲۶۲)

ترجمہ: نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔

اسے امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۸/۹۸) میں ذکر کیا ہے۔

۷۸. اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ . (۳۲، ۲۷۹)

ترجمہ: روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں دوں گا۔

اسے امام مسلم نے اپنی صحیح "۳/۱۵۷ (کتاب الصیام) میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهٗ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهٗ لِيْ وَ أَنَا أَجْزِيْ بِهٖ .

ترجمہ: "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ رکھنا بلاشبہ یہ میرے لئے ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور اس کی جزا میں خود دوں گا۔"

مزید حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۸۰، شرح المواهب اللدنیة للزرقانی ۸/۹۸،
إحیاء العلوم ۱/۱۶۱ ، شرح صحیح مسلم للنووی ۸/۲۹.

(ط)

۷۹. طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (۱۲)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

یہ حدیث حضرت علی المرتضیٰ، ابن مسعود، انس، ابن عمر، ابن عباس، جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے، لیکن اس کے صحیح ہونے کے بارے اقوال و آراء کا اختلاف ہے۔ امام عراقی نے "تخریج الاحیاء" میں کہا ہے کہ بعض آئمہ کرام نے اسکی بعض اسناد کو صحیح قرار دیا ہے، امام بیہقی فرماتے ہیں اس کا متن مشہور ہے کہ لیکن سند ضعیف ہے اور تمام ضعیف طرق سے مروی ہے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس ضمن میں ہمارے نزدیک کوئی چیز ثابت نہیں ہے، امام [illegible] کہتے ہیں کہ جہاں تک اس کے معنی و مفہوم کا تعلق ہے تو وہ صحیح ہے۔

ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں کہ کوئی اگر [illegible] سے اس کی اسناد مروی نہیں ہے اور اسی طرح ابن جوزی نے "الموضوعات" میں کہا ہے [illegible] کہتے ہیں کہ یہ [illegible] سے اسکی کوئی اصل نہیں ہے، امام ابن قطان کہتے ہیں کہ اس طرح کی کوئی چیز صحیح نہیں، امام نووی نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں اسے باطل کہا ہے، امام زرکشی نے "اللآلی" میں کہا ہے کہ اس کے تمام طرق محل نظر ہیں اور سب سے عمدہ سند قتادہ و ثابت عن انس اور مجاہد عن ابن عمر کی ہے اور ابن عبدالبر "جامع بیان العلم و العلماء" میں کہتے ہیں کہ یہ کئی اسناد کے ساتھ مروی ہے لیکن وہ ساری معلول ہیں، حافظ جمال الدین مزی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے جو حسن کے رتبہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں اسے حسن قرار دیا ہے اور امام سخاوی نے "المقاصد

WWW.NAFSEISLAM.COM

الحسنہ" (ص: ۲۷۵) میں، ابن جوزی نے "العلل المتناهیہ" ۱/۶۳، ۶۶ اور ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ ۱/۲۵۸ میں اس کے بارے بڑی طویل بحث کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے اپنی "سنن" میں کثیر بن شنظیر کے طریق سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے انس بن مالک سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ، وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ.

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل لوگوں کو علم دینے والا اس شخص کی مانند ہے جو خنزیر کو جواہر، موتی اور سونا پہناتا ہے۔"

حوالہ کے لئے رجوع کریں:

سنن ابن ماجہ ۱/۸۱ (باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)، مجمع الزوائد للهيثمي ۱/۱۱۹، ۱۲۰، ۳/۹۱، جامع بيان العلم للقرطبي ۱/۷، تاريخ بغداد للخطيب ۱/۳۰، ۴۰۷، ۳/۱۵۶، ۵/۲۰۴، ۶/۳۸۶، المعجم الكبير للطبراني ۱۰/۲۳۰، المعجم الصغير ۱/۹۳، الجامع الكبير للسيوطي ۲/۲۹۲۵ (حديث: ۵۲۶۳، ۵۲۶۵، ۵۲۶۷)، تاريخ دمشق لابن عساكر ۱/۲۳۸، المقاصد الحسنة للسخاوي (۶۶۰)، كشف الخفا للعجلوني (۱۲۶۵)، أسنى المطالب (۸۵۹)، تمييز الطيب من الخبيث (حديث: ۸۲۳)، الموضوعات لابن الجوزي ۱/۲۱۵، الفوائد المجموعة للشوكاني (ص: ۳۷۲)، الجامع الأزهر للمناوي ۳/۱۰۰، الغمار على اللمار للسيوطي، الدرر المنتثرة للسيوطي (حديث: ۲۸۳)، التذكرة للزركشي (ص: ۴۳)، فيض القدير للمناوي ۴/۲۶۷، تذكرة الموضوعات للحافظ محمد بن طاهر المقدسي (حديث: ۵۰۸)، الفقيه والمتفقه للخطيب ۱/۳۴، تاريخ جرجان للسهمي (ص: ۲۷۵) اخبار أصبهان لأبي نعيم ۲/۵۲، المطالب العالية ۳/۱۳۰، ميزان الاعتدال ۲/۹۵، تنزيه الشريعة لابن عراق ۱/۲۵۸، نظم المتناثر من الحديث المتواتر للكتاني (حديث: ۲)، لسان الميزان للعسقلاني ۳/۲۵، كتاب

المجروحين لابن حبان ۱/۱۴۱، اللآلي المصنوعة للسيوطي ۱/۱۹۳، العلل المتناهية لابن الجوزي (حديث: ۵۰ تا ۷۴)، إحياء العلوم للغزالي ۱/۱۶، مسند الشهاب للقضاعي ۱/۱۳۵ (حديث: ۱۳۰).

(ع)

۸۰. عَرَفْتَ فَالْزَمْ، قَالَهَا ثَلَاثًا.

ترجمہ: تو نے عرفان حق حاصل کر لیا ہے پس اسے لازم پکڑ۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

یہ اس حدیث کا جز ہے جسے امام بزار اور ابن ابی شیبہ نے یوسف بن عطیہ کے طریق سے، انہوں نے حضرت ثابت سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ مکمل حدیث یوں ہے:

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذَا اسْتَقْبَلَهُ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ حَارِثَةُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ؟ قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: انْظُرْ مَا تَقُوْلُ يَا حَارِثَةُ، إِنَّ لِكُلِّ حَقٍّ حَقِيْقَةً، فَمَا حَقِيْقَةُ إِيْمَانِكَ؟ فَقَالَ: عَزَفَتْ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا، فَاسْتَوَى عِنْدِي حَجَرُهَا وَذَهَبُهَا وَمَدَرُهَا وَمِدَرُهَا، فَأَسْهَرْتُ لَيْلِي وَأَظْمَأْتُ نَهَارِي، حَتّٰى صِرْتُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى أَهْلِ النَّارِ يَتَصَارَخُوْنَ فِيْهَا، وَفِي رِوَايَةٍ: يَتَغَامَرُوْنَ فِيْهَا، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: عَرَفْتَ فَالْزَمْ، قَالَهَا ثَلَاثًا.

ترجمہ: ''ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ انصاری

جوان حارثہ راستے میں ملا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا، اے حارثہ تو نے صبح کس حال میں کی؟ عرض کیا میں نے حقیقی مومن ہونے کی حالت میں صبح کی، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے حارثہ! تو دیکھ کیا کہہ رہا ہے؟ کیونکہ ہر حق کی حقیقت ہوا کرتی ہے؟ تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا میں نے اپنے آپ کو دنیا سے علیحدہ کر لیا ہے۔ پس میرے نزدیک اس کے پتھر اور سونا، چاندی اور مٹی برابر (ہو گئے) ہیں پس میں راتوں کو جاگا۔ دن پیاس کی حالت میں گزارا یہاں تک کہ (میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ) میں اپنے پروردگار کے عرش کو اپنی آنکھوں کے سامنے عیاں دیکھ رہا ہوں اور اہل جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور اہل دوزخ کو باہم جھگڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ دوزخیوں کو آگ میں اڈتے ہوئے دیکھ رہا ہوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے حقیقت ایمان کو پالیا ہے پس اسے لازم پکڑ۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔

حوالہ کے لئے دیکھئے:

مجمع الزوائد للهيثمي ۱/۵۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۳/۱، مسند البزار (۳۲)، كتاب اللمع للسراج الطوسي (ص: ۱۶۲)، إحياء العلوم للغزالي ۴/۱۵۷، أسد الغابة ۱/۳۵۵، (ترجمة أبي عبدالله حارثه بن النعمان الأنصاري رضي الله عنه)

۸۱. اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ (۳۴۷)

ترجمہ: آنکھیں (بھی) مرتکب زنا ہوتی ہیں۔

یہ الفاظ من وعن تو نہیں ملے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَزِنَى الْيَدِ الْبَطْشُ، وَزِنَى الرِّجْلَيْنِ الْمَشْيُ، وَإِنَّمَا يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُ عَنْهُ الْفَرْجُ.

"آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے اور زبان کا زنا گفتگو (یا وہ گوئی)، ہاتھ کا زنا دست درازی اور ٹانگوں کا زنا (برائی کی طرف) چل کر جانا ہے اور بلا شبہ شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

اس حدیث شریف کو امام احمد نے اپنی "مسند" ۱/۴۰۲ میں، امام بخاری نے اپنی "صحیح" (حدیث: ۶۲۴۳، ۶۶۱۲) میں، امام مسلم نے اپنی "صحیح" (حدیث ۲۶۵۷) میں، ابوداؤد نے اپنی "سنن" (حدیث: ۲۱۴۸) میں، امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (حدیث: ۱۰۳۰۳) میں، امام ابو یعلی نے اپنی "مسند" ۲/۳۳۹ میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء ۸/۹۸ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے، جبکہ امام ترمذی نے اپنی سنن (حدیث ۲۹۳۷) میں ابوموسیٰ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ (ہر آنکھ مرتکب گناہ ہوتی ہے۔)

اسی طرح امام دارمی نے اپنی "سنن" (حدیث: ۲۶۳۹) میں روایت کیا ہے۔

۸۲۔ عَلَيْكُمْ بِلِبَاسِ الصُّوفِ، تَجِدُونَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ فِي قُلُوبِكُمْ. (۵۵)

ترجمہ: صوف کا لباس اختیار کرو اپنے دلوں میں ایمان کی حلاوت پاؤ گے۔

ابن عدی نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ فَلْيَلْبَسِ الصُّوفَ.

جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ ایمان کی حلاوت پائے تو اسے چاہیے کہ صوف کا لباس زیب تن کرے۔

اور خطیب نے ابوامامہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

عَلَيْكُمْ بِلِبَاسِ الصُّوفِ، تُعْرَفُونَ بِهِ فِي الْآخِرَةِ.

"لباس صوف پہنا کرو، آخرت میں تم اسی سے پہچانے جاؤ گے۔"

امام شوکانی نے "الفوائد المجموعة" (ص ۱۹۲، کتاب اللباس) میں کہا ہے کہ اس کی کئی اسناد اور الفاظ ہیں جو صحیح نہیں اور ابن جوزی نے تین روایات ذکر کی ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(ف)

۸۳. اَلْفَقْرُ عِزٌّ لِاَهْلِهٖ . (۲۰)

ترجمہ: فقر اہل فقر کے لئے باعث عزت ہے۔

امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" (ص: ۴۰۰) میں اور امام غزالی نے احیاء العلوم ۵/۳۵ میں اس مفہوم کی کئی روایات ذکر کی ہیں اور ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

اَلْفَقْرُ اَزْيَنُ بِالْمُؤْمِنِ مِنَ الْعِذَارِ الْحَسَنِ .

"فقر مومن کے لئے حسین رخسار سے بھی زیادہ زینت بخش ہے۔"

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا الْفَقْرُ .

"دنیا میں مومن کے لئے تحفہ فقر ہے۔"

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَ بِهٖ اَفْتَخِرُ .

"فقر میرا سرمایۂ افتخار ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں۔"

(ق)

۸۴. قَدْ خَبَأْنَا لَكَ حَيْسًا (۲۷۹)

ترجمہ: ہم نے آپ کے لئے حیس چھپا رکھا ہوا ہے۔

(کھجور، گھی اور ستو سے تیار کئے ہوئے کھانے کو حیس کہتے ہیں۔)

یہ امام مسلم کی روایت کردہ حدیث (کتاب الصوم، باب جواز الصوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال) کا جز ہے جو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کی ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: يَا عَائِشَةُ اَهَلْ

عِنْدَكُمْ شَيْءٌ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ ، قَالَ : فَإِنِّي صَائِمٌ ، ثُمَّ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ ، أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ ، قَالَتْ : فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ ، أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ ، وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا ، قَالَ مَا هُوَ ؟ قُلْتُ : حَيْسًا ، قَالَ : هَاتِيهِ ، فَجِئْتُ بِهِ ، فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ : قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا.

ترجمہ: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عائشہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر میں روزہ سے ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، پھر ہمارے پاس کچھ ہدیہ آیا، کچھ مہمان آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے پاس کچھ ہدیہ آیا اور میں نے اس میں سے کچھ آپ کے لئے چھپا کر رکھا ہے، فرمایا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ حیس ہے، آپ نے فرمایا اسے لے آؤ، میں اس کو لے کر آئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے تناول فرمایا پھر فرمایا میں تو روزہ دار ہو گیا تھا۔

۸۵. قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي فَعُمَرُ . (۵۸)

ترجمہ: پہلی امتوں میں (بعض) محدث (الہام والے) ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی (محدث) ہوگا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح (۳/۱۳۴۹، فضائل الصحابة : باب فضل عمر رضی اللہ عنہ) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے، امام تبریزی نے "مشکوۃ المصابیح" ۳/۱۷۰۴ میں اور امام سراج طوسی نے کتاب اللمع (ص: ۱۳۵) میں ذکر کیا ہے۔

(ک)

۸۶. كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا. (۴۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ فقر و تنگدستی کفر (میں داخل) ہو جائے۔

اسے امام احمد بن منیع نے یزید الرقاشی کے طریق سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، امام ابو مسلم الکشی نے اپنی ''سنن'' میں، امام طبرانی نے عمرو بن عثمان الکلابی سے، اس نے عیسیٰ بن یونس سے، انہوں نے سلیمان تیمی سے، انہوں نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے ''الجامع الصغیر'' میں لائے ہیں اور امام ابو نعیم (حلیۃ الأولیاء) کی طرف منسوب کیا ہے، امام قضاعی نے ''مسند الشہاب'' میں اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا، وَ كَادَ الْحَسَدُ أَنْ يَسْبِقَ الْقَدَرَ.

''قریب ہے کہ فقر و تنگدستی کفر (میں داخل) ہو جائے اور حسد قضاء و قدر پر سبقت لے جائے۔''

امام زرکشی نے اسے ''التذکرۃ'' میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی شاہد روایات وہ ہیں جنہیں امام نسائی اور امام ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں ابو الہیثم کے طریق سے، انہوں نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہِ صمدیت میں عرض کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَ الْفَقْرِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَ يُعْتَدَلَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

''اے اللہ جل شانہٗ! میں کفر اور فقر و تنگدستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں۔''

امام بیہقی نے اسے ''شعب الایمان'' (۴۳) میں اور ابن عدی نے ''الکامل'' میں یحییٰ بن یمان کے طریق سے، انہوں نے ثوری سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے یزید الرقاشی سے انہوں نے حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

امام طبرانی نے اسے ''المعجم الاوسط'' میں عمرو بن عثمان الکلابی سے، انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے، انہوں نے سلیمان التیمی سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام سخاوی نے ''المقاصد الحسنة'' میں اس کی تمام اسناد کو ضعیف کہا ہے، امام عراقی نے ''المغنی عن حمل الأسفار فی الأسفار'' میں یزید کو ضعیف قرار دیا ہے، امام طبرانی نے ''المعجم الأوسط'' میں ایک اور سند سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

کَادَتِ الْحَاجَةُ اَنْ تَکُوْنَ کُفْرًا

''قریب ہے کہ ضرورت کفر (میں داخل) ہو جائے۔''

اس میں بھی ضعف ہے۔ امام ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں کہا ہے کہ طبرانی کی اسناد میں عمرو بن عثمان الکلابی کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور وہ متروک ہے۔

حوالہ کے لئے ملاحظہ کریں:

المقاصد الحسنة للسخاوی (۷۸۹)، تمییز الطیب من الخبیث (۹۷۵)، کشف الخفا للعجلونی (۱۹۱۹)، الجامع الصغیر للسیوطی (۲۱۹۹)، حلیة الأولیاء لأبی نعیم ۳/۵۳، ۸/۳۰۹، ۲۵۳، الجامع الکبیر ۱۳/۴۱۳، أسنی المطالب (۱۰۲۷)، مسند الشهاب للقضاعی (۶۰۰)، العلل علی الحمار للسمهودی (۱۹۰)، الدرر المنتثرة للسیوطی (۳۲۲)، فیض القدیر للمناوی ۲/۵۴۲، تاریخ أصبهان لأبی نعیم ۱/۲۹۰، المعجم الأوسط للطبرانی (۲۷۳)، شعب الإیمان للبیهقی (۸۲۲۸)، العلل المتناهیة (۳۹۲)، المغنی عن حمل الأسفار للعراقی ۴/۱۸۳، مجمع الزوائد و منبع الفوائد للهیثمی ۸/۷۸۔

۸۷. کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَ فِیْ جَوْفِهٖ اُزِیْزٌ کَاُزِیْزِ الْمِرْجَلِ. (۲۶۲)

ترجمہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بطن انور

سے اس طرح آواز آتی تھی جس طرح ہنڈیا کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔

اسے امام ترمذی نے "الشمائل المحمدیہ" (حدیث: ۳۰۷، باب ما جاء فی بکاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم) میں مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے انہوں نے اپنے والد سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بطن مبارک کے اندر سے اس طرح کی آواز آ رہی تھی جس طرح ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔"

ابن اثیر نے اسے النہایۃ فی غریب الحدیث ۳۱۵/۴ (تحت المادۃ: رجل) میں لائے ہیں۔

۸۸. كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ الصُّوْفَ وَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ. (۳۸)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس زیب تن فرماتے اور گدھے پر سواری کرتے تھے۔

مذکورہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن امام ترمذی نے الشمائل المحمدیہ (حدیث: ۳۱۷، باب تواضع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرْضٰى وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ، وَكَانَ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيْفٍ، وَعَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ.

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریضوں کی تیمارداری کرتے، جنازوں میں شامل ہوتے، گدھے پر سواری کرتے اور غلام کی التجا کو قبول فرماتے تھے اور بنی قریظہ

کے دن آپ علیہ الصلوۃ والسلام نکیل والے گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی اور اس پر زین بھی کھجور کے پتوں سے تیار کردہ تھی۔"

۸۹. كَلَامٌ حَسَنٌ وَقَبِيحُهُ قَبِيحٌ. (۳۴۶)

ترجمہ: (شعر ایک) ایسا کلام ہے جس کا اچھا کلام اچھا اور برا کلام برا ہوتا ہے۔

ابن جوزی نے اسے "العلل المتناهية" ۱/۱۳۹ میں عروۃ کے طریق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّعْرِ، فَقَالَ: كَلَامٌ حَسَنٌ وَقَبِيحُهُ قَبِيحٌ.

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شعر کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ شعر ایک ایسا کلام ہوتا ہے جس کا اچھا کلام اچھا اور برا کلام برا ہوتا ہے۔"

امام شافعی نے عروۃ سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے جیسا کہ "مشكاة المصابيح" (ص ۴۱۱) میں ہے امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۸/۱۳۲ میں کہا ہے کہ اسے امام ابو یعلی نے نقل کیا ہے اور اس میں عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان ہیں جن کی ایک جماعت نے توثیق کی ہے (ثقہ کہا ہے) لیکن ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جب کہ اس کے بقیہ راوی صحیح کے راویوں کی طرح ہیں۔ امام نووی "الاذكار" میں کہتے ہیں: "مسند ابو یعلی" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسناد حسن کے ساتھ مروی ہے اور امام بیہقی نے "السنن الكبرى" ۱۰/۲۳۹ میں ابو یعلی کے طریق سے روایت کیا اور کہا ہے کہ ایک جماعت نے اسے موصول قرار دیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً مروی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۹۰. كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي. (۳۱۵)

ترجمہ: ہر وسیلہ اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے وسیلہ اور نسب کے۔

یہ اس طویل حدیث کا جز ہے جسے امام شوکانی "الفوائد المجموعة" (ص ۳۲۱) میں لائے ہیں، مکمل حدیث یوں ہے:

إِنَّ كُلَّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي وَسَبَبِي، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا نَسَبُكَ؟ فَقَالَ: الْعَرَبُ، قَالَ: فَمَا سَبَبُكَ؟ قَالَ:

اَلْمَوَالِيْ ، يَحِلُّ لَهُمْ مَايَحِلُّ لِيْ ، وَيَحْرُمُ عَلَيْهِمْ مَايَحْرُمُ عَلَيَّ ، إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَلَّا أَخْرُجَ فِيْ سَرِيَّةٍ إِلَّا وَيَمْشِيْ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيمَنَ الْمَوَالِيْ ، فَإِنَّ لَمْ يَكُنْ فَالنَّاسُ فِدَامٌ لَا خَيْرَ فِيْهِمْ ، يَاسَلْمَانُ لَيْسَ لَكَ أَنْ تَنْكِحَ نِسَاءَهُمْ ، وَلَا تَأْمُرَهُمْ ، إِنَّمَا أَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ ، وَهُمُ الْأَئِمَّةُ ، وَلَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَلِمَ أَنَّ شَجَرَةً خَيْرٌ مِنْ شَجَرَتِيْ لَأَخَّرَنِيْ مِنْهَا ، وَهِيَ شَجَرَةُ الْعَرَبِ ."

"بلاشبہ ہر نسب اور وسیلہ منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نسب اور وسیلے کے، تو ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا آپ کا نسب کیا ہے؟ فرمایا عرب، اس نے پوچھا تو آپ کا سبب کیا ہے؟ فرمایا موالی، جو میرے لیے حلال ہے وہ ان کے لئے بھی حلال ہے اور جو میرے اوپر حرام ہے وہ ان پر بھی حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں کسی سریہ میں نہ نکلوں مگر یہ کہ عرب سے ایک آدمی میرا دست راست ہو، اگر وہ نہ ہو تو پھر موالی سے، اگر وہ بھی نہ ہو تو پس لوگ تو ایسی جماعت ہیں جس میں کوئی بھلائی نہیں، اے سلمان! تیرے لئے روا نہیں کہ تو ان کی عورتوں سے نکاح کرے اور انہیں حکم دے، بلاشبہ تم وزیر ہو اور وہ امام ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں میرے شجرۂ نسب سے کوئی بہتر شجرہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اُسی سے پیدا فرماتا اور وہ (یعنی سب سے بہتر شجرہ نسب) عرب ہے۔"

امام شوکانی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں خالد بن مصعب متروک راوی ہے اور وہ ثقہ بھی نہیں، امام سیوطی نے "اللآلی المصنوعة" میں کہا ہے کہ اس کے لئے امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، ابن عدی "الکامل" میں کہتے ہیں کہ خالد بن مصعب ان راویوں سے ہیں جن کی حدیث کو لکھا جاتا ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھئے:

السنن الكبرى للبيهقي ۷/ ۶۴ (كتاب النكاح : باب الأنساب كلها منقطعة إلا نسبه صلى الله عليه وآله وسلم) وعلل الدار قطني ۲/ ۱۹۰ (حديث : ۲۱۱)

۹۱. كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ (۱۱)

ترجمہ: ہر چیز جس کے لئے پیدا کی گئی ہے اس کے لیے اُسے آسان کر دیا گیا ہے۔

اسے امام مسلم نے اپنی صحیح ۸/۴۸ (باب: کل عامل میسر لعمله) میں مصعب بن سعد کے طریق سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ.

"عمل کرو، کیونکہ ہر چیز جس کے لئے پیدا کی گئی ہے اس کے لئے اسے آسان کر دیا گیا ہے۔"

امام سیوطی اسے "الجامع الصغیر" ۲/۹۳ میں، امام غزالی "احیاء العلوم" ۴/۳۴۳ میں، امام قضاعی "مسند الشهاب" ۱/۳۹۳ (۶۴۱) میں لائے ہیں۔ ابن ابی عاصم نے "السنة" (۱۷۳) میں اس کے مفہوم میں ابو حنیفہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اگرچہ اس روایت میں نقاد محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے لیکن یہ اپنی بکثرت شاہد روایات کے باعث صحیح ہے۔ ایک اور حدیث جو ابو حمید الساعدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُجْمِلُوْا فِيْ طَلَبِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ مِنْهَا.

"دنیا کو عمدہ طریقے سے طلب کیا کرو، کیونکہ ہر چیز جس کیلئے پیدا کی گئی ہے اسے اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔"

اسے ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (۲۱۴۲) میں، ابن ابی عاصم نے "السنة" (۳۱۸) میں ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے اور ابن عباش اس میں ضعیف ہے کیونکہ وہ غیر شامیوں سے بھی دریافت کرتا ہے لیکن امام حاکم نے "المستدرک" ۴/۳۱۷، امام بیہقی نے "شعب الایمان" ۵/۲۶۳ میں ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ طریق امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے، اس کی سند میں عبد الملک بن سعید الانصاری ہے جس سے امام بخاری نے کوئی چیز روایت نہیں کی اور ابو نعیم الأصفهانی نے "حلیۃ الاولیاء" ۳/۲۶۵ میں ایک اور سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

۹۲. كُنْتُ فِيْ عِصَابَةٍ فِيْهَا ضُعَفَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَاَنَّ بَعْضَهُمْ يَسْتُرُ بَعْضًا مِنَ الْعُرْيِ، وَقَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا، وَنَحْنُ نَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِهِ،

WWW.NAFSEISLAM.COM

فَقَالَ : فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَآهُ الْقَارِيْ سَكَتَ، قَالَ : فَسَلَّمَ وَقَالَ : مَاذَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ ؟ قُلْنَا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِكَانَ قَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا، وَنَحْنُ نَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ ، قَالَ : ثُمَّ جَلَسَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ نَفْسَهٗ فِيْنَا، ثُمَّ قَالَ : بِيَدِهٖ هٰكَذَا ، فَتَحَلَّقَ الْقَوْمُ، فَلَمْ يُعْرَفْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَحَدٌ ، قَالَ : وَكَانُوْا ضُعَفَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا صَعَالِيْكَ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالْفَوْزِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِكُمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ، كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسَ مِئَةِ عَامٍ

(رَوَاهُ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) (۳۴۳)

ترجمہ: میں مہاجرین فقراء کے ایک گروہ میں تھا اور وہ مہاجرین اپنے جسم کے اعضاء کو ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھ کر چھپاتے تھے تاکہ ننگے نہ ہوں۔ ایک قاری ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا اور ہم اس کی قراءت کو غور سے سن رہے تھے راوی کہتے ہیں: تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے یہاں تک کہ ہماری مجلس کے قریب آ کر ٹھہر گئے۔ جب قاری نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا تو خاموش ہو گیا راوی کہتے ہیں: تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قاری ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا اور ہم اس کی قرأت غور سے سن رہے تھے تو حضور علیہ الصلوۃ

والسلام نے کہا: الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے میری امت میں ایسا گروہ پیدا کیا ہے جس کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے، راوی کہتے ہیں: پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے درمیان بیٹھ گئے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس طرح، پس لوگوں نے (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردگرد) حلقہ بنالیا اور اس میں کوئی ناواقف آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ اس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فقراء مہاجرین سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہیں قیامت کے دن اے قریش مہاجرو! مکمل کامیابی کی خوشخبری ہو کہ تم اپنے مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جاؤ گے اور وہ نصف دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔ (اس روایت کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے)

اسی مفہوم کی ایک حدیث امام دارمی نے "اپنی سنن" میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَحَلْقَةٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ، إِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ إِلَيْهِمْ، فَقُمْتُ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرُوْا فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ، فَإِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِيْنَ عَامًا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَلْوَانَهُمْ اصْفَرَّتْ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ أَوْ مِنْهُمْ (مشکاۃ المصابیح ۳/۱۳۴۰، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء)

"راوی کہتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور مہاجرین کا گروہ بھی فرد فرد تھا۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے، پس میں بھی اٹھ کر ان کی طرف چل پڑا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین کو ان کے لئے فرحت وانبساط کا باعث بننے والی چیز کی خوشخبری دی جائے بلاشبہ وہ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں دیکھا کہ اُن کے رنگ کھل گئے عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں: یہاں تک

کہ میں نے تمنا کی کاش کہ میں انبی میں سے یا ان کے ساتھ ہوتا۔"

۹۳. كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ ؟ قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا (۳۰)

ترجمہ: اے حارثہ! تو نے صبح کس کیفیت میں کی ہے؟ عرض کیا میں نے حقیقی مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے۔

اس کی تخریج حدیث نمبر ۸۰ کے تحت گذر چکی ہے۔

.....

(ل)

۹۴. لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

(۱۵۱، ۲۴۴، ۲۶۰، ۲۹۱)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری حمد و ثناء کو اس طرح بیان نہیں کر سکتا جس طرح تو نے خود اپنی ذات کی حمد و ثنا فرمائی ہے۔

یہ امام مسلم کی "صحیح" (۱/۳۵۲ (کتاب الصلاۃ: باب ما یقال فی الرکوع والسجود، حدیث: ۴۸۶) میں روایت کردہ حدیث کا جزء ہے مکمل الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

ترجمہ "اے اللہ جل شانہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری ثناء کما حقہ ادا نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی ذات کی ثناء و تعریف فرمائی ہے۔"

اسی طرح امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" (۱/۵۴۷، کتاب الصلاۃ: باب الدعاء فی الرکوع

والسجود حدیث:۸۷۹) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام مسلم کی صحیح میں روایت کردہ حدیث کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، امام بیہقی نے اپنی "سنن" (۱/۳۷۳، کتاب الصلوۃ: باب ماجاء فی القنوت فی الوتر: حدیث:۱۷۰۹) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ آخِرِ وِتْرِهِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ.... الخ

"کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وتروں کی آخری رکعت میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔"

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ.... الخ

اسی طرح اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" (۱/۹۶، ۱۱۸، ۱۵۰، ۶/۵۸، ۲۰۱) میں، امام مالک نے "الموطا" (۱/۱۶۷، باب ماجاء فی الدعاء) میں، امام غزالی نے إحیاء العلوم ۱/۳۰۹، ۳۱۲/۴ میں، امام سیوطی نے الجامع الصغیر ۱/۵۹ میں سراج طوسی نے کتاب اللمع (ص:۱۱۳) ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِيْ سُجُوْدِهِ، أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ.... الخ

"کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجدوں میں یہ دعا مانگا کرتے تھے (اے اللہ!) میں تیری رضا کو تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری ذات کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں..... الخ۔"

۹۵. لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ، عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ (۱۵)

ترجمہ: میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی، تم سواد اعظم کو لازم پکڑو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسے امام احمد نے اپنی "مسند" میں، امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں اور ابو خیثمہ نے اپنی "تاریخ" میں ابو بصرۃ الغفاری سے مرفوعاً ان الفاظ روایت کیا ہے:

سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ فَأَعْطَانِيهَا.

"میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو، تو پروردگار عالم جل شانہ نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا۔"

امام ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں، امام حاکم نے "المستدرک" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَإِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ.

"بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور بے شک اللہ کا دست قدرت جماعت پر ہے۔ پس سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو بھی جماعت سے علیحدہ ہوا اسے آگ میں جھونک دیا جائے گا۔"

ابن ابی عاصم نے اسے "السنۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ میں مرفوعاً روایت کیا ہے:

إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ.

"بے شک میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔ پس جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو۔"

امام عجلونی اسے کشف الخفا ۱/۴۸۸ میں، امام عسقلانی "تلخیص الحبیر" ۳/۱۳۱ میں اور ملا علی قاری الأسرار المرفوعة (۱۶۳) میں لائے ہیں۔

۹۶. لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْخَيْرِ وَالْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ. (۱۴۶)

ترجمہ: میری امت کا (اکثریتی) گروہ بھلائی اور حق پر کاربند رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم

ہو جائے۔

امام ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنی ''مسند'' (۲۶۹۶) میں، امام دارمی نے اپنی ''سنن'' (۲۴۲۸) میں، امام حاکم نے ''المستدرک'' (۴۴۹/۴) میں اور امام بخاری نے اپنی صحیح ۱۲۵/۹ میں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ.

''میری امت کا ایک (اکثریتی) گروہ حق پر کاربند رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔''

امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ''التذیل علی المستدرک'' میں موافقت ظاہر کی ہے اور امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی ''مسند'' ۲۷۸/۵، ۲۷۹ میں، امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' (کتاب الأمارة: حدیث: ص ۱۹۲۰) میں، امام ترمذی نے اپنی ''جامع'' (۲۳۳۰) میں اور ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' (۱۰) میں بطریق ثوبان روایت کیا ہے جب کہ امام قضاعی اسے ''مسند الشہاب'' ۷۶/۲ (حدیث: ۹۱۳، ۹۱۴) میں لائے ہیں۔

۹۷. لَا تُضَيِّعِي الثَّوْبَ حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ. (۳۸)

ترجمہ: کپڑا ضائع نہ کرو جب تک کہ اس پر پیوند نہ لگ چکے ہوں۔

یہ اس حدیث کا جز ہے جسے مخلد بن یزید نے سعید بن عبدالعزیز کے طریق سے انہوں نے عروۃ بن رویم سے انہوں نے عروۃ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يُزَوِّجَنِيْكَ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ: لَا تَجْمَعِيْ طَعَامًا لِشَهْرٍ وَلَا تُضَيِّعِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ.

''کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جنت میں میں بھی آپ کے ساتھ رہوں، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا: مہینہ بھر کے لئے کھانا جمع نہ کیا کرو اور نہ ہی کپڑا ضائع کیا کرو یہاں تک کہ اُسے پیوند لگالو۔"

اسے ابن جوزی "العلل المتناهية" ۲۳۱/۲ میں لائے ہیں اور دار قطنی نے "العلل" ۷۴/۵، میں نقل کیا ہے، امام ترمذی نے اپنی "جامع" ۶۸/۳ میں، امام حاکم اور امام بیہقی نے اور امام ابو نعیم نے اخبار اصفهان ۸۹/۱ میں صالح بن حسان سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

إِنْ أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَيَكْفِيكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ ، وَ إِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ ، وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيهِ.

"اگر میرے ساتھ رہنے کا ارادہ ہے تو دنیا سے اتنا لے لو جتنا مسافر کا زادِ راہ ہوتا ہے اور مالداروں کی صحبت سے احتراز کرو اور کپڑے کو بوسیدہ (سمجھ کر) پھینک نہ دو حتی کہ اُسے پیوند نہ لگالو۔"

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے جسے ہم سوائے صالح کے طریق کے نہیں جانتے، امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" ۲۹۲/۲ میں صالح کے ترجمہ میں اسے ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

۹۸. لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (۹۸)

ترجمہ: نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی قوت ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے۔

اسے امام حاکم نے "المستدرک" ۵۴۲/۱ میں، امام سیوطی نے "الجامع الصغير" ۲۰۲/۲ میں، امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۹۸/۱۰ میں اور امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" ۳۱۷/۱ میں بشر بن رافع کے طریق سے انہوں نے ابن عجلان سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يَدْفَعُ عَنْ صَاحِبِهَا تِسْعَةً وَتِسْعِينَ دَاءً أَدْنَاهَا الْهَمُّ.

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کا ورد پڑھنے والے سے ننانوے بیماریاں دور کرتا

ہے اور ان میں سب سے اولیٰ (پیاری) تم والا وہ ہے۔"

۹۹۔ لَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَيَدًا وَفُؤَادًا وَلِسَانًا ، بِيْ يَسْمَعُ ، وَبِيْ يَنْطِقُ ، وَبِيْ يَتَكَلَّمُ ۔ (۲۲۹)

ترجمہ: میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے لئے سماعت، بصارت، ہاتھ، دل اور زبان بن جاتا ہوں، میرے ساتھ وہ سنتا ہے، میرے ساتھ وہ بولتا ہے اور میرے ساتھ وہ تصرف کرتا ہے۔

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

حوالہ کے لئے:

صحیح الجامع الصغیر مع فیض القدیر (۱۱/۲۱۳، رقم الحدیث بمعنہ: ۶۵۰۲)

۱۰۰۔ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُنَاسٌ عَلٰى صُوَرِ بَنِيْ آدَمَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) ۔ (۱۲۶)

ترجمہ: میری امت میں سے ہمیشہ ایسی آدمی صورت لوگ ہوں گے جو آدم علیہ السلام کے اخلاق پر ہوں گے۔

اسے ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں بطریق احمد بن الہیثم نے یزید بن ابی حبیب سے ابن مسعود سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

لَا يَزَالُ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ إِبْرَاهِيْمَ ، يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ، يُقَالُ لَهُمْ : الْأَبْدَالُ ، إِنَّهُمْ لَمْ يَدْرِكُوْا بِصَلَاةٍ وَلَا بِصَوْمٍ ، وَلَا بِصَدَقَةٍ ، قَالُوْا : بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَهِمْ يَدْرِكُوْنَهَا ؟ قَالَ : بِالسَّخَاءِ

"میری امت سے چالیس آدمی ایسے ہیں کے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے دل کی طرح ہوں گے، ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے مصائب دور کرے گا اور لوگ نماز، روزہ اور صدقہ کے سبب نہ پا سکیں گے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر لوگ انہیں کس طرح پائیں گے تو فرمایا کہ سخاوت کے ساتھ۔"

امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی مسند میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

أَلَا بُدَالُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثُوْنَ مِثْلَ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَام، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ، أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلاً.

"اس امت سے تیس ابدال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ہوں گے، جب (ان میں سے) کوئی ایک آدمی فوت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بدل دے گا۔"

مذکورہ روایت کو امام سیوطی انہی الفاظ کے ساتھ "الجامع الصغیر" میں لائے ہیں اور اسے امام احمد بن حنبل کی طرف سے منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اسے اپنی "مسند" میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے طریق سے ذکر کیا ہے اور اس کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام زرکشی نے "التذکرۃ" میں کہا ہے کہ یہ حسن ہے اور ابن مسعود والی روایت، جسے أبو نعیم نے "حلیۃ الأولیاء" میں ذکر کیا ہے، اس کی شاہد ہے۔ امام سیوطی کہتے ہیں: کہ اس حدیث کی بہت ساری شاہد روایات ہیں جسے میں نے "التعقبات علی الموضوعات" میں بیان کیا ہے۔ اور پھر انہیں علیحدہ ایک مستقل تالیف کی شکل دی ہے۔

حوالہ کے لئے:

مسند الإمام احمد بن حنبل ۱/۱۱۲، ۵/۳۳۲، المقاصد الحسنة للسخاوی (۸)، کشف الخفاء للعجلونی (۳۵)، الجامع الصغیر للسیوطی (۳۰۳۲)، فیض القدیر للمناوی ۳/۱۶۷، ۱۷۰، الدرر المنتثرة للسیوطی (۴۷۱)، التذکرة للزرکشی (ص: ۱۴۲)، الأسرار المرفوعة لعلی القاری (ص: ۴۸)

۱۰۱. لَنْ يَنْجُوَ أَحَدُكُمْ بِعَمَلِهِ قِيْلَ: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ؟ قَالَ : وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ. (۱۸۱، ۲۵۲۰)

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے عمل کے سبب نجات نہیں پاسکیگا، عرض کیا گیا اور نہ آپ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اور نہ میں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ دے۔

امام بخاری نے اسے اپنی "صحیح" (۲/۱۰۵ (کتاب المرضی) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا يُدْخِلُ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ ، قَالُوْا : وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا ، وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ.

"کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی آدمی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا عرض کیا اور نہ ہی آپ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اور نہ ہی میں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے رحمت و فضل کے ساتھ ڈھانپ لے۔ پس اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ اور تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ نیکوکار ہے تو ممکن ہے اس کی نیکی میں اضافہ ہو جائے اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ کر لے اور نیک کام کرنے لگے۔

اور اسی طرح امام بخاری نے اپنی "صحیح" ۸/۱۳۳ (کتاب الرقاق) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا ، فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ ، قَالُوْا : وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ وَلَا أَنَا ،

إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ

"نیک اعمال میں پختگی اختیار کرو اور قرب الٰہی حاصل کرو اور خوشخبری دو بلاشبہ کسی آدمی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کر سکتا، عرض کیا: اور نہ ہی آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: اور نہ میں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے مغفرت و رحمت کے ساتھ ڈھانپ دے۔"

اور امام مسلم نے اپنی "صحیح" (۴/۲۱۶۹ کتاب صفات المنافقین و أحکامهم : باب لن یدخل أحدا الجنة بعمله) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

لَنْ يُنجِيَ أَحَدًا مِنكُمْ عَمَلُه ..... الخ

"کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا ....."

اس طرح اس حدیث کو مختلف الفاظ و عبارات کے ساتھ روایت کیا ہے اور وہ ساری روایات معنی کے اعتبار سے ایک ہیں (حوالہ کے لئے مذکور باب کی حدیث نمبر ۱، سے حدیث نمبر ۸ تک کا مطالعہ کریں)

اسی طرح ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (کتاب الزهد : باب التوقی علی العمل ۲/۱۴۰۵، حدیث: ۴۲۱۰) میں روایت کیا ہے اور اس کے حسن الاسناد ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی طرح امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں، امام بزار نے اپنی "سنن" (۴/۳۰۵ باب لا ینجی أحد کم عمله) میں حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی "مسند" میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متقارب الفاظ کے ساتھ اور تھوڑے سے اضافے کے ساتھ پچیس مرتبہ روایت کیا ہے:

حوالہ کے لئے:

مسند الإمام أحمد بن حنبل ۲/ ۲۳۴، ۲۵۶، ۲۶۴

اور الرسائل القشیریة (ص: ۳۲)

۱۰۲. لَوْ عَرَفْتُمُ اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ لَمَشَيْتُمْ عَلَى الْبُحُورِ، وَزَالَتْ

بِدُعَائِكُمُ الْجِبَالُ (۲۳۵)

ترجمہ: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کا کما حقہ عرفان نصیب ہو جاتا تو تم سمندروں میں چلتے اور تمہاری دعا کے سبب پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے۔

حوالہ کے لئے:

حلیۃ الاولیاء ۸/۱۵۲، إتحاف السادۃ المتقین ۹/۴۷۶، کنز العمال ۳/۱۴۶، (حدیث: ۵۸۹۳)

۱۰۳. لَيْسَ الْإِيْمَانُ بِالتَّحَلِّيْ وَالتَّمَنِّيْ، وَلٰكِنْ مَا وَقَرَ بِهِ الْقُلُوْبُ، وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ (۳۳۶)

ترجمہ: ایمان مشابہت پیدا کرنے اور کسی جیسا بننے کی تمنا کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایمان وہ ہے جو دلوں میں قرار پکڑ لے اور عمل اس کی تصدیق کرے۔

ابن عدی نے اسے "الکامل فی ضعفاء الرجال" ۲/۲۲۹۰ میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

لَيْسَ الْإِيْمَانُ بِالتَّحَلِّيْ وَلَا بِالتَّمَنِّيْ، وَلٰكِنْ مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْأَعْمَالُ.

"ایمان نہ کسی کی مشابہت کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی کسی جیسا بننے کی تمنا کرنے سے بلکہ ایمان وہ ہے جو دلوں میں قرار پکڑ لے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔"

۱۰۴. لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ (۲۴۹، ۳۲۱)

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی معیت میں ایسا وقت بھی نصیب ہوتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتہ کی میرے ساتھ گنجائش ہوتی ہے اور نہ ہی کسی نبی مرسل کی۔

امام سخاوی "المقاصد الحسنة" (ص: ۳۵۶، حدیث: ۹۲۶) میں اسے لائے ہیں اور کہا ہے کہ صوفیاء اس کا اکثر حوالہ دیتے ہیں اور یہ رسالہ قشیریہ میں ان الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے:

لِيْ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ غَيْرُ رَبِّيْ.

"مجھے ایک خاص وقت نصیب ہوتا ہے جس میں پروردگار عالم جل شانہ کے علاوہ کسی اور کی میرے ساتھ گنجائش نہیں ہوتی۔"

اور یہ معنوی طور پر اس حدیث کے مشابہ ہے جسے امام ترمذی نے "الشمائل المحمدیہ" میں اور ابن راھویہ نے اپنی "مسند" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ذکر کیا ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتٰى مَنْزِلَهُ جَزَّأَ دُخُوْلَهُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ، جُزْءَ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَجُزْءَ الْأَهْلِهِ ، وَجُزْءًا لِنَفْسِهِ ، ثُمَّ جَزَّأَ جُزْأَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اپنے داخل ہونے کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے، ایک حصہ گھر والوں کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے اور پھر اسی حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے۔"

ملا علی قاری "الاسرار المرفوعة" (۷۶۴) میں رقمطراز ہیں: مذکورہ روایت میں "ملک مقرب" سے مراد جبرائیل علیہ السلام اور "نبی مرسل" سے اپنی ذات بابرکات مراد ہے اور یہ مقام استغراق ہے جسے سکر، محو اور فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حوالہ کے لئے:

رسالة قشيرية (۳۵)، كشف الخفا ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس للعجلوني (حديث: ۱۵۹۶)، اللؤلؤ المرصوع (ص ۲۶)۔

۱۰۵. لِيْ جِرْفَتَانِ : اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ . (۳۱۷)

ترجمہ: میرے دو چمچے ہیں: فقر اور جہاد

امام غزالی اسے إحیا علوم الدین ۵/۵۳ میں ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں۔

إِنَّ لِيْ جِرْفَتَيْنِ اثْنَتَيْنِ ، فَمَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِيْ ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ، اَلْفَقْرُ وَ الْجِهَادُ.

WWW.NAFSEISLAM.COM

"بے شک میرے دو چیچے ہیں پس جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (اور وہ دو چیچے یہ ہیں) فقر اور جہاد۔"

امام حافظ عراقی نے "المغنی عن حمل الاسفار فی الأسفار فی تخریج الإحیاء ۲/۱۲۸ میں کہا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل مجھے نہیں ملی۔ شیخ البانی کہتے ہیں (۲/۴۰) کہ یہ روایت میرے نزدیک منکر ہے کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فقر سے پناہ مانگی ہے یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ جس چیز سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود پناہ مانگیں اپنی امت کو اس کی محبت پر برا بھلا کریں؟

(م)

۱۰۶۔ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (۳۱۸)

ترجمہ: میں نے اپنے مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر اور کوئی آزمائش نہیں چھوڑی۔

اسے امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام دیلمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغیر سند کے ان الفاظ میں مرفوعاً روایت کیا ہے:

مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفَ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ

"مجھے اپنی امت کے بارے عورتوں اور شراب سے بڑھ کر کسی چیز کے بارے زیادہ خوف نہیں۔"

حوالہ کے لئے:

المقاصد الحسنة للسخاوی (حدیث: ۹۳۱، ص: ۳۶۳)، صحیح بخاری ۱۹۵۹/۵ (کتاب النکاح: باب مایتقی من شوم المرأة)، صحیح مسلم (کتاب الذکر والدعا والتوبة والرقاق): باب: أکثر أهل الجنة الفقراء حدیث: ۲۷۴۰)

۱۰۷۔ مَا خَلَّفْتَ لِعِيَالِكَ ؟ فَقَالَ : اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. (۲۹، ۲۷۴)

ترجمہ: اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو عرض کیا: اللہ جل شانہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اسے امام ترمذی اور امام ابوداؤد نے بطریق سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ ، وَ وَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالاً ، فَقُلْتُ : اَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَابَكْرٍ ، إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا ، قَالَ : فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟ فَقُلْتُ مِثْلَهُ ، وَأَتَى أَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ ، فَقَالَ : يَا أَبَابَكْرٍ ! مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟ فَقَالَ : أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ، قُلْتُ : لَا أَسْبِقُهُ إِلٰى شَيْءٍ أَبَدًا.

(مشكلة المصابيح ۳/۱۷۰۲ ، كتاب المناقب : باب مناقب أبي بكر رضي الله عنه .)

"ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ خدا تعالیٰ جل شانہ میں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور میرے پاس مال بھی موجود تھا تو میں نے (اپنے آپ سے کہا) اگر کسی دن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے سکتا ہوں تو آج ہی میں ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ آپ فرماتے ہیں۔ پس میں اپنا آدھا مال لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا: جتنا لے آیا ہوں اس کی مثل، اور اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا ان کے لئے میں اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں، تو میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی بھی معاملے میں کبھی بھی سبقت نہیں

لے سکتا۔"

۱۰۸. مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ غَلَبَهُ شَيْطَانُهُ إِلَّا عُمَرَ فَإِنَّهُ غَلَبَ شَيْطَانَهُ. (۱۸۶)

ترجمہ: کوئی بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا شیطان اس پر غالب ہے لیکن عمر نے بلاشبہ اپنے شیطان پر غلبہ پالیا ہے۔

یہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن اس کی ہم معنی روایات موجود ہیں ان میں سے ایک وہ طویل حدیث ہے جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے

إِيهٍ يَابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

"ہاں اے ابن خطاب! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم جس راستہ پر چل رہے ہوتے ہو اگر شیطان تمہارے سامنے آئے تو وہ تمہارے راستہ کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

یہ متفق علیہ روایت ہے اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایک طویل حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ!

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بلاشبہ شیطان بھی تجھ سے ڈرتا ہے۔"

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مرفوعہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ. (مشکاۃ المصابیح ۳/۱۷۰۳، ۳/۱۷۰۵)

"بے شک میں انس و جن کے شیطان کو عمر (رضی اللہ عنہ) سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔"

۱۰۹. مَا مِنْ شَيْءٍ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ شَابٍ تَائِبٍ. (۲۵۸)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترجمہ: توبہ کرنے والے نوجوان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز بھی محبوب نہیں ہے۔

اسے ابن عدی نے "الکامل فی ضعفاء الرجال" ۱۴۳۹/۴ میں روایت کیا ہے جب کہ علی المتقی الہندی نے "کنز العمال" (حدیث: ۴۳۱۰۸) میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَابٍ تَائِبٍ.

"توبہ کرنے والے نوجوان سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔"

اور ایک روایت میں "الشاب التائب" کے الفاظ ہیں۔

۱۱۰. اَلْمُتَعَبِّدُ بِلَا فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنَةِ. (۱۲)

ترجمہ: بغیر علم کے عبادت کرنے والا کولھو کے گرد چکر کاٹنے والے گدھے کی طرح ہے۔

اسے امام شوکانی الفوائد المجموعۃ (ص: ۲۹۰) میں لائے ہیں اور کہا کہ ابن حجر نے اسے غیر ثابت قرار دیا ہے۔

۱۱۱. اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالُّ! (۲۹۴)

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے پس تم سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے؟

اسے امام ابوداود، امام ترمذی، امام بیہقی، امام قضاعی اور امام ضیاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام عسکری نے "الأمثال" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ، وَلَا خَيْرَ فِي صُحْبَةِ مَنْ لَا يَرٰى لَكَ مِنَ الْخَيْرِ ..... أَوْ مِنَ الْحَقِّ .... مِثْلَ الَّذِي تَرٰى لَهٗ.

"آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے اور اس شخص کی دوستی میں کوئی بہتری نہیں ہے جو تیرے لئے اسی طرح بھلائی یا حق نہیں سوچتا ہے..... جتنا تو اس کے لئے سوچتا ہے۔"

امام ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے، ابن جوزی "الموضوعات" میں اسے لائے ہیں، امام زرکشی "التذکرۃ" میں کہتے ہیں کہ ابن جوزی نے اسے "موضوعات" میں ذکر کر کے خطا کی ہے اور وہ صحیح

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے جو امام ترمذی نے کہا ہے اور امام ابوداؤد، امام عجلی اور امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں اس کی توثیق کی ہے اور امام حاکم نے کہا ہے: صحیح ان شاء اللہ، امام ذہبی اور امام عراقی نے ان کی موافقت کی ہے اور امام نووی نے "ریاض الصالحین" میں اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح امام مناوی نے "فیض القدیر" میں کہا ہے۔

امام سخاوی رقمطراز ہیں: ابن جوزی نے اس میں توسع اپنایا ہے اور "الموضوعات" میں لائے ہیں پھر اس کا تعقب کیا ہے اور امام شوکانی نے "الفوائد المجموعة" میں اس کی چھان بین کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے اسے "الموضوعات" میں نہیں پایا۔ ابونعیم نے "حلیة الاولیاء" میں بطریق سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ان کے الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

لَا تَضَحَنَّ أَحَدًا لَا يَرَى لَكَ مِنَ الْفَضْلِ كَمَا تَرَى لَهُ.

"اس آدمی کو ہرگز دوست نہ بنا جو تجھے اتنا مقام نہیں دیتا جتنا تو اسے دیتا ہے۔"

امام بیہقی "شعب الایمان" میں اس کی ہم معنی بہت سی روایات لائے ہیں۔ اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" اور ابن عدی نے "الکامل فی ضعفاء الرجال" میں نقل کیا ہے۔

حوالہ کے لئے:

سنن أبي داود (كتاب الأدب، باب: ٦)، سنن الترمذي (كتاب الزهد، باب: ٤٥)، مسند الإمام أحمد بن حنبل (رقم: ١٥٣٠٣)، المستدرك للحاكم ٤/ ١٧١، حلية الأولياء لأبي نعيم ٣/ ١٦٥، مسند الشهاب للقضاعي (٣٣)، المقاصد الحسنة (٢٩٩)، تمييز الطيب من الخبيث (٢٦٦)، كشف الخفا للعجلوني (٢٢٨)، الفوائد المجموعة للشوكاني (ص: ٨٩)، الأسرار المرفوعة لعلي القاري (٣٣١)، الذرر المنتثرة للسيوطي (٣٦٧)، الأسرار المرفوعة لعلي القاري (٣٣١)، الذرر المنتثرة للسيوطي (٣٦٧)، مسند الطيالسي (٢١٠٧)، الفوائد المجموعة للشوكاني (ص: ٢٢٠)، تاريخ بغداد ٤/ ١١٥، كتاب المجروحين لابن حبان ١/ ١٠٧، علل الدارقطني ٣/ ٦٨، فيض القدير للمناوي ٤/ ٥٢.

۱۱۲. اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ. (۱۷۹)

ترجمہ: (حقیقت میں) مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسے امام قضاعی نے مسند الشہاب ۱/۱۳۹ حدیث: ۱۸۳ میں بطریق عمرو بن مالک الجنبی نقل کیا ہے اور ان سے فضالہ بن عبید نے بیان کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا..... اس کے بعد خطبہ ذکر کیا ہے..... الخ

مزید حوالہ کے لئے:

مسند الإمام احمد بن حنبل (۶/۲۰،۲۱،۲۲)، جامع ترمذی (۱۶۷۱)، مسند البزار (۱۱۳۳)، کتاب المجروحین لابن حبان (۲/۲۵)، المعجم الکبیر للطبرانی (۷۹۶، ۷۹۷/۱۸)، المستدرک للحاکم ۱/۱۱۰، سنن ابن ماجہ (۲۹۳۴)۔

۱۱۳۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ (۲۷۳)

ترجمہ: (روزِ قیامت) انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اسے امام بخاری اور امام مسلم نے بطریق شعبہ حضرت قتادہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے "وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ" (اس کے لئے وہی کچھ ہوگا جو اس نے کمایا ہوگا) کے الفاظ زیادہ کیے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ: إِنَّهَا قَائِمَةٌ، فَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَبِيْرٍ إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، قَالَ: فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، وَلَكَ مَا اكْتَسَبْتَ، قَالَ: فَمَا فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ مَا فَرِحُوْا بِهٖ

ترجمہ: "ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا کہ بلاشبہ قیامت تو قائم ہونے والی ہے، تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا: میں نے اس کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے اور تیرے لئے وہی کارآمد ہوگا جو تو نے (دنیا میں) کمایا ہے، راوی کہتے ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہ مسلمان اسلام لانے کے بعد اس سے بڑھ کر کبھی خوش نہیں ہوئے۔"

حوالہ کے لئے:

صحیح البخاری ۲/ ۹۱۱ (باب الأدب، حدیث: ۶۱۶۸)، صحیح مسلم ۸/ ۳۳ (حدیث: ۲۶۴۰)، الأدب المفرد للبخاری (۱۲۹)، جامع ترمذی ۶/ ۶۴ (کتاب الزهد، حدیث: ۲۴۸۴)، امام ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے، مسند أبی داؤد الطیالسی (۲۱۰۷)، مسند الإمام احمد ۲/ ۳۰۳، ۳۳۴، سنن أبی داؤد (۴۸۱۲)، المستدرک للحاکم ۴/ ۱۷۱، السنن الکبری للبیهقی (الآداب: ۵۷)، مسند أبی یعلی ۱/ ۴۴۰، مسند البزار ۱/ ۳۳۸، إحیاء علوم الدین ۳/ ۱۲۶، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/ ۱۸۴۔

۱۱۴۔ مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مَعَهُمْ۔ (۴۱)

ترجمہ: آدمی جس قوم (کے لوگوں) سے محبت کرے تو وہ انہی کے ساتھ ہوگا۔

امام سخاوی اسے "المقاصد الحسنة" (ص: ۳۹۵، حدیث: ۱۰۵۱) میں ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا حُشِرَ مَعَهُمْ

"آدمی جس قوم سے محبت کرے گا تو اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔"

امام حاکم نے "المستدرک" میں باب المغازی سے پہلے انہی الفاظ کے ساتھ بغیر سند ذکر کیا ہے اور اس حدیث کی شاہد روایت ہے

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

"آدمی انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے"

جب کہ امام طبرانی اور ضیاء المقدسی نے بطریق أبی قرصافہ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا حَشَرَهُ اللّٰهُ فِی زُمْرَتِهِمْ۔

"آدمی جس قوم (کے لوگوں) سے محبت کرتا ہے اس کا حشر انہی کے زمرہ میں

کیا جائے گا۔"

۱۱۵۔ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ . (۲۶۶)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.

"جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔"

حوالے کے لئے:

صحیح البخاری حدیث: ۶۵۰۷)، صحیح مسلم (حدیث: ۲۶۸۳، ۲۶۸۵)، جامع ترمذی (حدیث: ۱۰۷۳)، سنن النسائی (۴/۹، ۱۰)، سنن ابن ماجہ (حدیث: ۴۲۶۴) من حدیث عبادۃ وحدیث أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہما)، مسند أحمد بن حنبل ۲/۳۲۳، ۳۴۹، ۵۵۰، ۲/۱۸، ۲۳۶، المقاصد الحسنة للسخاوی (ص: ۳۹۵، حدیث: ۱۰۵۶)، التذکرۃ للقرطبی (ص ۱۲۴)، مسند الشہاب ۱/۲۶۵، (حدیث ۳۰۲)

۱۱۶۔ مَنْ آذَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِيْ . (۱۹۰)

ترجمہ: جس نے میرے ولی کو تکلیف دی تو اس نے میرے ساتھ جنگ کو جائز سمجھا۔

حوالہ کے لئے: اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ۸/۱۰۲، ۳۷۷/۴

۱۱۷۔ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْمَعَ صَوْتَ دَاوُدَ فَلْيَسْمَعْ صَوْتَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ. (۳۴۷)

ترجمہ: جو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز سننے کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ابو موسیٰ

لا شعری کی آواز سنے۔

اسے امام بخاری نے اپنی "صحیح (۲/۷۵۵، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءۃ) میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قراءت (قرآن) کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:

لَقَدْ أُوْتِيَ هٰذَا مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ .

"تحقیق ان کو آل داؤد علیہ السلام کے سازوں میں سے ایک ساز دیا گیا ہے۔"

مزید حوالے کے لئے:

صحیح مسلم (۱/۵۴۳، في صلاة المسافرين، باب: استحباب تحسين الصوت بالقرآن)، سنن الدارمي (۲/۳۳۹، في فضائل القرآن، باب: التغني بالقرآن)

۱۱۸. مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ. (۱۸۲)

ترجمہ۔ جس کے دو دن برابر ہو گئے تو وہ خسارے میں ہے۔

اسے امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" (ص:۴۰۳، حدیث:۱۰۸۰) میں، امام عجلونی نے "كشف الخفاء" (۲/۴۲۳، حدیث:۲۴۰۶) میں، امام سیوطی نے "الدرر المنتثرة" (۳۷۷) میں، امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" (۴/۳۲۶) میں اور امام زبیدی نے "تحاف السادة المتقين" (۹/۴، ۱۵۰/۵، ۱۲۸/۷، ۲۳۱/۹، ۲۳۹/۱۰) میں نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری نے "الاسرار المرفوعة" (۸۶۳) میں اس کے متعلق کہا ہے: اس کے متعلق سوائے عبدالعزیز بن رؤاد کے خواب کے کچھ معلوم نہیں، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب ہی میں مجھے اس کے بارے میں نصیحت کی اور آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا:

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِي زِيَادَةٍ فَهُوَ فِي نُقْصَانٍ

"اور جس آدمی کے اعمال صالحہ میں اضافہ نہ ہو تو وہ خسارے میں ہے۔"

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے "اقتضاء العلم" (ص:۱۱۳) میں اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

أَخْبَرَنَا ابْنُ رَزْقٍ ..... مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنْبَا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْبَرَّاءِ ، ثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِيْدٍ ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ

صَالِحٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ ، فَقَالَ لِيْ : مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ ، وَمَنْ كَانَ غَدُهُ شَرًّا يَوْمَيْهِ فَهُوَ مَلْعُوْنٌ ، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفِ النُّقْصَانَ مِنْ نَفْسِهِ فَهُوَ إِلَى النُّقْصَانِ وَمَنْ كَانَ إِلَى النُّقْصَانِ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ.

"راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کے دونوں دن برابر ہو گئے وہ خسارے میں ہے اور جس کا آنے والا کل گذشتہ کل سے برا ہے تو وہ ملعون ہے اور جو اپنے نقصان سے واقف نہیں تو وہ نقصان کے راستے پر گامزن ہے اور جو راہ نقصان پر گامزن ہے اس کے لئے موت بہتر ہے۔"

امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ يَوْمَيْهِ شَرًّا فَهُوَ مَلْعُوْنٌ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِي الزِّيَادَةِ فَهُوَ فِي النُّقْصَانِ ، وَمَنْ كَانَ فِي النُّقْصَانِ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ ، وَمَنِ اشْتَاقَ إِلَى الْجَنَّةِ سَارَعَ فِي الْخَيْرَاتِ ، وَمَنْ أَشْفَقَ مِنَ النَّارِ لَهٰى عَنِ الشَّهَوَاتِ ، وَمَنْ تَرَقَّبَ الْمَوْتَ هَانَتْ عَلَيْهِ اللَّذَّاتُ ، وَمَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا هَانَتْ عَلَيْهِ الْمُصِيْبَاتُ.

ترجمہ: "جس کے دو دن برابر ہو گئے تو وہ خسارے میں ہے اور جس کا آنے والا دن گذشتہ دن سے زیادہ برا ہے تو وہ ملعون ہے اور جس کے اعمال صالحہ میں اضافہ نہیں ہوتا تو وہ نقصان میں ہے اور جو نقصان کے راستہ پر گامزن ہے اس کے لیے موت بہتر ہے، جو جنت کا مشتاق ہوا اس نے بھلائی کے کاموں میں جلدی کی اور جو آگ سے ڈرا شہوات سے کنارہ کش ہوا اور جس نے موت کو پیش نظر رکھا تو اس پر لذتیں بے وقعت ہو گئیں۔ (یعنی اس کے لئے باعث کشش نہ رہیں) اور جس نے دنیا میں زہد اختیار کر لیا اس پر مصیبتیں آسان ہو گئیں۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسے امام دیلمی نے بطریق محمد بن سوقہ، حارث بن عبداللہ الہمدانی الاعور سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۱۹۔ مَنْ أَهَانَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ، وَمَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ مِنْهُ ..... وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ حَتّٰى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَيَدًا وَمُؤَيِّدًا. (۲۲۶)

ترجمہ: جس شخص نے میرے ولی کی توہین کی اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا مجھے کسی شے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ ایک مومن کامل کی روح قبض کرنے میں، کیونکہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں اس کے لئے موت کے بغیر چارہ نہیں اس لئے اس پر موت طاری ہوتی ہے، میرے زیادہ قریب وہی بندہ ہوتا ہے جو میری فرض کی ہوئی چیزوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے اور نوافل کے ذریعے میرا بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں اور اس کی حمایت کرنے والا ہو جاتا ہوں۔

اس حدیث کا پہلا جز علامہ قضاعی نے "مسند الشہاب" میں اور ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں (حدیث ۱۳۵۶) اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب الأولیاء" میں، ابونعیم نے "حلیۃ الأولیاء" میں، امام قشیری نے "الرسالۃ" (ص ۱۹۲) میں اور امام طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں اسے روایت کیا ہے، امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ أَهَانَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ، وَمَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ.

(اس کا تذکرہ گذر چکا ہے۔)

اور اس حدیث کا دوسرا جز و امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں، حکیم ترمذی نے "النوادر" (ص ۱۵۰) میں، امام قشیری نے "الرسالة" (۱۱۷) میں، ابو نعیم نے "حلیة الأولیاء" ۵/۱ میں، امام بیہقی نے "الزهد" (۱۷۱) میں بطریق عبدالواحد، امام ذہبی نے خالد بن مخلد کے تعارف میں "المیزان" میں، امام ابن جوزی نے "العلل المتناهية" ۳۲/۱ میں، حافظ عسقلانی نے فتح الباری ۳۴۲/۱۱ میں بطریق انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور کہا ہے: اسے ابو یعلی بزار اور طبرانی نے نقل کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے۔

۱۲۰۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (۱۶۴، ۳۶۳)

ترجمہ۔ جس نے کسی بھی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

اسے امام ابوداؤد نے اپنی "سنن" میں، امام طبرانی نے "المعجم الكبير" میں اور امام احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں بطریق أبی منیف الجرشی ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے، امام عراقی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، امام سیوطی اسے "الجامع الصغير" میں لائے ہیں اور اسے حسن قرار دیا ہے اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے، امام طبرانی نے اسے بطریق حذیفہ "المعجم الاوسط" میں ذکر کیا ہے۔ امام مناوی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان ہے جو ضعیف راوی ہے جیسا کہ امام منذری نے کہا ہے، امام سخاوی نے "المقاصد الحسنة" میں اس کی سند کو ضعیف کہا ہے لیکن اس کی شاہد روایات موجود ہیں۔

امام ابن تیمیہ نے "اقتضاء الصراط المستقيم" میں اس کی سند کو جید کہا ہے، ابن حجر نے "فتح الباری" میں اس کی سند کو "حسن" قرار دیا ہے، امام ہیثمی "مجمع الزوائد" میں رقمطراز ہیں کہ: امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں اسے روایت کیا ہے اس کی سند میں علی بن غراب ہے جس کو کئی ایک نے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں اور امام مناوی کہتے ہیں: اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ طبرانی کی سند ابوداؤد کے طریق سے زیادہ اشکل ہے۔

حوالہ کے لئے:

مسند الامام احمد ۲/۵۰، سنن أبي داؤد (باب: في لبس الصوف والشعر (۴۰۳۱)، المقاصد الحسنة للسخاوي (۱۱۰۱) تمييز الطيب من الخبيث

(۱۳۶۹)، كشف الخفا(۲۴۳۶) الدرر المنتثرة للسيوطي(۳۸۵)، الجامع الصغير للسيوطي (۸۵۹۳) فيض القدير للمناوي ۲/۱۰۴، الفوائد المجموعة للشوكاني (ص: ۲۵۴) مسند الشهاب للقضاعي ۱/۲۴۴، مشكل الآثار للطحاوي ۱/۸۸، تاريخ ابن عساكر ۱/۶۹، اقتضاء الصراط المستقيم (۳۹)، تخريج أحاديث الإحياء للعراقي ۱/۳۴۱.

۱۲۱. مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ. (۸۴)

ترجمہ: جسے قاضی بنایا گیا گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔

اسے امام احمد، امام ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابوعاصم کی طرح بطریق عثمان بن محمد الاخنسی روایت کیا ہے، امام قضاعی نے بطریق زید بن اسلم سعید المقبری اور أعرج ان دونوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

بعض الفاظ یہ ہیں:

مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ.

"جسے لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا"

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں

فَإِنَّهُ قَدْ ذُبِحَ

"بلاشبہ اسے ذبح کر دیا گیا"

مذکورہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اسی طرح ابوعاصم نسائی اور امام دارقطنی کے الفاظ ہیں اور ایک روایت اس طرح ہے:

مَنِ اسْتُعْمِلَ عَلَى الْقَضَاءِ

"جسے قضاء پر عامل بنایا گیا"

جب کہ ابوداؤد کے یہ الفاظ ہیں:

مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ

"جسے قضاء (کی ذمہ داری) سونپی گئی۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حسن اور غریب ہے، امام نسائی کہتے ہیں: داؤد مشہور راوی نہیں اور أخنسی قوی نہیں ہے اور امام حاکمی رقمطراز ہیں: یہ روایت صحیح بلکہ حسن ہے۔

حوالہ کے لئے:

مسند الإمام أحمد ۳۶۵،۲۳۰/۲، سنن أبي داؤد ۲۲۳،۲۲۳/۲ حدیث: ۳۵۵۵،۳۵۵۴) سنن الترمذی ۲۷۵/۶ (حدیث: ۲۳۴۰)، سنن ابن ماجه (حدیث: ۲۳۰۸)، المعجم الصغیر للطبرانی ۱۷۶/۱، السنن الکبری للبیهقی ۹۶/۱۰ تاریخ بغداد للخطیب ۱۵۱،۱۵۰/۹، تاریخ جرجان للسهمی (ص: ۶۱) العلل المتناهية لابن الجوزی ۱۷۰/۲، کشف الخفاء ۲۴۳/۲، المقاصد الحسنة للسخاوی (ص: ۴۰۹، حدیث: ۱۲۰۷)

۱۲۲. مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ. (۵۹۳)

ترجمہ: کسی بھی شخص کے اسلام کا حسن اسی میں ہے کہ وہ اپنی غیر متعلقہ چیزوں کو ترک کردے۔

امام سخاوی اسے "المقاصد الحسنہ" (حدیث: ۱۱۹۹، ص ۴۳۲) میں لائے ہیں اور کہا ہے کہ امام احمد ابویعلی، ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے بطریق إمام زهری ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، امام احمد نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے، امام عسکری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، امام طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام قضاعی نے "مسند الشهاب" ۱۴۳/۱ (حدیث: ۱۹۱) میں، امام طبرانی نے "المعجم الصغیر" ۲۳۱/۲ میں اسے ذکر کیا ہے، امام ہیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں ۱۸/۸ اس (کی سند) میں محمد بن کثیر بن مروان ہے جو ضعیف راوی ہے۔

امام ترمذی نے اپنی جامع (۲۳۱۹) میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن (۳۹۷۶) میں اسے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث اپنے سارے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

مزید حوالہ کے لئے:

الموطا للإمام مالک ۲۱۰/۲، المصنف لعبد الرزاق (۲۰۶۱۷)، من رواية علی بن الحسين رضی الله عنهما)، المسند للإمام أحمد ۱۷۳۷)، المعجم الكبير للطبرانی (۲۸۸۶)

اور امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۱۸/۸) میں کہا ہے کہ: امام احمد اور طبرانی کے رجال ثقہ ہیں اور یہ

حدیث اپنے تمام طرق کے لحاظ سے صحیح ہے۔

۱۲۳. مَنْ صَمَتَ نَجَا. (۳۱۰)

ترجمہ: جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

امام ترمذی نے اسے بطریق صحیحہ اپنی "جامع" (۲۶۱۸) میں روایت کیا ہے۔ امام سخاوی "المقاصد الحسنة" میں کہتے ہیں: کہ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے غریب کہا ہے، امام داری، امام احمد اور دیگر محدثین نے اسے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کا مدار ابن لہیعہ پر ہے۔ اسے ابن لہیعہ نے بھی عمرو سے اس نے ابو عبدالرحمن حبلی سے روایت کیا ہے لیکن اس کی شاہد روایات کثیر تعداد میں ہیں جن میں سے ایک امام طبرانی کے ہاں حسن سند کے ساتھ ہے۔

تخریج حوالہ کے لئے:

مسند الأحمد بن حنبل (۲۶۵/۲، ۶۴۹۸)، سنن الدارمي (۲۷۱/۲، من طرق من ابن لهيعة)، الأمثال لأبي الشيخ (۲۰۷)، المعجم الكبير للطبراني (۱۷/۷)، "الترغيب" لابن شاهين (۱۰۲)، إحياء علوم الدين ۸۰/۳، الجامع الصغير ۱۷۳/۲، مسند الشهاب للقضاعي ۳۱۹/۱، المقاصد الحسنة للسخاوي (ص: ۳۱۹، حديث: ۱۱۳۱)

۱۲۴. مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ. (۲۷۰، ۲۴۳)

ترجمہ: جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

اسے امام سخاوی "المقاصد الحسنة" (ص ۳۱۹، حدیث ۱۱۳۹) میں لائے ہیں اور کہا ہے:

امام ابو المظفر ابن السمعانی "الكلام على التصوف والتفويض العقلي من القواطع" میں کہتے ہیں کہ اس کا مرفوع ہونا معروف نہیں [illegible] اور میرے سامنے اس کی یہ تاویل بیان کی گئی ہے۔

امام نووی کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہے اور میرے سامنے اس کی یہ تاویل بیان کی گئی ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْحُدُوْثِ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقِدَمِ، وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ، عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ.

"جس نے اپنے آپ کو حادث ہونے کے اعتبار سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو قدیم ہونے کے اعتبار سے پہچان لیا اور جس نے اپنے آپ کو فانی ہونے کے ناطے

سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو باقی ہونے کے ناطے سے پہچان لیا۔"

امام ابن تیمیہ نے اسے "موضوع" کہا ہے جب کہ امام نووی نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر ثابت قرار دیا ہے لیکن جہاں تک اس کے مفہوم و معنی کا تعلق ہے تو وہ ثابت شدہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْجَهْلِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْعِلْمِ ، وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ ، وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعَجْزِ وَالضَّعْفِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقُدْرَةِ وَالْقُوَّةِ

ترجمہ: "جس نے اپنے آپ کو جہالت کے ساتھ پہچان لیا تو اس نے اپنی رب کو علم کے ساتھ پہچانا اور جس نے اپنے آپ کو فنا کے ساتھ پہچانا تو اس نے اپنے پروردگار کو بقاء کے ساتھ پہچانا اور جس نے اپنے آپ کو عاجزی اور کمزوری کے ساتھ پہچان لیا تو اس نے اپنے پروردگار کو قدرت اور قوت کے ساتھ پہچان لیا۔"

مذکورہ روایت کا مفہوم مندرجہ ذیل آیت سے مستفاد ہے:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (البقرۃ: ۱۳۰)

اَیْ جهلها حيث لم يعرف ربها.

"اور کون ہے جو ابراہیمی ملت سے روگردانی کا مرتکب ہو سوائے اس کے جو اپنی ذات سے نادان ہو یعنی اس سے بے خبر ہو اس طرح کہ اس کے رب کو نہ پہچان سکے۔"

صاحب کشف الخفاء کہتے ہیں: بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا ہے کہ اگرچہ یہ حدیث بطریق روایت صحیح نہیں ہے مگر ہمارے نزدیک بطریق کشف صحیح ہے۔ ابن النجم کہتے ہیں کہ یہ روایت "ادب الدنیا والدین" للماوردی میں بطریق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

مَنْ اَعْرَفُ النَّاسِ بِرَبِّهٖ ؟ فَقَالَ : اَعْرَفُهُمْ بِنَفْسِهٖ.

"لوگوں میں اپنے پروردگار کے زیادہ عرفان کا حامل کون شخص ہے؟ فرمایا: وہ جو ان تمام سے زیادہ اپنے نفس کا عرفان رکھتا ہے۔"

حوالہ کے لئے:

الذکرۃ للزرکشی (ص: ۱۲۹)، المقاصد الحسنۃ للسخاوی (ص: ۳۱۹) حدیث: ۱۱۴۹)، کشف الخفاء ۲/۳۶۵ حدیث: ص ۲۵۳۲)، تمییز الطیب من الخبیث (۱۴۴۰)، الأسرار المرفوعۃ (۵۰۶، ۹۳۷)، الغماز علی اللماز للسمہودی (حدیث: ۲۸۹)، النور المنتشرۃ للسیوطی (۳۹۳)، اللؤلؤ المرصوع (ص ۸۲)، الحاوی للفتاوی ۲/۴۱۳)

۱۲۵. مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی رَبُّهٗ وَأَنِّي نَبِيُّهٗ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَحْمَهٗ وَ دَمَهٗ عَلَى النَّارِ. (۲۵)

ترجمہ: جس نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا پروردگار ہے اور میں اس کا نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت اور خون کو آگ پر حرام کر دے گا۔

اسے امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۱۸/۲۴۴ میں اور امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۱۰/۱۹ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ رَبُّهٗ وَأَنِّي نَبِيُّهٗ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَهٗ وَدَمَهٗ عَلَى النَّارِ.

"جس آدمی نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا پروردگار ہے اور میں اس کا نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) ہوں اور اس کا یہ اقرار صدق قلب کے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت اور خون کو آگ پر حرام کر دے گا۔"

۱۲۶. مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ. (۲۶۶)

ترجمہ: جس نے (میدان جنگ میں) کسی کو قتل کیا تو مقتول سے چھینی گئی اشیاء قتل کرنے والے کے لئے ہوں گی۔

حوالہ کے لئے:

سنن أبي داؤد (کتاب الجهاد، ۱۳۶، ۱۴۳)، مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۱۱۲، ۱۲۳، ۱۹۰، ۲۷۹، ۲۵۰/۱۲، جامع ترمذی (کتاب السیر)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۲۷۔ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّهَمِ

ترجمہ: جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بھی تہمتوں کی جگہوں پر نہیں ٹھہرے گا۔

مذکورہ الفاظ تو نہیں لیکن اس کی ہم معنی روایات وارد ہوئی ہیں مثلاً:

اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ

"تہمتوں کی جگہوں سے بچو"

مَنْ اَقَامَ نَفْسَهٗ مَقَامَ التُّهَمِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَّ بِهٖ

"جو آدمی بھی اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے تو اپنے بارے سوء ظن رکھنے والے کو وہ ہرگز ملامت نہیں کر سکتا۔"

مَنْ سَلَكَ مَسَالِكَ التُّهَمِ اُتُّهِمَ

"جو تہمتوں کے راستوں پر چلتا ہے اس پر تہمت لگائی جاتی ہے۔"

حوالہ کے لئے:

الأسرار المرفوعة لعلي القاري (ص: ۳۹ حدیث: ۱۵۱)

۱۲۸۔ مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهٗ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهٗ بِالنَّهَارِ (۱۳۵)

ترجمہ: جو آدمی رات کو زیادہ عبادت کرتا ہے (نماز کی) اس کا چہرہ دن کو روشن ہوتا ہے۔

اسے امام عقیلی نے "الضعفاء" (۶۳) میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ باطل ہے جس کی کوئی اصل نہیں، ملا علی قاری نے الأسرار المرفوعة (۹۵۶) میں اس کے بارے یہی کہا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ بغیر کسی قصد کے موضوع ہے۔ جب کہ امام قضاعی نے اسے "مسند الشهاب" ۲۵۲/۱ (حدیث: ۴۰۸) میں، ابن حبان نے "كتاب المجروحين" ۲۰۷/۱ میں، خطیب نے "تاریخ بغداد" (۱۲۶/۱۳، ۳۳۱/۱) میں، اور ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (۱۳۳۳) میں نقل کیا ہے امام ابن جوزی اسے "الموضوعات" ۱۰۹/۲ میں اور امام سیوطی اللآلی المصنوعة ۳۵/۲ میں لائے ہیں۔

آئمہ حدیث اس پر متفق ہیں کہ یہ الفاظ شریک کے ہیں جو اس نے عابت کے لئے اُس وقت کہے جب وہ اس کے پاس آئے اور شریک یہ کہہ رہا تھا:

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

لیکن شریک نے جس سند کو چلایا تھا اس کا متن ابھی ذکر نہ کیا تھا کہ اس نے ثابت کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھا اور سند کی املا سے فارغ ہوا تو ثابت کو مخاطب کر کے کہا۔

مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ.

اور شریک کی "مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ" الخ سے مراد اپنے زہد و ورع کی بنا پر ثابت تھے پس شریک نے حدیث کی جس سند کو ابھی چلایا تھا اس کا متن بیان کرنے کی بجائے ثابت کی رات کو کثرت صلاۃ اور دن کو چہرے کے تاباں ہونے کے وصف کی طرف متوجہ ہو گئے اور اصل متن بیان نہ کیا جس کے لئے سند چلا رہے تھے۔ اس طرح متن ابن ماجہ (۳۲۲) میں آیا ہے کہ شریک نے ارادہ کیا کہ اس سند کے ساتھ، جس کو چلایا تھا حدیث اعمش بطریق ابی سفیان عن جابر بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ..... الخ

"کہ شیطان تم سے کسی کے سر کی چوٹی پر، جب وہ سو رہا ہوتا ہے، تین گرہیں لگا دیتا ہے..... الخ"

چنانچہ مذکورہ الفاظ کو ثابت نے خراب کر دیا جس کو ابو حمید بن مسعود احمد بن بکر، عبداللہ بن شبرمہ، اکمل بن بشر، رقاشی جیسے ضعیف راویوں کے گروہ نے سرقہ کرتے ہوئے شریک سے روایت کر دیا۔

حوالہ کے لئے
توضیح الکلام للمعلمی ۲۸۸، ۲۸۹ تعلیق ابو امی السیوطی (ص ۱۸۹)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(ن)

۱۲۹. اَلنَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ . (۳۰۶)

ترجمہ: نیند موت کا بھائی ہے۔

اسے امام بزار، امام طبرانی نے اپنی اپنی کتب میں، امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں، ابن جوزی نے "العلل المتناهية" (۲/۳۳۹) میں، امام سیوطی نے "الجامع الصغير" (۲/۱۸۸) اور البدور السافرة (ص: ۲۷۵) میں اور امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" (۱۰/۴۱۵) میں بطریق حسین بن الولید، سفیان ثوری سے انہوں نے محمد بن المنکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَيَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ ؟

قَالَ: اَلنَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ.

"ایک آدمی نے عرض کا کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اہل جنت بھی سوئیں گے، فرمایا: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو موت نہیں آئے گی"

امام ہیثمی کہتے ہیں: بزار کی روایت کے راوی "صحیح" کے راویوں کی طرح ہیں۔ اسے ابن عدی اور عقیلی نے عبداللہ بن المغیرہ کے تعارف میں "الضعفاء" میں ابن قانع نے "الصحابہ" (۲/۲۸۰) میں اور امام احمد بن حنبل نے بطریق وکیع عن سفیان عن ابن المنکدر روایت کیا ہے۔

۱۳۰. اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ . (۳۵۸)

ترجمہ: ندامت توبہ سے عبارت ہے۔

امام طبرانی نے "المعجم الصغير" (۱/۳۳) میں، امام ابونعیم نے "حلية الأولياء" (۸/۲۵۱، ۳۱۲) میں بطریق ابن ابی سعید انصاری انہوں نے اپنے والد سے اسے ان الفاظ کے اضافہ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

وَالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ.

WWW.NAFSEISLAM.COM

"گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی طرح ہے جس نے کبھی بھی ارتکاب گناہ نہ کیا ہو۔"

اور یہی حدیث "سنن ابن ماجہ" (ابواب الزهد، باب: ذكر التوبه، حدیث: ۴۲۵۳) میں ابن ماجہ نے بطریق عبدالکریم الجزری انہوں نے زیاد بن ابی مریم سے انہوں نے عبداللہ بن معقل سے روایت کیا ہے اور اسے امام طیالسی نے اپنی "مسند" میں بطریق زیاد ذکر کیا ہے اور مستدرک میں امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مزید حوالہ کے لئے:

مسند الإمام احمد بن حنبل (۱/۳۵۶، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۱۶، ۴۲۳)، مسند الحمیدی (۱۰۵)، صحیح ابن حبان (۲/۴، حدیث: ۶۰۱)، المستدرک للحاکم (۴/۲۳۳)، التاریخ الکبیر للبخاری (۴/۳۷، تاریخ بغداد (۹/۳۵۸)، الموافقۃ اللغویۃ للسلفی (۱/۲۶۰)، المقاصد الحسنۃ (۳۳۵، حدیث: ۱۲۱۵)

۱۳۱. نِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ يَا عُمَرُ ! (فِي رِوَايَةٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى أَبَا عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَاكِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... الخ) (۶۳)

ترجمہ: یہ سوار کتنا اچھا ہے اے عمر! (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوعبداللہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو (دوش) رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار دیکھا تو کہنے لگے اے عبداللہ! تیری سواری کتنی اچھی ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا..... الخ)

یہ روایت ہمیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی تو نہیں ملی لیکن امام ترمذی نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلاً الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى عَاتِقِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: نِعْمَ الْمَرْكَبُ، رَكِبْتَ يَا غُلَامُ! فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ.

WWW.NAFSEISLAM.COM

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے تھے تو ایک آدمی نے عرض کی: بڑی خوب سواری پر سوار ہوئے ہو بچے! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور سوار بھی تو کتنا اچھا ہے!"

مشکاۃ المصابیح ۳/ ۱۷۳۹ (کتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم)

۱۳۲۔ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ. (۸۱)

ترجمہ: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

اسے امام عسکری اور امام طبرانی نے بطریق نوّاس بن سمعان روایت کیا ہے اور عسکری الفاظ یہ ہیں:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ، وَنِيَّةُ الْفَاجِرِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ.

"کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے اور فاجر کی نیت اس کے عمل سے بھی بدتر ہوتی ہے۔"

امام دیلمی نے "مسند الفردوس" میں بطریق ابی موسیٰ اشعری ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ، وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعْطِي الْعَبْدَ عَلَى نِيَّتِهِ مَالًا يُعْطِيهِ عَلَى عَمَلِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ النِّيَّةَ لَا رِيَاءَ فِيهَا، وَالْعَمَلَ يُخَالِطُهُ الرِّيَاءُ.

"مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنے) بندے کو اس کی نیت پر اتنا اجر عطا فرماتا ہے جتنا اس کے عمل پر بھی عطا نہیں فرماتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت میں ریاء نہیں ہوتا اور عمل میں ریاء شامل ہو جاتا ہے۔"

امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں سہل بن سعد الساعدی سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ، وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَيْرٌ مِنْ نِيَّتِهِ، وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى نِيَّتِهِ، فَإِذَا عَمِلَ الْمُؤْمِنُ عَمَلًا، نَارَ مِنْ قَلْبِهِ نُورٌ.

"مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔ ہر

ایک اپنی نوعیت کے مطابق عمل کرتا ہے پس جب مومن کوئی عمل کرتا تو اس کے دل سے نور پھوٹتا ہے۔"

امام ہیثمی کہتے ہیں: اس کے تمام راوی سوائے حاتم بن عباد بن دینار کے، ثقہ ہیں کسی نے بھی اس کا تعارف نہیں کرایا اور حافظ عراقی نے اپنے طریق سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام مناوی نے اسے "إسعاف الطلاب" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

نِيَّةُ الْمَرْءِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ، وَنِيَّةُ الْكَافِرِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ.

"آدمی کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بھی بدتر ہے۔"

اور اسے امام طبرانی کی طرف سہل بن سعد کی روایت کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن حبان، امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں، امام مسلم، امام نسائی، اور امام ابن ماجہ نے بطریق نواس بن سمعان اسے روایت کیا ہے، امام مناوی نے "الجامع الازھر" بطریق سہل بن سعدی بلفظ طبرانی لائے ہیں اور اسے امام طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے: اس کے راوی ثقہ ہیں سوائے حاتم بن عباد دینار عارفی کے میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں سنا، امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں بطریق سہل بن سعد لائے ہیں اور امام طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے اسی طرح ثابت بنانی سے ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں:

"نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ أَبْلَغُ مِنْ عَمَلِهِ"

"مومن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ اثر رساں اور بہتر ہے۔"

اور اسے حکیم ترمذی اور امام عسکری (جمع الامثال) کی طرف منسوب کیا ہے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بھی روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ، وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُعْطِي الْعَبْدَ عَلَى نِيَّتِهِ مَا يُعْطِيهِ عَلَى عَمَلِهِ.

"مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی نیت پر وہی عطا کرتا ہے جو اسے اس کے عمل پر عطا فرماتا ہے۔"

اور اسے امام دیلمی کی طرف منسوب کیا ہے اور نواس بن سمعان سے مروی روایت کے الفاظ، جسے

WWW.NAFSEISLAM.COM

''الأمثال'' للعسکری کی طرف منسوب کیا ہے، یہ ہیں:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ وَنِيَّةُ الْفَاجِرِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ.

حوالہ کے لئے ملاحظہ کیجئے:

کشف الخفا (حدیث: ۲۸۳۶)، المقاصد الحسنة (حدیث: ۱۲۶۰، ص: ۳۵۰)، حلیة الأولیاء ۲۵۵/۳، تاریخ بغداد ۲۳۷/۹، تمییز الطیب من الخبیث (۱۲۵۲)، الغماز علی اللماز للسمهودی (حدیث: ۲۶۱۹)، الجامع الأزهر للمناوی ۶۱/۳، الجامع الکبیر ۸۵۸/۱، الجامع الصغیر (۹۲۹۵)، مسند الشهاب للقضاعی ۱۱۹/۱ (حدیث: ۱۰۳)، فیض القدیر للمناوی ۲۹۱/۶، مجمع الزوائد للهیثمی ۱۰۹/۱، الدرر المنثورة للسیوطی (حدیث: ۳۲۶)، الفوائد المجموعة للشوکانی (ص: ۳۵۰)

(و)

۱۳۳. وَهَلْ أَنْتَ إِلَّا حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ. (۵۶)

ترجمہ: آپ تو ابوبکر کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی ہیں۔

امام شوکانی اسے ''الفوائد المجموعة'' (ص: ۳۳۷) میں بطریق حسن بن عرفہ عن عمار ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً لائے ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيلَ: حَدِّثْنِي بِفَضَائِلِ عُمَرَ فِي السَّمَاءِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ فِي السَّمَاءِ مِثْلَ مَالِكَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ، أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا، مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ، وَإِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ.

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین علیہ السلام کو فرمایا آسمان میں جو (حضرت) عمر کے فضائل ہیں وہ مجھ سے بیان کریں تو انہوں نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں آسمان میں حضرت عمر کے فضائل حضرت نوح علیہ السلام کی مدت تبلیغ یعنی ساڑھے نو سو (۹۵۰) سال تک بیان کرتا رہوں پھر بھی عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ختم نہیں ہوں گے اور عمر رضی اللہ عنہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔"

امام شوکانی کہتے ہیں: حسن بن عرفہ نے ہمارے مرفوعاً روایت کیا ہے امام احمد بن حنبل کہتے ہیں: بلاشبہ یہ موضوع ہے۔ امام سیوطی اللآلی المصنوعۃ میں کہتے ہیں: اسے ابونعیم نے "فضائل الصحابۃ" میں نقل کیا ہے۔

حوالہ کے لئے:

المیزان للذهبی ۱/۲۳۸، اللآلی المصنوعة ۱/۳۰۳، تنزیه الشریعة لابن عراق ۱/۳۲۶، المطالب العالیة ۴/۳۱، العلل المتناهیة ۱/۱۹۰، الموضوعات لابن الجوزی ۱/۳۲۱، تاریخ بغداد ۷/۱۳۵۔

(ھ)

۱۳۴. هَلْ تَرْوِي مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْئًا (رَوَى عَمْرُو بْنُ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) أَنَّهُ قَالَ: اسْتَنْشَدَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَرْوِي مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْئًا فَأَنْشَدْتُهُ مِئَةَ قَافِيَةٍ، كُلَّمَا مَرَرْتُ عَلَى بَيْتٍ، قَالَ: هِيْهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَادَ أَنْ يُسْلِمَ فِي شِعْرِهِ (۳۴۶)

ترجمہ: کیا امیہ بن ابی صلت کے اشعار سے کوئی شعر بیان کر سکتے ہو؟ (عمرو بن شرید نے اپنے والد سے

روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شعر سنانے کا فرماتے ہوئے پوچھا: کیا امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے کوئی شعر سنا سکتے ہو؟ تو میں نے ایک سو اشعار پڑھے اور میں جب ہر شعر کے آخر میں پہنچتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ فرماتے، اور سناؤ۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب تھا کہ یہ بندہ اپنے شعروں کی وجہ سے مسلمان ہو جاتا۔

حوالہ کے لئے:

الشمائل المحمدیۃ للإمام الترمذی (حدیث: ۲۴۰)، صحیح مسلم ۷/۴۸ (کتاب الشعر)، الأدب المفرد للبخاری (حدیث: ۸۶۹)، سنن ابن ماجہ (۳۶۶)

۱۳۵. اَلْهَوٰى وَالشَّهْوَةُ مَعْجُوْنَتَانِ بِطِيْنَةِ ابْنِ آدَمَ. (۱۸۷)

ترجمہ: خواہش اور شہوت آدم کی مٹی میں گوندھ دی گئی ہیں۔

امام سیوطی نے اسے "ذیل اللآلی المصنوعۃ" (ص: ۲۶۱) میں بطریق أبی حریرۃ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے:

اَلْهَوٰى وَالْبَلَاءُ وَالشَّهْوَةُ مَعْجُوْنَةٌ بِطِيْنِ آدَمَ.

"خواہش، آزمائش اور شہوت آدم کی مٹی میں گوندھ دی گئی ہیں۔"

مزید حوالہ کے لئے:

العلل المتناهية لابن الجوزی ۲/۸۹۹، تنزيه الشريعة ۲/۳۹۳، ميزان الاعتدال ۱/۹۰۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فہرست مصادر ومراجع

۱. ابن أبی حاتم . الجرح والتعدیل . حیدر آباد ، الدکن ۱۳۷۱ھ
- العلل . المکتبة السلفیة بمصر ۱۳۴۳ھ

۲. ابن أبی شیبة . أبوبکر عبداللہ بن محمد الکوفی العباسی المتوفی ۲۳۵ھ
- المصنف فی الأحادیث . المطبعة العزیزیة ، حیدر آباد ، الدکن ۱۹۶۶م

۳. ابن الأثیر . عز الدین أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن عبدالکریم المتوفی ۶۳۰ھ
- أسد الغابة فی معرفة الصحابة . تحقیق محمد صبیح ، الجمعیة التعاونیة للطبع والنشر .

۴. ابن الأثیر الجزری . مجد الدین ، أبو السعادات ، المبارک بن محمد المتوفی ۶۰۶ھ
- جامع الأصول من أحادیث الرسول ، تحقیق محمد حامد الفقی ، مطبعة السنة المحمدیة ، القاهرة ، ۱۹۵۵م
- النهایة فی غریب الحدیث والأثر ، المطبعة العثمانیة (بدون تاریخ الطبع)

۵. ابن الجوزی . جمال الدین ، ابو الفرج عبد الرحمن علی بن محمد المتوفی ۵۹۷ھ
- العلل المتناهیة فی الأحادیث الواهیة ، تحقیق الأستاذ إرشاد الحق الأثری . دار نشر الکتب الإسلامیة ، لاهور ۱۹۸۲م
- الموضوعات . تحقیق عبد الرحمن محمد عثمان ، قرآن محل ، کراتشی ۱۹۶۶م

WWW.NAFSEISLAM.COM

- الوفا بأحوال المصطفى ، مكتبة النورية الرضوية ، فيصل آباد

٦. ابن حبان . أبو حاتم محمد بن حبان التميمي البستي المتوفى ٣٥٤ھ
- صحيح ابن حبان . المكتبة السلفية بالمدينة المنورة
- كتاب الثقات . مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد الدكن ١٩٧٣م
- روضة العقلاء . مكتبة السنة المحمدية ١٣٦٨ ھ
- كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين . تحقيق محمود ابراهيم زايد . دار المعرفة ، بيروت .

٧. ابن حجر العسقلاني . شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي المتوفى ٨٥٢ ھ
- الاصابة في تمييز الصحابة . المكتبة التجارية الكبرى ، مصر ١٩٣٩م
- تعجيل المنفعة . حيدر آباد الدكن بالهند
- تقريب التهذيب . مطبعة مشي نولكشور ، الكنو
- تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير . تحقيق السيد عبدالله هاشم اليماني المدني . المطبعة العربية ، لاهور ١٩٦٤ م
- تهذيب التهذيب . دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد الدكن ١٣٢٦ھ
- فتح الباري بشرح صحيح البخاري . المطبعة الخيرية ، مصر ١٣١٩ھ
- لسان الميزان ، الطبعة الأولى، مجلس دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد الدكن ١٣٢٥ھ
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية . (تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي)، الكويت

٨. ابن حنبل . الإمام أبو عبد الله أحمد الشيباني المروزي (المتوفى ٢٤١ ھ)
- المسند . المطبعة الميمنية ، مصر ، ١٣٠٦ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

- الزهد . دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان
- ابن خزيمة .
- الصحيح . المكتب الإسلامي ۱۳۹۰ھ

۱۰. ابن سعد . محمد الزُهري المتوفى ۲۳۰ھ
- الطبقات الكبرى . دار صادر ، بيروت ۱۹۷۰م

۱۱. ابن الصلاح . تقي الدين ، أبو عمرو عثمان بن عبدالرحمن الشهرزوري المتوفى ۶۴۳ھ
- مقدمة ابن الصلاح . مطبعة جشمة فيض ، الدهلي ۱۳۰۳ھ .

۱۲. ابن طاهر المقدسي
- تذكرة الموضوعات ، اصح المطابع كراتشي ، پاكستان

۱۳. ابن عبدالبر . أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد الأندلسي ، المتوفى ۴۶۳ھ
- الاستيعاب في معرفة الأصحاب (تحقيق علي محمد البجاوي) مطبعة النهضة ، القاهرة .
- التمهيد لما في الموطأ من المعاني و الأسانيد (تحقيق محمد التالب السعيدي) المكتبة الفاروقية ، لاهور ، پاكستان .
- جامع بيان العلم ، المكتبة العلمية بالمدينة المنورة .

۱۴. ابن عدي . أبو أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني
- الكامل في ضعفاء الرجال ، دار الفكر ، مصر .

۱۵. ابن عراق .

WWW.NAFSEISLAM.COM

- تنزيه الشريعة المرفوعة ، مطبعة عاطف ١٣٧٨هـ

١٦. ابن عربي . محي الدين .
- فتوحات مكية (تحقيق د. عثمان) الهيئة المصرية العامة للكتاب ١٩٨٥م

١٧. ابن عساكر . أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله عبدالله الشافعي ، المتوفى ٥٧١هـ.
- تاريخ مدينة دمشق (تحقيق صلاح الدين المنجد) المجمع العلمي العربي، دمشق
- التاريخ الكبير ، مطبعة روضة الشام ، ١٣٢٩هـ

١٨. ابن ماجه . محمد بن يزيد القزويني ، أبو عبد الله ، المتوفى ٢٧٣هـ
- سنن ابن ماجه (تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي) مصر

١٩. ابن المديني .
- العلل ، المكتب الإسلامي ١٣٩٢هـ

٢٠. أبو داؤد . الإمام سليمان بن الأشعث السجستاني الأزدي ، المتوفى ٢٧٥هـ
- سنن أبي داؤد ، (تحقيق محمد محي الدين عبدالحميد) الطبعة الثانية ، مطبعة السعادة ، بمصر ١٣٦٩هـ - ١٩٥٠م

٢١. أبو نعيم . أحمد بن عبد الله الأصبهاني ، المتوفى ٤٣٠هـ
- حلية الأولياء و طبقات الأصفياء . الطبعة الثانية ، دار الكتاب العربي ، بيروت، لبنان ، ١٣٨٦هـ - ١٩٦٧م
- ذكر أخبار الأصبهان ، مطبعة بريل ، مدينة ليدن المحروسة ١٩٢١م

٢٢. الألباني . محمد ناصر الدين ،

WWW.NAFSEISLAM.COM

- سلسلة الأحاديث الصحيحة ، المكتب الإسلامي ، بيروت
- سلسلة الأحاديث الضعيفة ، المكتب الإسلامي ، ١٣٨٣هـ

٢٣. البخاري . الإمام محمد بن اسماعيل ، المتوفى ٢٥٦هـ
- الأدب المفرد ، (تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي) المطبعة السلفية ، القاهرة ١٣٧٥هـ
- التاريخ الصغير ، (تحقيق محمود ابراهيم زايد) الطبعة الأولى ، دار المعرفة ، بيروت ١٤٠٦هـ
- التاريخ الكبير ، حيدر آباد ، الدكن ١٣٧٥هـ
- صحيح البخاري ، مطابع الشعب ١٣٧٨هـ

٢٤. البيهقي . أبوبكر أحمد بن حسين ، المتوفى ٤٥٨هـ
- الأسماء والصفات ، مطبعة أنور أحمدي ، إله آباد ١٣١٣هـ
- دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشريعة ، (تحقيق الدكتور عبد المعطي قلعجي) دار الكتب العلمية ، بيروت
- السنن الكبرى ، الطبعة الأولى ، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد الدكن ١٣٤٤هـ

٢٥. التبريزي . محمد بن عبد الله الخطيب
- مشكوة المصابيح (تحقيق الألباني) المكتب الإسلامي ، بيروت

٢٦. الترمذي ، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة ، المتوفى ٢٧٩هـ
- جامع الترمذي (تحقيق أحمد محمد شاكر) الطبعة الأولى ، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر ١٣٥٦هـ - ١٩٣٧م
- الشمائل المحمدية (تحقيق عزت عبيد الدعاس) الطبعة الأولى،

WWW.NAFSEISLAM.COM

دار الحديث ، بيروت، لبنان ١٣٨٨هـ - ١٩٦٨م

٢٧. الحاكم . الإمام أبو عبد الله محمد بن عبد الله النيشابوري ، المتوفى ٤٠٥هـ

- المستدرك على الصحيحين في الحديث ، مطابع النصر الحديثة ، الرياض ١٩٦٨م

٢٨. الحكيم الترمذي .

- نوادر الاصول ، المكتبة العلمية بالمدينة المنورة

٢٩. الخطيب البغدادي . الحافظ أبوبكر أحمد بن علي ، المتوفى ٤٦٣هـ

- تاريخ بغداد ، الطبعة الأولى ، مطبعة السعادة مصر ١٣٤٩هـ - ١٩٣١م

٣٠. الدار قطني . الإمام علي بن عمر ، المتوفى ٣٨٥هـ

- سنن الدار قطني ، المدينة المنورة ١٣٨٦هـ

٣١. الدارمي . أبو محمد عبد الله بن عبدالرحمن ، المتوفى ٢٥٥هـ

- سنن الدارمي (تحقيق عبد الله هاشم اليماني) دار المحاسن ، ملتان

٣٢. الذهبي . الحافظ شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان ، المتوفى ٧٤٨هـ

- تذكرة الحفاظ ، الطبعة الثانية ، مجلس دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد
- تلخيص المستدرك (بهامش المستدرك) مطابع النصر الحديثة ، الرياض
- المغني في الضعفاء (تحقيق نور الدين عتر) جامعة دمشق
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال ، الطبعة الأولى، مطبعة السعادة ، مصر ١٣٢٥هـ

WWW.NAFSEISLAM.COM

٣٣. البرامهرمزى . القاضى أبو محمد الحسن بن عبدالرحمن بن خلاد ، المتوفى ٣٦٠هـ
• أمثال الحديث (تحقيق آمة الكريم القرشية) مطبع الحيدرى ، حيدر آباد باكستان ١٩٦٨م

٣٤. الزبيدى . محمد بن محمد
• إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين ، دار الفكر ، بيروت

٣٥. الزرقانى ، محمد بن عبدالباقى ، المتوفى ١١٢٢هـ
• شرح المواهب اللدنية ، الطبعة الأولى ، المطبعة الأزهرية ، القاهرة ١٣٢٥هـ

٣٦. الزركشى . بدر الدين أبو عبدالله محمد بن عبدالله ، المتوفى ٧٩٣هـ
التذكرة فى الأحاديث المشتهرة (تحقيق مصطفى عبد القادر) دار الكتب العربية، بيروت ١٩٨٦م

٣٧. الزمخشرى . أبو القاسم جار الله محمود بن عمر الخوارزمى ، المتوفى ٥٣٨هـ
• الفائق فى غريب الحديث (تحقيق على محمد البجاوى و أبو الفضل ابراهيم) الطبعة الأولى ، دار إحياء الكتب العربية ، مصر ١٣٦٤هـ - ١٩٤٥م
• الكشاف عن حقائق التنزيل و عيون الأقاويل فى وجوه التاويل . مطبعة مصطفى البابى الحلبى ، مصر ١٣٨٥هـ - ١٩٦٦م

٣٨. السبكى . تاج الدين أبو نصر عبد الوهاب بن تقى الدين ، المتوفى ٧٧١هـ
• طبقات الشافعية الكبرى ، الطبعة الأولى ، المطبعة الحسينية المصرية.

WWW.NAFSEISLAM.COM

٣٩. السخاوى . شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن ، المتوفى ٩٠٢هـ

- المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة ، الطبعة الأولى ، دار الكتب العلمية ، بيروت ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م

٤٠. سعيد بن منصور . الحافظ ، ابن شعبة الخراسانى المكى ، المتوفى ٢٢٦هـ

- سنن سعيد بن منصور ، (تحقيق حبيب الرحمن الأعظمى) الطبعة الأولى ، دار الكتب العلمية ، بيروت ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م

٤١. السهرورردى . شهاب الدين أبو حفص ، عمر بن محمد ، المتوفى ٦٣٢هـ

- عوارف العارف . الطبعة الأولى ، دار الكتب العربى ، بيروت ، لبنان ١٩٦٦م

٤٢. السيوطى . جلال الدين عبدالرحمن بن أبى بكر ، المتوفى ٩١١هـ

- الدرر السافرة فى أمور الآخرة ، مطبع كردبد ، لاهور باكستان ١٣٣٧هـ
- تدريب الراوى فى شرح تقريب النووى (تحقيق عبدالوهاب عبد اللطيف) الطبعة الثانية ، مطبعة السعادة ، مصر ١٩٦٣م
- الجامع الصغير . المكتبة الإسلامية ، سمندرى فيصل آباد ١٣٩٣هـ
- الدرر المنتشرة فى الأحاديث المشتهرة (تحقيق د . محمد لطفى الصباغ) الطبعة الأولى ، جامعة الملك سعود ، الرياض ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م
- ذيل الموضوعات ، المطبع العلوى ، لكنؤ ١٣٥٣هـ
- شرح الصدور ، دار إحياء الكتاب العربى
- اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة ، الطبعة الأولى ، المطبعة الأدبية ، مصر ١٣١٧هـ

٤٣. السهمى . حمزة

WWW.NAFSEISLAM.COM

• تاريخ جرجان . حيدر آباد ، الدكن بالهند

٤٤. الشوكاني . محمد بن علي ، المتوفى ١٢٥٠ هـ
• الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة (تحقيق عبد الرحمٰن بن يحيى / عبدالوهاب عبد اللطيف) مطبعة السنة المحمدية ، القاهرة ، مصر ١٣٨٠ هـ

٤٥. الطبراني . أبو القاسم سليمان بن أحمد اللخمي ، المتوفى ٣٦٠ هـ
• المعجم الصغير و الكبير ، دار الكتب العلمية ، بيروت

٤٦. الطحاوي . أبو جعفر أحمد بن محمد الأزدي ، المتوفى ٣٢١ هـ
• مشكل الآثار ، الطبعة الأولى ، حيدر آباد ، الدكن ١٣٣٣ هـ

٤٧. الطيالسي ، أبو داؤد سليمان بن داؤد بن الجارود المتوفى ٢٠٣ هـ
• المسند ، الطبعة الأولى ، مجلس دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد الدكن، الهند ١٣٢١ هـ

٤٨. العجلوني . الشيخ اسماعيل
• كشف الخفاء و مزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على السنة الناس ، الطبعة الثالثة ، المطبعة المصرية ١٣٥١ هـ

٤٩. العراقي . زين الدين أبو الفضل عبد الرحيم بن الحسين المتوفى ٨٠٦ هـ
• المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار . (بهامش إحياء علوم الدين) مطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر ١٣٣٦ هـ

٥٠. العسكري . أبو هلال الحسن بن عبد الله بن سهل المتوفى ٣٩٥ هـ
• جمهرة الأمثال ، بومباي ١٣٠٤ هـ

WWW.NAFSEISLAM.COM

٥١. العقيلي . أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد المكي المتوفى ٣٢٢هـ

- كتاب الضعفاء الكبير (تحقيق د. عبدالمعطي) دار الكتب العلمية ، بيروت

٥٢. علي القاري . الملا نور الدين علي بن سلطان المتوفى ١٠١٤هـ

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة (الموضوعات الكبرى) تحقيق محمد الصباغ ، دار الأمانة ، بيروت ١٣٩١هـ - ١٩٧١م
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (تحقيق عبد الفتاح أبو غدة) الطبعة الثانية ، مكتب المطبوعات الإسلامية ، بيروت

٥٣. علي المتقي . علاء الدين بن حسام الدين الهندي المتوفى ٩٧٥هـ

- كنز العمال في سنن الأقوال و الأفعال ، دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد الدكن ١٣١٣هـ.

٥٤. الغزالي . أبو حامد محمد بن محمد ، المتوفى ٥٠٥هـ

- إحياء علوم الدين ، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر ١٣٣٦هـ

٥٥. القاضي عياض . أبو الفضل عياض بن موسى اليحصبي ، المتوفى ٥٤٤هـ

- الشفاء بتعريف حقوق المصطفى (تحقيق علي محمد البجاوي) دار الكتاب العربي ، بيروت ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م

٥٦. القسطلاني . أحمد بن محمد بن أبي بكر الخطيب ، المتوفى ٩٢٣هـ

- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ، دار الكتب العلمية ، مصر .

٥٧. القشيري ، أبو القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري المتوفى ٤٦٥هـ

- رسالة قشيرية ، طبع مصر ١٩٣٠م

WWW.NAFSEISLAM.COM

٥٨. القضاعي . أبو عبدالله محمد بن سلامة ، المتوفى ٤٥٤هـ
• مسند الشهاب (تحقيق حمدي عبدالحميد السلفي) الطبعة الأولى ، مؤسسة الرسالة، بيروت ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م

٥٩. مالك بن أنس بن مالك . الإمام الأصبحي ، المتوفى ١٧٩هـ
• المؤطا (مع حاشية إشفاق الرحمن) مطبعة مركز العلم و الأدب ، كراتشي .

٦٠. مسلم . الإمام أبو الحسن ، ابن الحجاج القشيري النيشابوري ، المتوفى ٢٦١هـ
• صحيح مسلم (تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة الأولى ، دار إحياء الكتب العربية ، عيسى البابي الحلبي ١٣٧٤هـ

٦١. المناوي . الشيخ عبد الرؤف ، المتوفى ١٠٠٣هـ
• فيض القدير ، المكتبة التجارية ١٣٥٦هـ

٦٢. المنذري .
• الترغيب و الترهيب ، دار الفكر ، مصر

٦٣. الميداني . أبو الفضل أحمد بن محمد بن أحمد ، المتوفى ٥١٨هـ
• مجمع الأمثال (تحقيق محي الدين عبد الحميد) الطبعة الثالثة ، دار الفكر ، مصر ١٩٧٢م

٦٤. النسائي . الإمام أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب ، المتوفى ٣٠٣هـ
• سنن النسائي ، المطبعة الميمنية ، مصر ١٣٠٦هـ

٦٥. النووي . أبو زكريا يحي بن شرف الدمشقي ، المتوفى ٦٧٦هـ
• بستان العارفين (تعليق محمد الحجاز) مكتبة دار الدعوة .

WWW.NAFSEISLAM.COM

- تهذيب الأسماء و اللغات ، ادارة الطباعة المنيرية ، دمشق .

٦٦. الهروى . أبو عبيد القاسم بن سلّام ، المتوفى ٢٢٣ھ
- غريب الحديث ، دائرة المعارف العثمانية ، حيدر آباد ، الدكن ١٩٦٣م

٦٧. الهيثمى . نور الدين على بن أبى بكر ، المتوى ٨٠٧ھ
- مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، الطبعة الثانية ، دار الكتاب ، بيروت ١٩٦٧م

WWW.NAFSEISLAM.COM

فهرست احادیث

نمبر شمار	حدیث	صفحہ
۱.	إبكوا فإن لم تبكوا فتباكوا	۲۹
۲.	اجمعوا بطونكم واظماوا اكبادكم	۲۹
۳.	اخوف ما اخاف على أمتي اتباع الهوى	۲۹
۴.	اخوف ما أخاف على أمتي اللسان	۳۱
۵.	أدبني ربي فاحسن تأديبي	۳۱
۶.	أدنوا منّي أحبّائي، فيقول الملائكة	۳۳
۷.	إذا أتاكم كريم قوم فأكرموه	۳۳
۸.	إذا أحبّ الله عبداً لن يضرّه ذنب	۳۶
۹.	إذا أحبّ العبد، قال لجبريل	۳۶
۱۰.	إذا أراد الله بعبد خيراً	۳۷
۱۱.	إذا صُمت فليصُم سمعك وبصرك	۳۸
۱۲.	أرحنا يا بلال بالصلاة	۳۸
۱۳.	الأرواح جنود مجندة	۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

١٤. أسالك الرضا بعد القضاء	٣١
١٥. استقيموا ولن تُحصوا	٣١
١٦. أشد البلاء بالأنبياء ثم الأولياء	٣١
١٧. أصدق كلمة قالتها العرب قول لبيد	٣٣
١٨. اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوه	٣٣
١٩. اطلبوا العلم ولو بالصين	٣٥
٢٠. أعبد الله كأنك تراه	٣٦
٢١. أعدى عدوّك نفسك	٣٦
٢٢. أعوذ بك من علم لا ينفع	٣٦
٢٣. أفلا أكون عبداً شكوراً	٣٧
٢٤. أكثروا من الإخوان فإن ربكم حيّ	٣٨
٢٥. اللهم أحيني مسكيناً	٣٨
٢٦. اللهم أرنا الأشياء كما هي	٥٠
٢٧. اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون	٥٠
٢٨. اللهم طهّر قلبي من النفاق	٥٠
٢٩. أنا أحبّ أن اسمع من غيري	٥١
٣٠. إن أعظم النساء بركة	٥١

WWW.NAFSEISLAM.COM

٣١. إنّ الله خلق الأرواح قبل الأجساد	٥٢
٣٢. إن الله فرض عليكم زكاة جاهكم	٥٣
٣٣. إنّ لجسدك عليك حقا	٥٣
٣٤. إنّ لكل شئ زكاة و زكاة الدار	٥٥
٣٥. إنّما الأعمال بالنيات	٥٦
٣٦. إنّ من تمام التقوى تعليم	٥٦
٣٧. إنّ من الشعر لحكمة	٥٧
٣٨. إنّ من عباد الله لعبادًا	٥٨
٣٩. إني لستُ كأحدكم	٥٩
٤٠. إنّه ليغان على قلبي	٥٩
٤١. أوليائي تحت قبائي	٥٩
٤٢. أيما امرئ يشتهي شهوة	٦٠
٤٣. الإيمان أن تؤمن بالله و ملائكته	

(ب)

٤٤. بطن جائع أحبّ إلى الله	٦١
٤٥. بينما رجل فيمن كان قبلكم	٦٢

(ت)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۶. التائب من الذنب كمن لا ذنب له	۶۴
۴۷. تعس عبد الدرهم و تعس عبد الدينار	۶۵
۴۸. تفكّر ساعة خير من عبادة ستين سنة	۶۵
۴۹. تناكحوا تكثّروا فإنّي أباهي بكم	۶۶
۵۰. تُنكح النساء على أربعة	۶۷
(ج)	
۵۱. جُبلت القلوب على حُبّ من أحسن إليها	۶۹
۵۲. جُعلت قُرّة عيني في الصلاة	۷۰
(ح)	
۵۳. الحاج وفد الله، يعطيهم ما سألوا	۷۲
۵۴. حُسن الأدب من الإيمان	۷۳
۵۵. الحكمة ضالة المؤمن	۷۳
۵۶. الحق ينطق على لسان عمر رضي الله عنه	۷۳
(خ)	
۵۷. خُذ غيرها فإنه لا عيش إلّا عيش الآخرة.	۷۵
۵۸. خَلق الله الخلق في ظلمة	۷۵
۵۹. خير الصيام صوم أخي داؤد عليه السلام	۷۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

٦٠. خير الناس في آخر الزمان خفيف الحال ٧٦
٦١. خير القرون قرني، ثم الذين يلونهم ٧٩

(د)

٦٢. ذاق طعم الإيمان من قد رضي بالله ربًا ٨٠
٦٣. ذهب صفو الدنيا، و بقي كدرها ٨٠

(ر)

٦٤. رُبَّ أشعث أغبر ذي طمرين لا يُؤبه له ٨١
٦٥. رُبَّ صائم ليس له من صومه إلّا الجوع ٨٢
٦٦. رجعنا من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر ٨٣
٦٧. رُفع القلم عن ثلاث ٨٣
٦٨. زيّنوا القرآن بأصوات الحسن ٨٥
٦٩. زيّنوا أصواتكم بالقرآن ٨٥

(س)

٧٠. السخي قريب من الله ٨٦
٧١. سِيرُوا سَبَقَ الْمُفَرِّدون ٨٧

(ش)

٧٢. شرُّ النّاس من أكل وَحدَه ٨٨

WWW.NAFSEISLAM.COM

٧٣. شَيَّبتنى سُورةُ هود ٨٨

٧٤. الشيطان مع الواحد ٩٠

٧٥. الشيخ فى قومه كالنبى فى أمّته ٩١

(ص)

٧٦. صحبتُ رسول الله عشر سنين ٩٢

٧٧. الصلاة و ما ملكت أيمانكم ٩٣

٧٨. الصوم لى و أنا أجزى به ٩٣

(ط)

٧٩. طلب العلم فريضة على كل مسلم ٩٥

(ع)

٨٠. عرفتُ فألزم، قالها ثلاثًا ٩٧

٨١. العينان تزنيان ٩٨

٨٢. عليكم بلباس الصوف ٩٩

(ف)

٨٣. الفقر عزّ لأهله ١٠٠

(ق)

٨٤. قد خبأنا لكَ حيسًا ١٠٠

WWW.NAFSEISLAM.COM

٨٥. قد كان في الأمم مُحدَّثون ١٠١

(ك)

٨٦. كاد الفقرُ أن يكون كُفرًا ١٠٢

٨٧. كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي و في جوفه أزيز ١٠٣

٨٨. كان النبي صلى الله عليه وسلم يلبس الصوف ١٠٤

٨٩. كلامٌ حسنه حسن و قبيحه قبيح ١٠٥

٩٠. كل سبب و نسب ينقطع ١٠٥

٩١. كُلٌّ مُيَسَّر لما خُلق له ١٠٦

٩٢. كنتُ في عصابة فيها ضعفاء المهاجرين ١٠٧

٩٣. كيف أصبحت يا حارثة ١١٠

(ل)

٩٤. لا أحصي ثناءً عليك ١١٠

٩٥. لا تجتمع أمتي على الضلالة ١١١

٩٦. لا تزال طائفة من أمتي على الخير ١١٢

٩٧. لا تُضيّعي الثوبَ حتى تُرقّعيه ١١٣

٩٨. لا حول ولا قوة إلا بالله ١١٣

٩٩. لا يزال عبدي يتقرّبُ إليّ بالنوافل ١١٥

WWW.NAFSEISLAM.COM

١٠٠. لا يزال من أمتي أربعون على خُلق ابراهيم عليه السلام ١١٥
١٠١. لن ينجو أحدكم بعمله ١١٦
١٠٢. لو عرفتم الله حق معرفته ١١٨
١٠٣. ليس الإيمان بالتحلّي و التمنّي ١١٩
١٠٤. لي مع الله وقت لا يَسَعُ معي فيه ١١٩
١٠٥. لي حرفتان : الفقر و الجهاد ١٢٠

(م)

١٠٦. ما تركتُ بعدي فتنةً أضرّ على الرجال ١٢١
١٠٧. ما خلّفت لعيالك ١٢٢
١٠٨. ما من أحد إلا و قد غلبه شيطانه ١٢٣
١٠٩. ما من شيء أحبّ إلى الله من شاب تائب ١٢٣
١١٠. المتعبّد بلا فقه كالحمار في الطاحونة ١٢٣
١١١. المرء على دين خليله ١٢٣
١١٢. المجاهد من جاهد نفسه ١٢٥
١١٣. المرء مع من أحبّ ١٢٦
١١٤. من أحبّ قومًا فهو معهم ١٢٧
١١٥. من أحبّ لقاء الله ، أحبّ الله لقاءه ١٢٨

WWW.NAFSEISLAM.COM

١١٦. من آذى له وليًا فقد استحلّ محاربتي ١٢٨
١١٧. من أراد أن يسمع صوت داؤد عليه السلام ١٢٨
١١٨. من استوى يوماه فهو مغبون ١٢٩
١١٩. من أهان لي وليًا فقد بارزني بالمحاربة ١٣١
١٢٠. من تشبّه بقوم فهو منهم ١٣٢
١٢١. من جُعل قاضيًا فقد ذُبح بغير سكين ١٣٣
١٢٢. من حُسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه ١٣٤
١٢٣. من صمت نجا ١٣٥
١٢٤. من عرف نفسه فقد عرف ربّه ١٣٥
١٢٥. من علم أن الله تعالى ربّه و أبى نبيّه ١٣٧
١٢٦. من قتل قتيلًا فله سلبه ١٣٧
١٢٧. من كان يؤمن بالله و باليوم الآخر فلا يقفنّ ١٣٨
١٢٨. من كثرت صلاته بالليل حسن وجهه بالنهار ١٣٨

(ن)

١٢٩. النوم أخو الموت ١٤٠
١٣٠. النّدم توبةٌ ١٤٠
١٣١. نعم الراكب هو يا عمر ١٤١

WWW.NAFSEISLAM.COM

١٣٢. نية المؤمن خير من عمله. ١٤٢

(و)

١٣٣. و هل أنت إلا حسنةٌ من حسناتِ أبي بكر ١٤٤

(ه)

١٣٤. هل تروى من شعر أمية بن أبي الصلت شيئًا ١٤٥

١٣٥. الهوى و الشهوة معجونتان بطينة ابن آدم ١٤٦

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM
WWW.NAFSEISLAM.COM